عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
رابن ہڈ

ہزاروں بے گناہ اور معصوم شہری لقمہ اجل بنتے چلے جاتے ہیں اور عوام میں دہشت اور خوف کی ایک ایسی لہر دوڑ جاتی ہے کہ انہیں ہر لمحہ اپنی موت کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ ایسے ماحول میں عمران صرف دو روز میں اتنے خطرناک اور خوفناک بین الاقوامی مجرم کو پکڑنے کا علی الاعلان دعویٰ کر دیتا ہے اور اس کے بعد واقعات کی تیز رفتاری اور کہانی کا ٹیمپو اس قدر برق رفتار ہو جاتا ہے کہ قاری کو کتاب سے ایک لمحے کے لئے بھی نظریں ہٹانے کی فرصت نہیں ملتی۔ اور پھر سسپنس اس وقت عروج پر پہنچ جاتا ہے جب رابن ہڈ دانش منزل پر دن دہاڑے ریڈ کرتا ہے دانش منزل کے میٹنگ ہال میں موجود سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اور بلیک زیرو بطور ایکسٹو مفلوج ہو کر رابن ہڈ کے قدموں میں گرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ عمران اپنی گردن تڑوا کر موت کا شکار ہو چکا ہوتا ہے اور پھر رابن ہڈ بڑے فخر سے ممبروں کے سامنے ایکسٹو کی نقاب کشائی کرتا ہے اور اس طرح سیکرٹ سروس کی قسمت پر اپنی کامیابی اور فتح کی آخری مہر لگا دیتا ہے۔ لیکن انجام کیا ہوتا ہے ۔۔؟ وہ آپ کی توقعات سے یقیناً مختلف ہوگا اور آپ آخری لمحوں تک یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ اور یہی اس ناول کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ اس کتاب میں ایکشن اپنی انتہا پر اور سسپنس اپنی انتہا پر پہنچ گیا ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کو ہمیشہ کے لئے اپنے بھرپور تاثر میں جکڑے رکھے گی۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

گھپ اندھیرے میں دور آسمان پر ایک جگنو سا چمکا اور دس منزلہ عمارت کی چھت پر بیٹھا ہوا نوجوان اس چمک کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔ اس کی نیند سے خمار آلود آنکھیں یکلخت ہوشیار ہو گئیں۔ وہ اب پوری طرح چوکنا ہو چکا تھا۔ اس نے عین اسی جگہ نظریں گاڑ دیں جہاں ایک لمحہ پہلے اس نے جگنو کو چمکتے دیکھا تھا لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ ہر طرف گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ آسمان پر چھائے ہوئے سیاہ بادلوں نے اندھیرے کو گہرا کرنے میں بہت زیادہ مدد کی تھی۔

نوجوان نے پاس پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے گود میں رکھ لیا۔

اب بھی اس کی نظریں اسی جگہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد ایک بار پھر جگنو سا چمکا اور نوجوان بے اختیار اچھل پڑا اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ صفدر سپیکنگ ۔۔۔ ہیلو۔ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے

تیز لہجے میں کہا۔

" یس ایکسٹو۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" سر ۔۔ پوائنٹ نمبر تھری سے بول رہا ہوں ۔۔۔ مجھے سامنے پوائنٹ نمبر فور پر جگنو سا چمکتا دکھائی دیا ہے ۔۔۔ دو بار چمکا ہے۔ اوور" ۔۔۔ صفدر نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" اوہ! ۔۔۔ نائٹ ٹیلی سکوپ سے چیک کرو ۔۔۔ کونسی عمارت ہے ۔۔؟ جلدی ۔۔ کیا واقعی پوائنٹ نمبر فور ہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

" نائٹ ٹیلی سکوپ اتنے گہرے اندھیرے میں بخوبی کام نہیں کر رہا جناب! بس ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے پوائنٹ نمبر فور پر چمکا ہو۔ اوور" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" اوکے! ۔۔۔ اس بار چمکے تو اس طرف کی فلڈ لائٹس آن کر دینا ۔۔ پوائنٹ فور پر تنویر موجود ہے ۔۔۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اُسے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ یہ ریموٹ کنٹرول کا کنٹرولر تھا۔ اس دس منزلہ عمارت کے چاروں طرف بڑی بڑی لائٹس شام کو ہی نصب کر دی گئی تھیں۔ ان لائٹس میں خصوصی طاقت کے کاربن لگائے تھے۔ اور ان کا تعلق براہِ راست ایک ٹرانسفارمر سے کر دیا گیا تھا۔ تاکہ بجلی

ن وقت پر دھوکہ نہ دے جائے اور ان تمام لائٹس کو ریموٹ کنٹرول کر لیا تھا۔ جن کا کنٹرولر صفدر کے ہاتھوں میں تھا۔ اور اس کی نظریں ں جگہ پر جمی ہوئی تھیں جس جگہ دو بار جگنو سا چمکا تھا۔ اس کی آنکھوں ں تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

صفدر سوچ رہا تھا کہ اگر یہ وہی روشنی ہے جس کے چمکنے کے بعد ئی نہ کوئی عمارت ایک زبردست دھماکے سے راکھ کا ڈھیر بن جاتی ہے ایک بار پھر سینکڑوں مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی زندگی ے خطرے میں تھی۔

گذشتہ ایک ہفتے ۔۔ دارالحکومت ہولناک دھماکوں کی زد میں آیا ا تھا۔ روزانہ ۔۔ کوئی نہ کوئی عمارت ۔۔ خوفناک دھماکے سے ھ کا ڈھیر بن جاتی تھی۔ اور ہزاروں ۔۔ عمارت کے سمندر میں غرق ہو تے تھے۔ پورے شہر میں جو دہشت خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔ پہلے ماکے کے بعد تو ۔۔ سمجھا گیا کہ عمارت ۔۔ ہی ناقص تعمیر کی وجہ سے بیٹھ ی ہے۔ لیکن دوسری رات ایک دوسری عمارت کا بھی یہی حشر ہوا تو حکومت ک پڑی اور کسی بھیانک جرم ۔۔ بو سونگھی جانے لگی۔ پولیس اور انٹیلی جنس ہ حرکت میں لایا گیا۔

لیکن تیسری رات ایک اور عمارت کا یہی حشر ہوا تو پورے دارالحکومت ں قیامت برپا ہو گئی۔ اخبارات چیخ اُٹھے۔ لوگوں نے خوف و ہراس ں شدت پر دارالحکومت سے بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن ظاہر ہے اتنی ڑی آبادی تو شہر سے فرار نہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ کیس سیکرٹ سروس کے والے کر دیا گیا۔ اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم پورے شہر میں مجرموں کی

شکاری کتوں کی طرح بُو سونگھتی پھر رہی تھی۔ مگر عمارتیں مسلسل اسی طر
راکھ کا ڈھیر بنتی رہیں اور خوف وہراس نے پورے دارالحکومت کو ا
لپیٹ میں لے لیا۔ ہر شخص کو اپنی موت نظر آنے لگ گئی چنانچہ را
کو لوگوں کا گھروں سے باہر نکلنا بند کر دیا گیا۔ وہ بازار، کلب، ہوٹل ا
جوئے خانے جو رات کو آباد ہوتے تھے۔ قبرستانوں کی طرح ویرا
ہو گئے۔

تمام سڑکوں پر پولیس کی گاڑیاں گشت کرتی رہتیں۔ وہ کسی بھی مشکو
آدمی کو، جو رات کو باہر بغیر سپیشل پاس کے گھومتا نظر آتا، اٹھا کر حو
میں بند کر دیا جاتا اور پھر پوچھ گچھ کا زبردست سلسلہ شروع ہو جاتا۔ مگ
مجرم کی ہوا تک نہ سونگھی جا سکی تھی۔

اور پھر اس بات کا انکشاف ہوا کہ رات کو آسمان پر جگنو سا چمکتا
یہ جگنو کبھی پانچ چھ بار چمکتا ہے اور کبھی آٹھ دس بار ۔۔۔ اور پھر عم
اس جگہ جہاں یہ جگنو چمکتا ہے، عمارت راکھ کا ڈھیر بن جاتی ہے
کا ڈھیر بننے والی عمارتوں میں ہر قسم کی عمارتیں شامل تھیں۔ کبھی کوئی
بڑی عمارت اُڑ جاتی ۔۔۔ تو کبھی کسی چھوٹی سی رہائشی کوٹھی کا نمبر آ
تھا۔ لیکن ہر رات کوئی نہ کوئی عمارت بہرحال شکار ہو جاتی تھی۔

ایکسٹو نے اس سلسلے میں ایک نئی تجویز سوچی تھی اور شہر کے چار
کونوں میں سب سے بلند عمارتوں کے اوپر ایک ایک ممبر کی ڈیو
لگا دی تھی کہ وہ ساری رات چھت پر بیٹھ کر اردگرد کی چیکنگ کرتا رہے
ہر عمارت کے گرد فلڈ لائٹ کا خصوصی بندوبست کیا گیا تھا۔ پوائنٹ نمبر ا
پر کیپٹن شکیل ۔۔۔ پوائنٹ نمبر ۲ پر نعمانی ۔۔۔ پوائنٹ نمبر ۳ پر

صفدر ۔۔۔ اور پوائنٹ نمبر ۴ پر تنویر کی ڈیوٹی تھی۔ اس طرح پورے شہر کو کور کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

عمران ۔۔۔ جولیا ۔۔۔ صدیقی ۔۔۔ چوہان ۔۔۔ جوزف اور جوانا کی ڈیوٹی سڑکوں پر تھی۔ وہ تیز رفتار گاڑیوں پر سوار مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے تاکہ جس جگہ بھی خطرے کی اطلاع ملے۔ وہ فوراً وہاں تک پہنچ سکے۔ اور ایکسٹو ان سب کو کنٹرول کر رہا تھا۔ اور ممبرز کو یقین تھا کہ ایکسٹو کی یہ تجویز کامیاب رہے گی اور مجرموں نے اس بار اگر واردات کی تو وہ یقیناً پکڑے جائیں گے۔

اور پھر صفدر کو ساری رات آنکھیں پھاڑے اِدھر اُدھر دیکھتے گذر گئی لیکن کہیں بھی کوئی جگنو نہ چمکا تھا۔ ہر طرف گھُپ اندھیرا ہی چھایا ہوا تھا۔

لیکن رات کے پچھلے پہر اچانک صفدر کو گھُپ اندھیرے میں جگنو چمکتا نظر آ گیا تھا۔ آج رات گہرے کالے بادلوں نے نائٹ ٹیلی سکوپ کو بھی بیکار کر دیا تھا اور ہلکی سی دھند کے علاوہ اور کوئی چیز واضح نظر نہ آتی تھی۔ صفدر کے اندازے کے مطابق جس جگہ وہ روشنی کی کرن چمکی تھی وہیں پوائنٹ نمبر فور تھا۔ جہاں تنویر موجود تھا۔ اب نجانے تنویر کو یہ روشنی کیوں نظر نہ آئی تھی۔ کیونکہ ایکسٹو کے مطابق اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ آ رہی تھی۔

بہرحال صفدر اب پوری طرح چوکنا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد عین اسی جگہ جگنو سا ایک بار پھر چمکا اور صفدر نے فلڈ لائٹ کے کنٹرولر پر موجود چار بٹنوں میں سے پہلا بٹن دبا دیا۔ یہ چاروں بٹن عمارت کی

علیحدہ علیحدہ سائیڈوں پر لگی ہوئی روشنیوں کا کنٹرول کرتے تھے۔ بٹن دبتے ہی صفدر کے سامنے کے رُخ تیز روشنی کا سیلاب سا دور تک پھیلتا چلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے روشنی کا دریا دُور تک بہتا چلا گیا ہو۔

اب اس طرف کی تمام عمارتیں روشنی میں جگمگا رہی تھیں اور پھر روشنی پھیلتے ہی اس طرف ایک شور سا مچ گیا۔ تیز سیٹیوں کی آوازیں گونجنے لگیں اور سڑکوں پر پولیس گاڑیاں تیزی سے بھاگنا شروع ہو گئیں کیونکہ اچانک روشنی ہونے سے سب یہی سمجھے تھے کہ اس طرف کسی عمارت کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔

روشنی آسمان تک پھیلتی چلی گئی تھی۔ اس لئے اب اس تیز روشنی میں روشنی کی کرن چمکتی تو نظر نہ آسکتی تھی لیکن اس کے باوجود صفدر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ کیونکہ چار بار جگنو چمک چکا تھا۔ اور اسے معلوم تھا کہ پانچویں بار چمکنے کے بعد کوئی بھی عمارت راکھ کا ڈھیر بن سکتی ہے۔

اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر اتنا زبردست کان پھاڑ دھماکہ ہوا کہ صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں کے پردے پھٹ گئے ہوں اور دوسرے لمحے اس نے تیز روشنی میں دُور ایک آٹھ منزلہ عمارت یکلخت ہوا میں بکھرتے دیکھی۔ دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے تیز ہوا کے جھکڑ نے اُسے چھت سے کسی پتنگ کی طرح اڑا کر دُور پھینک دیا ہے لیکن اس کا جسم صرف جھکولا کھا کر رہ گیا وہ اپنی جگہ پر جما بیٹھا تھا۔

خوفناک دھماکوں کی بازگشت ابھی فضا میں موجود تھی کہ پولیس گاڑیوں

فائر بریگیڈ اور ایمبولینس گاڑیوں کے سائرنوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا پورے شہر میں بکھری ہوئی یہ گاڑیاں اب پوری تیزی سے اس تباہ ہونے والی عمارت کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھیں اور صفدر کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اس نے تصور میں سینکڑوں افراد کو ملبے میں دفن ہوتے اور تڑپتے اور مرتے دیکھ لیا تھا۔ اُسے بے اختیار جھرجھری سی آگئی۔ کوئی شخص اتنا بے رحم ہو سکتا ہے کہ ہزاروں بے گناہ اور معصوم افراد کو بیک وقت موت کے گھاٹ اتار دے۔ اس کا اُسے اب تک یقین نہ آرہا تھا لیکن حقیقت روز روشن کی طرح اس کے سامنے تھی۔ اور وہ صرف بے بسی سے ہونٹ کاٹنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور صفدر نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ___

"صفدر ___ تم فوراً عمارت سے اتر کر گاڑی لیکر ساحل سمندر پر چلے جاؤ ___ وہاں عمران موجود ہے ___ وہ تمہارے ذمہ کوئی کام لگانا چاہتا ہے۔ اوور" ___ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہت اچھا جناب۔ اوور" ___ صفدر نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے "اوور اینڈ آل" کے الفاظ سنتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر بند کیا اور پھر وہ اٹھ کر ٹرانسمیٹر سمیت نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے نیچے جانے کے بعد ہی اسے لفٹ مل سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے مین گیٹ سے باہر نکل کر عمارت کے سامنے کھڑی ہوئی اپنی مخصوص گاڑی میں سوار ہو گیا۔ گاڑی پر مخصوص

نشان لگا ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ یہ سپیشل پاس بردار گاڑی ہے اسے نہ روکا جائے اور کار میں بیٹھتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے اسے سٹارٹ کیا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے بھگاتا ہوا وہ ساحل سمندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صفدر حتی الوسع ایسی سڑکوں کا انتخاب کر رہا تھا جہاں زیادہ ٹریفک نہ ہو۔ اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ساحل سمندر پر پہنچ گیا۔ یہاں ہر طرف ویرانی سی ویرانی چھائی ہوئی تھی۔

صفدر جیسے ہی وہاں پہنچا، اچانک اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی نے کلائی پر ضربیں لگانا شروع کر دیں۔ اس نے پھرتی سے ونڈ بٹن دبا دیا۔

"ہیلو صفدر! ـــ عمران بول رہا ہوں۔ اوور" ـــ گھڑی میں سے عمران کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب! ـــ آپ کہاں ہیں۔ اوور" ـــ؟ صفدر نے پوچھا

"دائیں طرف بڑھتے چلے آؤ ـــ میں پرانے لائٹ ہاؤس کے ٹاور پر موجود ہوں ـــ جلدی آؤ۔ اوور" ـــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں آرہا ہوں۔ اوور" ـــ صفدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی "اوور اینڈ آل" کہہ کر دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ اور صفدر نے ونڈ بٹن دبایا اور پھر کار لائٹ ہاؤس کی طرف موڑ دی۔

تھوڑی دیر بعد اسے لائٹ ہاؤس کا ٹاور نظر آنے لگ گیا۔ اور پھر صفدر نے اس لائٹ ہاؤس کے نیچے جا کر کار روک دی۔ وہاں عمران کی

کار پہلے سے موجود تھی۔

صفدر کار سے اتر کر تیزی سے لائٹ ہاؤس کی پرانی عمارت میں داخل ہوا اور پھر ٹاور کی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ ٹاور کافی بلند تھا۔ اس لئے صفدر کا سانس پھولنے لگا لیکن وہ مسلسل سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ٹاور کے اس حصے میں پہنچ گیا جہاں برآمدہ سا بنا ہوا تھا اور چاروں طرف بڑے بڑے رخنے بنے ہوئے تھے۔ جن میں سے پرانے زمانے میں جہازوں کو سمندری چٹانوں سے بچانے کے لئے روشنی دکھانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔

وہاں ایک رخنے میں عمران آنکھوں پر نائٹ ٹیلی سکوپ لگائے کھڑا ہوا تھا۔

"صفدر! ـــ تم نے کتنی بار جگنو چمکتے دیکھا تھا" ـــ عمران نے مڑے بغیر صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"چار بار دیکھا تھا ـــ اس کے بعد لائٹ آن کر دی تھی ـــ اور لائٹ آن ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ عمارت تباہ ہو گئی" ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"کیا روشنی کی لکیر نظر آئی تھی" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ـــ بس یوں چمک پیدا ہوئی تھی جیسے جگنو چمکتا ہے" ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"کوئی آواز" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"نہیں ـــ کوئی آواز سنائی نہ دی تھی ـــ ویسے بھی وہ جگہ یہاں سے

پوائنٹ سے بہت دُور تھی جہاں روشنی چمکی تھی"۔۔۔۔ صفدر نے یوں جواب دیا جیسے نوکری کا انٹرویو دینے والا امیدوار باس کے سوالوں کے جواب دیتا ہے۔

"صفدر!۔۔۔ مجرم کوئی سائنسی حربہ استعمال کر رہے ہیں۔۔۔ میں تمام رات اس ٹاور پر کھڑا چیکنگ کرتا رہا ہوں۔۔۔ مجھے بھی جگنو چمکتا دکھائی دیا تھا۔۔۔ وہ پانچ بار چمکا تھا اور پھر عمارت تباہ ہو گئی۔ لیکن میں نے یہاں سے ایک بات محسوس کی ہے کہ کوئی سیاہ سی لکیر زمین سے اڑ کر آسمان کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے اور پھر چند لمحوں بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس سیاہ لکیر کا اوپر والا حصہ چمک اٹھا ہو۔

"اوہ!۔۔۔ پھر تو آپ نے وہ پوائنٹ چیک کر لیا ہوگا جہاں لکیر کا دوسرا سرا ہوگا"۔۔۔۔ صفدر نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"نہیں!۔۔۔ دو بار لکیر مختلف جگہوں سے ابھرتی نظر آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے آسمان اور زمین کے درمیان آڑھی ترچھی لکیریں پھیل رہی ہوں بہرحال میں نے ایک سپاٹ منتخب کیا ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ میں یہاں ٹھہر کر تمہیں ہدایات دوں اور تم اس سپاٹ تک پہنچو۔ اگر میں نیچے اترا تو پھر سپاٹ کا صحیح اندازہ نہیں رہے گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آپ مجھے ٹرانسمیٹر پر ہدایات دیتے جائیں۔ میں کار میں اس جگہ پر پہنچ جاؤں گا"۔۔۔۔ صفدر نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"او کے!۔۔۔ چلو کوشش کر دیکھتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

دیوار پر نصب بڑی سی سکرین روشن تھی اور اس کے نیچے ایک چوکور ساخت کی چھوٹی سی مشین موجود تھی۔ اس مشین پر بے شمار ڈائل اور بلب جل بجھ رہے تھے۔ مشین کی سائیڈ میں ایک شیشے کی نلکی مشین کے پہلو سے نکل کر چھت میں جا کر غائب ہو گئی تھی۔

مشین کے سامنے ایک اونچی نشست والی کرسی پر ایک لمبا تڑنگا دیو ہیکل غیر ملکی بڑے آمرانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر موجود لمبے لمبے بال اس کے کندھے تک پھیلے ہوتے تھے۔ اس نے سرخ رنگ کی کھلے بازوؤں والی شرٹ اور سفید رنگ کی پتلون پہنی ہوئی تھی۔ چہرہ کسی بلڈاگ کی طرح سوجا سوجا سا تھا۔ آنکھوں میں ایسی وحشیانہ چمک تھی جیسے وہ ذہنی طور پر پاگل ہو۔ اس کے چہرے کی دائیں طرف زخم کا ایک بھیانک سا نشان تھا۔ اس کی قمیض پر ایک بڑا سا بیج موجود تھا۔ ایک ایسا بیج جس میں ایک کبوتر کو سانپ نے گھیرا ہوا تھا۔ سانپ بالکل سیاہ رنگ کا تھا۔ کبوتر

کی آنکھیں بند تھیں اور سانپ کی خوفناک زبان کبوتر کے چہرے کو چھو رہی تھی ۔ سانپ کی آنکھوں میں وحشت ناک چمک تھی ۔

دیوہیکل غیر ملکی اس طرح سکرین کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دلچسپ تماشہ دیکھ رہا ہو ۔ سکرین پر اس وقت ایک بڑی سی عمارت نظر آ رہی تھی ۔ یہ آٹھ منزلہ عمارت تھی جس میں رہائشی فلیٹ تھے اور ھزاروں افراد اس عمارت میں رہ رہے تھے ۔

" چوتھا کاشن دو " ـــــ کرسی پر بیٹھے ہوئے دیوہیکل نے بڑے کڑکدار لہجے میں مشین کے پاس کھڑے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور نوجوان نے پھرتی سے ایک بٹن دبا دیا ۔

بٹن دبتے ہی مشین میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور پھر شیشے کی نلکی میں سے ایک سیاہ رنگ کی لکیر سی نکل کر اوپر چھت کی طرف اٹھتی چلی گئی جیسے جیسے وہ اوپر کو اٹھی ، شیشے کی نلکی خالی ہوتی گئی ۔ چند لمحوں میں لکیر چھت میں غائب ہو گئی تو آپریٹر نے تیزی سے ایک سٹیئرنگ نما چکر کو گھمانا شروع کر دیا ۔ سیاہ رنگ کی لکیر اب سکرین پر نظر آنے لگ گئی تھی ۔ وہ تیزی سے اس عمارت کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی ۔ آپریٹر نے سٹیرنگ نما چکر کو گھمایا تو لکیر نے اپنا رخ بدل لیا ۔ وہ چکر گھماتا چلا گیا ۔ اور لکیر رخ بدلتی چلی گئی ۔ اب وہ عمارت سے کافی دور کسی اور طرف بڑھی چلی جا رہی تھی لیکن جب وہ عمارت کی بلندی پر پہنچی تو آپریٹر نے بڑی تیزی سے چکر کو الٹا گھما دیا ۔ اور لکیر گھوم کر ایک بار پھر عمارت کی طرف بڑھنے لگی ۔ جب لکیر عین عمارت کے اوپر پہنچی تو آپریٹر نے تیزی سے ایک بٹن دبا دیا ۔ اور لکیر کا سرا ایک لمحے کے لئے چمکا ۔ پھر لکیر کسی بادل کی طرح عمارت کے اوپر

پھیلتی چلی گئی ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے چادر سی پھیل گئی ہو ۔ آپریٹر نے تیزی سے ایک اور بٹن دبا دیا اور چادر عین عمارت کے اوپر آ کر رک گئی ۔

" اب ٹھیک ہے ـــــ اس بار ٹارگٹ صحیح رہا ہے ـــــ ویری گڈ ۔ اب اس عمارت میں رہنے والے لوگوں کی جانیں میری مٹھی میں ہیں ۔ ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ ہزاروں افراد ـــــ ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ اب ہزاروں افراد کی جانیں میرے ایک اشارے میں ختم ہو جائیں گی ـــــ میرا مقابلہ کون کر سکتا ہے ـــــ ؟ کون کر سکتا ہے ـــــ ؟ کوئی کر سکتا ہے " ـــــ ؟ اس دیوہیکل آدمی نے مسرت سے قہقہے لگاتے ہوئے بڑے پرغرور لہجے میں کہا ۔

" آپ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا باس ! ـــــ آپ ناقابلِ تسخیر ہیں آپ بے پناہ طاقت کے مالک ہیں " ـــــ کمرے میں موجود آپریٹر سمیت چاروں افراد نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا ۔

" ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ میں ناقابل تسخیر ہوں ـــــ میں وقت کا بادشاہ ہوں ـــــ سب میرے غلام ہیں ـــــ رابن ہڈ کے غلام ـ حقیر غلام ـــــ ان کی زندگیاں اور ان کی جانیں ہر وقت میری مٹھی میں رہتی ہیں " ـــــ رابن ہڈ نے ایک بار پھر وحشیانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا ۔ اور کمرے میں موجود تمام افراد اسی طرح رکوع کے بل جھکے رہے ۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے کسی جابر بادشاہ کے سامنے ملازم کھڑے ہوں ۔ ان کے جسم ہولے ہولے کانپ رہے تھے ۔ رابن ہڈ کی دہشت ان کی نس نس میں سمائی ہوئی تھی ۔

" مائیکل " ـــــ اچانک رابن ہڈ نے کڑکدار لہجے میں کہا اور ایک طرف

رکوع کے بل کھڑا ہوا نوجوان تیزی سے سیدھا ہو گیا۔

"یس ماسٹر" ــــ مائیکل کا لہجہ بے حد خوفزدہ تھا۔

"اس عمارت کے کتنے افراد ہوں گے" ــــ ؟ رابن ھڈ نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"کم از کم دو ہزار تو ضرور ہوں گے" ــــ مائیکل نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اونہہ دو ہزار ــــ ایک تو یہ ملک ہی کم بخت انتہائی پس ماندہ ہے ــــ یہاں بڑی بڑی عمارتیں ہی نہیں ہیں ــــ جہاں ہزاروں لوگ رہتے ہوں۔ ــــ اب بھلا دو ہزار افراد کا قتل ــــ کیا خاک لطف دے گا ــــ ہونہہ" ــــ رابن ہڈ نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک عمارت ہے ماسٹر! ــــ جس میں دس ہزار افراد رہتے ہیں مگر ماسٹر ــــ" مائیکل نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیں ــــ ایسی عمارت موجود ہے ــــ اور تم نے ہمیں رپورٹ ہی نہیں دی ــــ کیوں نہیں دی ــــ بولو" ــــ رابن ھڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ــــ میں معافی چاہتا ہوں ــــ اس عمارت کے اوپر آسمانی بجلی سے بچاؤ کا بڑا آلہ لگا ہوا ہے ــــ اس آلے کی وجہ سے سالک بم کام نہ کر سکیں گی" ــــ مائیکل نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا ــــ تم رابن ھڈ کو بے بس سمجھتے ہو ــــ ؟ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ آلہ پہلے توڑا جا سکتا ہے ــــ یا اس کی تار کاٹی جا سکتی ہے

کیا تم بھول گئے کہ تم رابن ھڈ کے غلام ہو ــــ بولو جواب دو ــــ تم نے مجھے آٹھ ہزار افراد کی موت کی خوشی سے محروم رکھنے کی گستاخی کیوں کی" ــــ رابن ھڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

"تم ــــ تم ــــ میں معافی چاہتا ہوں" ــــ مائیکل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں بجھ گئیں اور جسم بُری طرح لرزنے لگا۔

"یہ جرم ہے ــــ اور اس کی سزا موت ہے ــــ اپنے آپ کو گولی مار لو ــــ ورنہ میرا قہر تم پر ٹوٹ پڑے گا اور پھر تم مر بھی نہ سکو گے ــــ تڑپو گے ــــ چیخو گے ــــ چلاؤ گے ــــ موت کی دعائیں مانگو گے ــــ مگر مر نہ سکو گے ــــ خود مر جاؤ ــــ میں کہتا ہوں فوراً مر جاؤ" ــــ رابن ھڈ نے دھاڑتے ہوئے کہا اور مائیکل کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف گیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں ریوالور موجود تھا۔ اس نے ریوالور کی نال اپنی کنپٹی پر رکھی اسکی نظریں ایک لمحے کے لئے اٹھ کر رابن ہڈ کے چہرے پر جم گئیں۔ خالی خالی آنکھیں زندگی کی ہر چمک سے محروم ــــ دوسرے لمحے مائیکل نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ اور اس کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑ گئے۔ اور اس کی لاش کٹے ہوئے درخت کی طرح فرش پر گرتی چلی گئی۔

"ہا ــــ ہا ــــ ہا ــــ مائیکل بچ گیا ــــ میرے قہر سے بچ گیا ــــ ورنہ ــــ ورنہ ــــ" رابن ھڈ نے پاگلوں کے سے انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ــــ آپ بے حد رحم دل ہیں ــــ آپ کا رحم ہر چیز پر حاوی ہے"

کمرے میں موجود باقی افراد نے رکوع کے بل جھکے جھکے بیک آواز ہو کر کہا:

"ہاں! ___ میں رحمدل ہوں ___ بے حد رحمدل ___ دیکھو! میں نے مائیکل پر کتنا رحم کھایا ہے ___ اتنا رحم کہ اس کی رُوح ہمیشہ یاد رکھے گی" ___ رابن ہڈ نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا:

"آپ کا ارشاد بجا ہے ماسٹر" ___ باقی تینوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ اب سیدھے ہو جاؤ" ___ رابن ہڈ نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ تینوں تیزی سے سیدھے ہو گئے۔

"رچرڈ" ___ رابن ہڈ نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر" ___ آپریٹر نے تیزی سے اٹن شن ہو کر کہا۔

"فائر کر دو ___ اتار دو ان دو ہزار افراد کو موت کے گھاٹ ___ بس ان کی زندگیاں ختم ___ اب میں انہیں زندہ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا" ___ رابن ہڈ نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر" ___ آپریٹر نے کہا اور اس نے تیزی سے ایک سُرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی عمارت کے اوپر ایک کرن سی چمکی، دوسرے لمحے عمارت کے پُرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ عمارت ایک لمحے میں ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ ہر طرف گرد ہی گرد پھیل گئی۔

"بند کر دو یہ مشین" ___ رابن ہڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے ایک اور بٹن دبا دیا۔ اور مشین میں زندگی ساکت ہو گئی۔ اور سکرین بھی تاریک ہوتی چلی گئی۔

"آؤ میرے ساتھ" ___ رابن ہڈ نے بڑے بڑے قدم اٹھاتے ہوئے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں سر جھکائے غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چلتے رہے۔

دروازہ کراس کر کے وہ ایک اور بڑے کمرے میں آ گئے۔ یہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے آرام کرسی پڑی تھی۔ بھاری بھرکم آرام کرسی۔ رابن ہڈ اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ وہ تینوں میز کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

"سنو! ___ میری بات غور سے سنو" ___ رابن ہڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم سُن رہے ہیں ماسٹر" ___ تینوں نے یک زبان ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ___ کل پورے شہر میں پوسٹر تقسیم کر دو ___ رابن ہڈ کا پیغام تقسیم کر دو ___ پوسٹر نمبر ایک ___ اب یہاں کے لوگوں کو علم ہو جانا چاہیے کہ رابن ہڈ ___ وقت کا آقا رابن ہڈ ان کے ملک میں آ چکا ہے ___ وہ اس کی غلامی کا اعلان کر دیں ___ ورنہ پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی" ___ رابن ہڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا" ___ ایک بار پھر تینوں نے مشینی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اور پوسٹر تقسیم کرنے کے انتظامات کرو" ___ رابن ہڈ نے کہا اور وہ تینوں سر جھکائے اُلٹے قدموں پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ جب وہ ایک دروازے میں جا کر غائب ہو گئے تو رابن ہڈ نے میز کے کنارے

پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ایک اور کونے میں دروازہ نمودار ہوا اور پھر اس میں سے چار نیم عریاں لڑکیاں مودبانہ انداز میں اندر داخل ہوئیں۔ ان کے جسموں پر برائے نام لباس تھا۔ وہ چاروں غیر ملکی تھیں اور انتہائی خوبصورت ___ مگر ان کی آنکھیں زندگی کی چمک سے محروم نظر آ رہی تھیں۔ خالی خالی نظریں۔

"ناچو ___ ناچو ___ رابن ہڈ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرو۔" رابن ہڈ نے کہا اور پھر اس نے میز کی بڑی سی دراز کھولی اور اس میں سے دس کے قریب بڑی بڑی بوتلیں نکال کر میز پر رکھ دیں۔

یہ دس بوتلیں دنیا کی تیز ترین شراب سے بھری ہوئی تھیں اور پھر رابن ہڈ نے ایک بوتل کا کاک ہٹایا اور اُسے منہ سے لگا لیا۔ اور پھر وہ یوں غٹاغٹ یہ شراب اپنے حلق میں اتارتا چلا گیا جیسے صدیوں کا پیاسا پانی پی رہا ہو۔

جیسے ہی بوتل خالی ہوئی۔ اس نے اُسے زور سے زمین پر دے مارا اور شیشے کے ٹکڑے فرش پر پھیلتے چلے گئے۔

"ناچو" ___ رابن ہڈ نے دوسری بوتل کا کاک کھولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ کھا جانے والا تھا۔ اور پھر کمرے میں ایک وحشیانہ ناچ شروع ہو گیا۔

رابن ہڈ بوتلیں خالی کر کے فرش پر توڑتا گیا اور ان کی کرچیاں فرش پر پھیلتی چلی گئیں۔ مگر ناچنے والی لڑکیوں کے ناچ میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ شیشے کی کرچیوں سے بے نیاز ناچ رہی تھیں اور ان کے پیروں سے

خون فوارے کی طرح نکلنے لگا۔ مگر وہ ناچ رہی تھیں۔ یوں ناچ رہی تھیں جیسے وہ شیشے کی کرچیوں کی بجائے گلاب کے پھولوں پر ناچ رہی ہوں۔

رابن ہڈ قہقہے لگاتا رہا۔ شراب پی پی کر بوتلیں توڑتا رہا اور زخمی لڑکیاں وحشیانہ انداز میں ناچتی رہیں۔ اپنے زخموں سے بے نیاز۔

جب دسویں بوتل بھی خالی ہو کر ٹوٹ گئی تو رابن ہڈ اٹھا اور پھر اپنی خوابگاہ کی طرف لڑکھڑاتا چلا گیا۔ قہقہے لگاتا ہوا ___ جھومتا ہوا۔ مست ہاتھی کی طرح۔

صفدر نے کار میں بیٹھ کر واچ ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"ہیلو عمران صاحب! ___ ہدایات دیجئے۔ اوور" ___ صفدر نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی کہا۔

"شمال کی طرف بڑھتے چلو ___ سیدھے۔ اوور" ___ عمران کی آواز سنائی دی۔

صفدر نے کار کا رُخ شمال کی طرف کیا اور پھر کار کو تیزی سے آگے بڑھانے لگا۔ اس طرف کوئی راستہ نہ تھا۔ صرف ریت ہی ریت تھی۔ صفدر کار بڑھاتے چلا گیا۔

جب صفدر نے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کر لیا تو عمران نے اُسے مشرق کی طرف مڑ جانے کے لئے کہا اور صفدر اُس کی ہدایت کے مطابق مشرق کی طرف مڑتا چلا گیا۔ وہاں سے دوبارہ شمال کی طرف اور پھر مغرب کی طرف۔ اسی طرح عمران واچ ٹرانسمیٹر پر ہدایات دیتا رہا

اور صفدر اس کی ہدایات کے مطابق کار کو بڑھائے لئے گیا۔

ریت ختم ہو چکی تھی اور اب صفدر ساحل سمندر پر بنی ہوئی ایک نئی کالونی میں جسے "گرین کالونی" کہا جاتا تھا، داخل ہو چکا تھا۔ اور پھر وہ اس کالونی سے نکل کر ایک سڑک پر آگیا۔ عمران نے اُسے جس طرح ہدایات دیں اس کے مطابق صفدر مین روڈ سے ہٹ کر ایک کچی سڑک پر آگیا اور یہ کچی سڑک آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ تھا جو انتہائی سرسبز تھا اور لوگ یہاں پکنک منانے کے لئے آتے تھے۔

صفدر ان پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ کر رُک گیا۔ کیونکہ عمران نے اُسے رُکنے کے لئے کہا تھا۔

"یہ کونسی جگہ ہے صفدر۔ اوور" ___ ؟ عمران کی آواز سنائی دی

"یہ پکنک سپاٹ ہے عمران صاحب ___ پہاڑیوں کے دامن میں۔ اوور" ___ صفدر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ___ مجھے کچھ واضح معلوم نہ ہو رہا تھا ___ تم وہیں ٹھہرو ___ میں آرہا ہوں ___ اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ وہ چند لمحے کار میں ہی بیٹھا رہا اور ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ یہاں ہر طرف ہُو کا عالم تھا۔ رنگین لائٹیں جل رہی تھیں۔ لیکن دور نزدیک کسی جاندار کے وجود کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔

صفدر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اور پھر ٹہلتا ہوا اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔ وہ غور سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی

طاری تھی۔

پہاڑیوں پر چڑھنے کے لئے بے شمار پگڈنڈیاں بنی ہوئی تھیں پھر صفدر ایک پگڈنڈی پر چڑھتا چلا گیا۔

ابھی صفدر نے آدھا راستہ ہی طے کیا ہوگا کہ اچانک دھماکے کے بعد شائیں کی تیز آواز سنائی دی اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پہلو میں دہکتی ہوئی سلاخ اترتی چلی گئی ہو۔ وہ دھڑام سے گرا اور پھر تیزی سے لڑھکتا ہوا نیچے اپنی کار کی طرف گرتا چلا آیا۔ اُسے جو آخری احساس ہوا تھا وہ بس لڑھکنے کا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی سی چھاتی چلی گئی۔ اور وہ کار کے اگلے پہیوں سے ٹکرا کر رک گیا۔ اس کا پورا جسم لڑھکنے کی وجہ سے زخمی ہوگیا تھا اور پہلو سے خون تیزی سے نکلنے لگا تھا وہ کار کے پہیوں کے پاس بیہوش پڑا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دوڑتے ہوتے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر دو قوی ہیکل جوان شمالی سمت سے دوڑتے ہوئے کار کے قریب پہنچ گئے انہوں نے جھک کر اُلٹے پڑے ہوئے صفدر کو ایک جھٹکے سے سیدھا کیا اور پھر انتہائی پھرتی سے اس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگے۔ اس کی جیب میں سے بٹوہ اور ریوالور انہوں نے نکال لیا۔

"اسے اٹھا کر لے چلو ـــــ صبح باس کے سامنے پیش کریں گے"۔
ایک آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تاکہ وہ اس کے ساتھ ہمیں بھی گولی مار دے ـــــ اسے یہیں ٹھنڈا کر دو ـــــ اپنے آپ اس کے ساتھی اسے اٹھاتے پھریں گے" ـــــ دوسرے نے سفاک لہجے میں کہا۔ اور پہلے نے سر ہلاتے ہوتے ہاتھ میں

پکڑے ہوتے ریوالور کا رُخ صفدر کی کھوپڑی کی طرف کیا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا، کسی کار کی ہیڈ لائٹ کی روشنی لہراتی ہوئی ان پر پڑی اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے جس طرف سے آئے تھے ادھر ہی دوڑتے چلے گئے۔

آنے والی کار ابھی دُور تھی اس لئے جب تک وہ کار پکنک سپاٹ میں داخل ہوتی۔ وہ دونوں غائب ہو چکے تھے۔ آنے والی کار تیزی سے بھاگتی ہوئی پکنک سپاٹ میں داخل ہوئی اور پھر اس کی بریکوں کی چیخیں سنائی دیں۔

کار صفدر کے قریب آکر رُکی اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے صفدر کو پکنک سپاٹ میں داخل ہوتے ہی دیکھ لیا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا صفدر کے قریب آیا اور پھر وہاں خون کا ایک چھوٹا سا تالاب اور صفدر کے جسم پر زخموں اور اس کے پھٹے ہوتے کپڑوں کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے وہ صفدر کی طرف جھپٹا اور اس نے اس کی کلائی پکڑ کر اس کی نبض چیک کی اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے صفدر کو اٹھا کر اپنی کار کی پچھلی نشست پر لٹایا اور دوسرے لمحے اس نے سٹیرنگ پر بیٹھ کر کار کو موڑا اور پھر اس کی کار جیسے اڑتی ہوئی پکنک سپاٹ سے نکلتی چلی گئی۔

صفدر کی حالت انتہائی تشویشناک تھی اور اگر اُسے فوراً ہی طبی امداد نہ ملتی تو اس کے ہلاک ہونے کا سو فیصد خطرہ تھا۔ اس لئے عمران صفدر کے علاوہ باقی سب کچھ بھول گیا۔

عمران تیزی سے کار دوڑاتا ہوا مین روڈ پر پہنچ گیا اور پھر اس نے صفدر کو وہاں ایک گشتی پولیس جیپ کے حوالے کیا تاکہ اُسے جلد از جلد ہسپتال پہنچایا جا سکے۔ پولیس کو اس نے ایکسٹو کا حوالہ دے دیا تھا اس لئے پولیس والے فوراً ہی ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان کے جانے کے بعد عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کو صفدر کے بارے میں ہدایات دیں تاکہ بلیک زیرو ہسپتال میں اس کے لئے خصوصی انتظام کرا سکے اور پھر اس نے کار واپس موڑ دی۔

صفدر کو اس طرح گولی مار دینے کا مطلب یہی تھا کہ وہ صحیح جگہ پر پہنچ گیا تھا۔ وہ تیزی سے کار دوڑاتا ہوا پکنک پوائنٹ پر پہنچ گیا اور پھر اس نے کار ایک طرف روک دی اور خود نیچے اتر کر بڑے چوکنے انداز میں پکنک پوائنٹ کی حدود میں داخل ہو گیا۔ اس نے ایک درخت کی آڑ میں رُک کر غور سے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ ایک طرف پہاڑیاں تھیں۔ جب کہ اس کی مخالف سمت پر ایک ریسٹ ہاؤس کی عمارت تھی۔ باقی دونوں اطراف میں گھنے درختوں کا ذخیرہ تھا۔

صفدر کے کپڑوں اور زخموں کی حالت سے اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ صفدر بلندی سے لڑھکتا ہوا نیچے گرا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ صفدر پہاڑی کے اوپر چڑھ رہا تھا جب اُسے گولی ماری گئی تھی۔ اور پھر جس پہلو میں صفدر کو گولی لگی تھی اس پہلو اور گولی لگنے کے زاویے سے ظاہر تھا کہ گولی جنگل اور ریسٹ ہاؤس کے شمال مشرقی کونے کے درمیان کسی جگہ سے ماری گئی ہے۔ عمران نے اس جگہ پر نظریں گاڑ دیں۔ مگر وہاں ہر چیز ساکن تھی درخت بھی ساکت کھڑے تھے۔ اور نیچے بڑی بڑی گھاس پر بھی کوئی خاص نشان

نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران کافی دیر تک وہاں کھڑا غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ درختوں کی آڑ لیتا ہوا واپس چلا گیا۔ اب وہ ریسٹ ہاؤس کے سامنے کے رُخ سے ہوتا ہوا اس کی دوسری سمت پہنچ گیا۔ اس طرف بھی درختوں کا گھنا ذخیرہ تھا۔ اور عمران اس گھنے ذخیرے میں داخل ہو گیا۔ وہ بے حد چوکنا ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دُور آگے بڑھا تھا کہ اچانک دو آدمی درختوں سے چھلانگ لگا کر اس پر آ گرے۔ عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا تھا۔ مگر وہ ایک آدمی کی زد سے تو بچ گیا۔ مگر دوسرا اس کے اوپر آ گرا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے۔

اسی لمحے عمران کے دونوں پیر تیزی سے حرکت میں آئے اور اس کے اوپر گرا ہوا آدمی اچھل کر دوسرے آدمی پر جا گرا۔ جو ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رُخ عمران کی طرف کر ہی رہا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے، عمران کے ہاتھ میں موجود ریوالور نے گولیاں اگل دیں اور ان دونوں کے ہاتھوں سے ریوالور اور بندوق نکل کر دُور جا گرے۔ اور وہ دونوں چیختے ہوئے ایک بار پھر زمین پر ڈھیر ہو گئے۔

چونکہ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی شخص سامنے نہ آیا تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کہ فی الحال یہاں یہی دونوں موجود ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے ریوالور اور بندوق نکلتے ہی عمران اچھل کر ان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے پوری قوت سے ایک کے پہلو میں بوٹ کی ٹھوکر ماری، اور

دوسرے کی گردن پر اپنا بوٹ رکھ دیا۔

"خبردار!۔۔۔ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

مگر ان میں سے ایک نے تیزی سے حرکت کی اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے عمران کی پشت پر پڑیں اور عمران اچھل کر دو قدم آگے کی طرف بڑھا۔ لات مارنے والے نے قلابازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے عمران نے پلٹ کر فائر کر دیا اور وہ چیخ مار کر نیچے گرا اور تڑپنے لگا گولی اس کے سینے میں گھس گئی تھی۔

دوسرے نے اپنے ساتھی کو مرتے دیکھ کر اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور گولی اس کے کولہے کے جوڑ میں گھستی چلی گئی اور وہ بھی اوندھے منہ زمین پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف جھپٹا اور ایک ہاتھ سے اس نے اسے سیدھا کیا۔

"بولو کون ہو تم۔۔۔۔ ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے اس کی کنپٹی کے ساتھ ریوالور کی نال رکھتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے عمران غرا کر پیچھے ہٹا۔ نوجوان نے اچانک اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا۔ مگر عمران کے بروقت پیچھے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ عمران کا ریوالور نہ چھین سکا۔ اور پیچھے ہٹتے ہی عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس نوجوان کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران کے بوٹ کی زبردست ٹھوکر نے اس کی کئی پسلیوں کو توڑ دیا تھا۔ نوجوان بری طرح سر پٹخنے لگا۔ اس کا چہرہ درد کی شدت

سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"بولو کون ہو تم"۔۔۔۔ ؟ عمران نے ایک اور بھرپور لات جماتے ہوئے کہا۔

"بب۔۔۔ باس تم سے انتقام لے گا۔۔۔۔ زبردست انتقام"۔۔۔ اس نوجوان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک لمحے کے لئے زور سے اپنے سر کو زمین پر پٹخا اور پھر اس کا جسم ساکت ہوتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے نیلے رنگ کے جھاگ نکلنے لگے تھے۔ اور عمران ایک طویل سانس لیکر سیدھا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے دانت میں زہریلا کیپسول موجود تھا اور اس نے خودکشی کر لی ہے۔

عمران نے جیب سے ایک چھوٹی ٹارچ نکالی اور پہلے مرنے والے کا منہ کھول کر اندر جھانکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے ایک دانت کے خلا سے چھوٹا سا کیپسول برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے کیپسول کو ٹارچ کی مدد سے غور سے دیکھا اور پھر اسے احتیاط سے اپنی کوٹ کی چھوٹی جیب میں ڈال لیا۔

چونکہ ریسٹ ہاؤس کے کونے میں لگی ہوئی بڑی سی لائٹ جل رہی تھی اس لئے اس کی ہلکی سی روشنی یہاں تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن ظاہر ہے غور سے دیکھنے کے لئے اسے ٹارچ استعمال کرنا پڑا تھا۔

اب عمران نے ٹارچ کی مدد سے ان دونوں کے کپڑوں اور جیبوں کی تلاشی لی تو اسے ایک نوجوان کی جیب سے صفدر کا بٹوہ مل گیا اور ریوالور بھی دوسرے کی جیب میں موجود تھا۔ اس کے علاوہ ان کے اپنے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ مگر عمران مطمئن نہ ہوا۔ اس نے اور زیادہ

باریک بینی سے تلاشی لی تو اُسے ایک آدمی کے بازو کے ساتھ کالے دھاگے سے بندھا ہوا ایک بیج مل گیا۔ اس نے بیج کو جھٹکا دیکر علیحدہ کیا اور پھر ٹارچ کی روشنی میں اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

بیج پر ایک سفید رنگ کے کبوتر کی تصویر تھی جس کی آنکھیں بند تھیں اور اُسے ایک سیاہ رنگ کے سانپ نے جکڑا ہوا تھا۔ اور اس سانپ کی خوفناک زبان کبوتر کی آنکھوں سے ٹکرا رہی تھی۔ بیج کے نیچے آر۔ ایچ کے ہندسے کُھدے ہوئے تھے۔

عمران چند لمحے غور سے اس بیج کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بیج کو جیب میں ڈالا اور ٹارچ کی مدد سے اس نے اِدھر اُدھر درختوں کی چھان بیں شروع کردی۔ مگر پورا جنگل اُسی طرح سنسان پڑا ہوا تھا۔

عمران کافی دیر تک گھومتا پھرتا رہا۔ اس نے گھاس پر لیٹ کر اپنے کان زمین سے لگا دیتے۔ اس کا خیال تھا کہ شائد نیچے کوئی تہہ خانے وغ موجود ہوں تو کسی نہ کسی کی آواز ضرور سنائی دے جائے گی۔ مگر کہیں بھ اُسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ چنانچہ وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہ اس کا ذہن الجھنوں کا شکار تھا۔ کیونکہ ان دونوں آدمیوں کی یہاں موجودگی کا کوئی جواز نظر نہ آرہا تھا۔ اور پھر مرنے والے نے آخر میں کسی باس کا نام لیا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کا تعلق کسی تنظیم سے ہے۔ اور پھر عجیب وغریب تصویر والا بیج بھی یہ ظاہر کر رہا تھا ک کوئی مجرم تنظیم ان افراد کی پشت پر موجود ہے۔ لیکن ان دونو کی اس جنگل میں موجودگی کی بات سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ ویسے ٹارچ اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ سے ان کالی لکیروں کو جس سپاٹ سے اٹھتے

ہوئے محسوس کیا تھا۔ وہ بھی اس کے اندازے کے مطابق اسی جگہ پر تھا۔ اس لئے ان دونوں افراد کی یہاں موجودگی سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لوگ اسی گینگ سے تعلق رکھتے ہیں جو دارالحکومت میں قتل وغارت کر رہا ہے۔ مگر کوئی ایسا کلیو نہ مل رہا تھا جس سے ان کی یہاں موجودگی کے کلیو کو اور آگے بڑھایا جا سکے۔

عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے واپس مڑا اور جنگل سے نکل کر ریسٹ ہاؤس کے سامنے سے ہوتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دوبارہ یہاں آکر مزید تحقیقات کرے گا۔ فی الحال وہ اس بیج کا مسئلہ حل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ کار دوڑاتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صبح کو جب سہمے ہوئے لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکلے تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ ہر طرف ایک بڑے سے پوسٹر گلیوں اور سڑکوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان پوسٹروں کی آسمان سے بارش ہوئی ہو۔ لوگ ان پوسٹروں پر جھپٹ پڑے اور پھر پورے دارالحکومت میں دہشت اور خوف کی ایک تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔ ہر طرف اس پوسٹر میں لکھی ہوئی عبارت پر گفتگو ہو رہی تھی اور حکومت اور انتظامیہ کی ناقص کارکردگی پر لوگ برس رہے تھے۔

عمران دانش منزل کے خاص کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے ابھی ابھی وہ پوسٹر لا کر دیا تھا۔ کیونکہ دانش منزل کے اندر بھی پوسٹر بکھرے ہوئے تھے۔ عمران رات سے ہی دانش منزل میں موجود تھا۔ پوسٹر کی عبارت کچھ یوں تھی۔

"دارالحکومت کے لوگو! — خبردار ہو جاؤ۔

رابن ہڈ تمہارے ملک میں آگیا ہے۔

رابن ہڈ — جو دہشت اور موت کا دوسرا نام ہے۔

اب تک جو عمارتیں راکھ کا ڈھیر ہوئی ہیں — وہ رابن ہڈ کے ادنیٰ اشارے پر ہوئی ہیں۔

یہ سلسلہ جاری رہے گا — پورے دارالحکومت اور پھر پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی — ہر عمارت کو تباہ کر دیا جائے گا — ہر فرد کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا — تمہاری حکومت — انتظامیہ — پولیس — انٹیلی جنس سیکرٹ سروس — اور فوج رابن ہڈ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

رابن ہڈ وقت کا بادشاہ ہے — رابن ہڈ عظیم ہے۔

رابن ہڈ ناقابل تسخیر ہے — رابن ہڈ تمہیں خبردار کرتا ہے کہ رابن ہڈ کی غلامی میں آجاؤ۔ تم ہر طرح سے محفوظ ہو جاؤ گے اس ملک میں صرف رابن ہڈ کے غلاموں کو ہی زندہ رہنے کی اجازت دی جائے گی — تمہیں دو دن کا وقفہ دیا جاتا ہے ان دو دنوں میں کوئی عمارت تباہ نہیں ہوگی — اگر تم نے دو دن کے اندر رابن ہڈ کی غلامی کا اعلان نہ کیا تو رابن ہڈ تم سے انتقام لے گا — رابن ہڈ کے انتقام سے ڈرو۔

رابن ہڈ کے قہر سے ڈرو۔ جس کی مٹھی میں تمہاری جانیں ہیں۔

اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کر دو — حکومت کے ایک ایک آدمی کو چن چن کر ہلاک کر دو اور کھلے عام رابن ہڈ کی غلامی

کا اعلان کر دو۔

دو روز بعد جس گھر پر رابن ہڈ کا نشان موجود ہوگا اُسے امان دے دی جائے گی ۔۔۔۔ جس آدمی کے سینے پر رابن ہڈ کا نشان ہوگا اُسے زندہ رہنے دیا جائے گا ۔۔۔۔ رابن ہڈ کی غلامی میں آنے کے بعد تمہیں رابن ہڈ کے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی ۔۔۔۔ ورنہ موت ۔۔۔۔ خوفناک موت تمہارا مقدر بن جائے گی"

۔۔۔۔ **رابن ہڈ کا مقدس نشان**

اور اس کے نیچے وہ تصویر بنی ہوئی تھی جس میں کبوتر اور سانپ موجود تھے۔

پوسٹر باقاعدہ چھپا ہوا تھا اور بلیک زیرو نے بتایا تھا کہ یہ پوسٹر پورے شہر کی گلیوں اور سڑکوں پر بکھرے ہوئے ہیں۔

"لوگوں کا ردعمل کیا ہے" ۔۔۔۔ ؟ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پورے شہر پر زبردست دہشت طاری ہے ۔۔۔۔ ہر شخص حکومت کے خلاف ہو رہا ہے ۔۔۔۔ پورے شہر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے ۔۔۔۔ فوج کو بلا لیا گیا ہے تاکہ عوام حکومت کے خلاف نہ اٹھ کھڑے ہوں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ رابن ہڈ آخر ہے کیا بلا ۔۔۔۔ ؟ ہماری فائلوں میں بھی اس کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

"کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے معلومات کیوں نہ حاصل کی جائیں" بلیک زیرو نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ہاں ۔۔۔۔ انہیں یقیناً اس کے بارے میں علم ہوگا ۔۔۔۔ ذرا کال ملاؤ ان سے ۔۔۔۔ ایمرجنسی ڈائری میں ان کا نمبر موجود ہے"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے ٹیلیفون اپنی طرف گھسیٹا اور پھر دراز سے ڈائری نکال کر اس نے نمبر تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فارن ڈائریکٹ کال ملانی شروع کر دی۔

چند ہی لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"کراس ورلڈ آرگنائزیشن" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ۔۔۔۔ کون صاحب بول رہے ہیں ۔۔۔۔ ؟ رونالڈ سائمن کہاں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"رونالڈ سائمن ! ۔۔۔۔ آپ نے ان سے ملنا ہے ۔۔۔۔ آپ کا نام"۔ دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا گیا۔

"علی عمران فرام پاکیشیا" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"او۔ کے ! ۔۔۔۔ ایک لمحہ توقف کیجئے ۔۔۔۔ وہ لائن پر آ رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش رہا۔

"ہیلو ۔۔۔۔ سائمن بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بوڑھی آواز سنائی دی۔ یہ سائمن تھا۔ اپنے زمانے کا زبردست اور گھاگ ترین مجرم ۔۔۔۔ اور جب اس نے جرم سے توبہ کی تو اس نے یہ کراس ورلڈ آرگنائزیشن کھول لیا۔ جس میں اس نے پوری دنیا کے

مجرموں ـــــ مجرم تنظیموں ـــــ سیکرٹ سروسز کے ارکان ـــــ ملک
سیکرٹ سروسز کے ارکان کا کچا چھٹہ جمع کیا اور پھر معلومات فروخت کر
کا دھندہ اختیار کر لیا۔

عمران نے آکسفورڈ میں پڑھتے ہوئے ایک بار سائمن پر ایک چھو
سا احسان کر دیا تھا۔ تب سے اس کے تعلقات عمران سے بہت اچھ
ہو گئے تھے اور وہ عمران کی دل سے قدر کرتا تھا۔

"ابھی تک بول رہے ہو بوڑھے سائمن! ـــــ یار کمال ہے۔ تمہا
زبان میرے خیال میں سٹین لیس سٹیل کی بنی ہوئی ہے کہ اتنے عر
تک بولنے کے باوجود اس میں زنگ نہیں لگا" ـــــ عمران
ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران تم ـــــ تم ابھی تک زندہ ہو ـــــ کسی مجرم نے تمہاری گر
نہیں دبائی ـــــ میں نے تو سنا تھا کہ ماسٹرز کلرز تمہارے پیچھے لگ گ
تھے" ـــــ دوسری طرف سے بوڑھے سائمن نے قلقاری مارتے ہو
جواب دیا۔

"وہ ماسٹرز نہیں تھے ـــــ ابھی طالب علم ہی تھے ـــــ اس لئے
بیچارے اللہ میاں کے پاس پڑھنے چلے گئے ـــــ البتہ ان میں سے
ایک قدرے سمجھدار تھا جوانا ـــــ وہ اب میری کھال اتار رہا ہے۔ کم بخ
شراب کا مٹکا ہے مٹکا ـــــ پیتے پیتے تھکتا ہی نہیں" ـــــ عمران
جواب دیا۔

"ارے کمال ہے ـــــ مجھے تو اطلاع ہی نہیں ہے کہ تم نے ماسٹ
کلرز کو اڑا دیا ـــــ اور جوانا اب تمہارے پاس ہے" ـــــ سائمن نے

حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اب تو پتہ چل گیا ـــــ نوٹ کر لو ـــــ اچھے پیسے کماؤ گے اس
اطلاع سے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ شکریہ! ـــــ میرا تو دھندہ ہی یہی ہے ـــــ مگر تم نے
اتنے عرصے بعد کیسے یاد کیا" ـــــ؟ سائمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس یہی پوچھنا تھا کہ تم زندہ ہو ـــــ یا مر گئے ـــــ یہ اچھا ہوا کہ
تم زندہ ہو ـــــ ورنہ بڑی لمبی کال ملانی پڑتی تم سے ملاقات کے لئے"۔
عمران نے جواب دیا۔

"تم شیطان! ـــــ کھل کر بات کرو ـــــ میں مر کر بھی یہ تسلیم کرنے
کے لئے تیار نہیں ہوں کہ تم نے صرف اسی مقصد کے لئے اتنی دور
کال کی ہے" ـــــ سائمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار ناراض کیوں ہوتے ہو ـــــ ایک اطلاع میں نے تمہیں دی
ہے ـــــ اس کے بدلے ایک اطلاع تم مفت دے دو۔ حساب برابر ہو
جائے گا" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم پوچھو تو سہی ـــــ کراس ورلڈ آرگنائزیشن تو میں نے بنائی ہی تمہارے
لئے ہے" ـــــ سائمن نے کہا

"اچھا یہ بتاؤ کہ یہ رابن ہڈ کیا بلا ہے" ـــــ؟ عمران نے یوں پوچھا
جیسے سائمن کا امتحان لے رہا ہو۔

"کیا کہا رابن ہڈ ـــــ کیا واقعی تم رابن ہڈ کے متعلق پوچھ رہے ہو؟
سائمن نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ مگر وہ رابن ہڈ نہیں جو برطانوی سیاح تھا ـــــ بلکہ مجرم

رابن ہڈ کے متعلق پوچھ رہا ہوں ـــــ کہیں تم اصلی رابن ہڈ کی کہانی سنانی شروع کردو" ـــــ عمران نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر تم رابن ہڈ کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہو ـــــ کیا تمہارا اس سے ٹکراؤ تو نہیں ہوگیا" ـــــ ؟ سائمن نے پوچھا۔ اس کے بوڑھے لہجے میں خوف کی لرزش نمایاں تھی۔

"ابھی ہوا تو نہیں ـــــ مگر خیال ہے کہ شاید ہو جائے" ـــــ عمران نے بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اگر رابن ہڈ تمہارے ملک میں پہنچ گیا ہے تو پھر میری طرف سے اپنے ملک کے لوگوں کے لئے تعزیت قبول کرلو ـــــ عزرائیل کا دوسرا نام رابن ہڈ ہے ـــــ دہشت اور موت اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں ـــــ وہ دنیا کا خوفناک ترین مجرم ہے ـــــ پاگل مجرم جو بے دریغ قتل و غارت کرتا چلا جاتا ہے ـــــ بے مقصد قتل و غارت۔ وہ جس ملک میں بھی جاتا ہے وہاں زندگی غائب ہونا شروع ہو جاتی ہے" سائمن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یار سائمن! ـــــ تم واقعی بوڑھے ہو گئے ہو جو اس طرح وہیں بیٹھے بیٹھے خوف سے لرز رہے ہو ـــــ اس کا کچھ حدود اربعہ بتاؤ ـــــ کال لمبی ہوتی جارہی ہے اور میں آجکل مفلسی اور قلاشی کے دور سے گزر رہا ہوں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"میری فائلوں میں رابن ہڈ کے متعلق صرف چند اشارات موجود ہیں ـــــ وہ زبردست ہپناٹسٹ ہے۔ جسے چاہتا ہے ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنالیتا ہے ـــــ بے پناہ طاقت ور ہے۔ بہت بڑا سائنسدان

ہے ـــــ عجیب و غریب قسم کی تخریبی ایجادات کرتا رہتا ہے ـــــ حد سے زیادہ ذہین ہے ـــــ پوری دنیا میں سب سے زیادہ ظالم اور بے رحم ہے اور بس" ـــــ سائمن نے جواب دیا۔

"اس کی کارکردگی کا دائرہ کار کیا ہے ـــــ یعنی یہ کسی بھی ملک میں جاکر کیا چاہتا ہے ـــــ اس کا عام طور پر مشن کیا ہوتا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"اس کا آج تک کسی کو پتہ نہیں چل سکا کہ دراصل وہ کیا چاہتا ہے یہ جس ملک میں جاتا ہے بے پناہ قتل و غارت پھیلا دیتا ہے لوگوں کو حکومت کے خلاف بغاوت پر مجبور کر دیتا ہے ـــــ جب لوگ اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو پھر اچانک غائب ہو جاتا ہے اور پھر کئی سالوں تک اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملتی ـــــ آج تک یہ کبھی بھی اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا ـــــ ہمیشہ اس ملک کو تباہ و برباد کر کے غائب ہو جاتا ہے جہاں بھی یہ جاتا ہے" ـــــ سائمن نے جواب دیا۔

"اس کی پوری تنظیم ہے ـــــ یا اکیلا کام کرتا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا

"اس کے ساتھ بیشمار لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے جو بھی گرفتار ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح مر جاتا ہے یا مار دیا جاتا ہے۔ اس لئے تفصیل سے آج تک اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا" ـــــ سائمن نے جواب دیا۔

"اچھا سائمن شکریہ! ـــــ اور سنو! ـــــ رابن ہڈ کی فائل اٹھا کر اس الماری میں ڈال دو جہاں مُردہ مجرموں کی فائلیں رکھی ہوئی ہیں" ـــــ عمران

نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہو ۔۔۔ ایسا مجرم تو پوری انسانیت کا مجرم ہے جو بے گناہ لوگوں کو مارتا ہے ۔۔۔ مگر عمران بیٹے! ۔۔۔ خدا کے لئے ہاتھ پیر بچا کر کام کرنا ۔۔۔ یہ بہت ظالم آدمی ہے" ۔۔۔ سائمن نے بڑے خلوص سے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو ۔۔۔ میں اپنے ہاتھ پیر کام کے وقت بینک کے لاکر میں محفوظ کر دیا کرتا ہوں اس لئے وہ بچے ہی رہتے ہیں ۔۔۔ خدا حافظ"۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے سائمن کے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنتے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے ۔۔۔ اس کے خلاف کوئی پلاننگ کرنی پڑے گی ۔۔۔ ایسی پلاننگ کہ یہ جلد از جلد قابو آجائے اور مزید قتل و غارت نہ کر سکے" ۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر گہری سوچ کی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

خصوصی میٹنگ ہال کے دروازے بند تھے اور ہر دروازے کے سامنے دو مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان کی نظریں ہال کی ایک ایک اینٹ کا بغور جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ہال میں موجود افراد کے چہروں کا بھی جائزہ لے رہی تھیں۔

ہال میں اس وقت ہر محکمے کا سیکرٹری، اسسٹنٹ سیکرٹری اور وزیر موجود تھا۔ یہ اعلیٰ سطح کی ہنگامی میٹنگ تھی جو صدر مملکت کے حکم پر بلائی گئی تھی۔ ایک طرف اونچے چبوترے پر بڑی کرسی پر عمران ایکسٹو کے روپ میں نقاب پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ سفید شرٹ کے اوپر سیاہ رنگ کی ہی بو بندھی ہوئی تھی ہاتھوں میں سیاہ رنگ کے دستانے تھے۔ چہرے اور سر پر سیاہ کپڑے کا نقاب چڑھایا ہوا تھا۔ آنکھوں کی جگہ خالی تھی مگر ایکسٹو نے اندر

تاریک شیشوں کی عینک چڑھائی ہوئی تھی۔

ایکسٹو کے پیچھے نعمانی اور چوہان ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اور چہروں پر سیاہ نقاب چڑھائے باڈی گارڈز کے فرائض بڑے چوکنے انداز میں سرانجام دے رہے تھے۔

ہال میں موجود سب افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے ان کے چہروں پر گہری پریشانی اور تفکرات کے آثار نمایاں تھے۔ صدر مملکت کی کرسی خالی پڑی تھی اور ان کا ہی انتظار کیا جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہال کے شمالی کونے میں موجود ایک دروازہ کھلا اور سب لوگوں کے اعصاب تن گئے۔ صدر مملکت بڑے باوقار انداز میں اندر داخل ہوئے اور سوائے ایکسٹو کے باقی سب افراد تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ ایکسٹو کا عہدہ ایسا تھا کہ اس پر صدر مملکت کی تعظیم کے لئے اٹھنا لازمی نہ تھا۔ جب کہ ایسی صورت میں کہ صدر مملکت پہلے سے بیٹھے ہوں اور ایکسٹو اندر داخل ہو تو صدر مملکت کے لئے قانوناً یہ لازمی تھا کہ وہ ایکسٹو کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

"تشریف رکھیے" ___ صدر مملکت نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی سب افراد واپس کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"رپورٹ پیش کی جائے" ___ صدر مملکت نے گھمبیر لہجے میں قریب بیٹھے ہوئے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا اور سر سلطان اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑا ہوا تھا۔ اور پھر انہوں نے تفصیل سے عمارتوں کے تباہ ہونے اور لوگوں کے مرنے کا

ذکر کیا اور پورے اعداد و شمار بتائے کہ کتنی عمارتیں تباہ ہوئیں ___ مالی نقصان کتنا ہوا ___ کتنے افراد ہلاک ہوئے اور کتنے زخمی ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے پولیس۔ انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کی کوششوں کا ذکر کیا اور آخر میں رابن ہڈ کی طرف سے پھینکے ہوئے پوسٹر کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے پوسٹر کی پوری عبارت پڑھی اور پھر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"ایسی صورت حال میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے" ___ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یہ تو انتہائی خطرناک مجرم معلوم ہوتا ہے ___ ایسا مجرم جو سائنسی حربوں سے لیس ہے ___ اس کے مقابلے کے لئے سائنسدانوں کو ہی لانا چاہیئے" ___ ایک سیکرٹری نے اٹھ کر بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہال میں گرماگرم بحث شروع ہو گئی۔ ہر شخص اپنا ہی راگ الاپ رہا تھا۔ صدر مملکت ___ سر سلطان ___ سر رحمان ___ اور ایکسٹو خاموش بیٹھے سب کی باتیں سن رہے تھے۔ جو بھی تجویز پیش کی جاتی اس کا کوئی نہ کوئی رد بھی سوچ لیا جاتا۔ اس لئے کوئی بھی کسی نتیجے پر نہ پہنچ رہا تھا۔ آخر بول بول کر سب خاموش ہو گئے۔

"مسٹر ایکسٹو! ___ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے" ___ صدر مملکت نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے سب کی تجاویز سن لی ہیں ___ یہ سب لوگ اس طرح گھبرائے ہوئے ہیں جیسے کوئی ناممکن مسئلہ ان کے سامنے رکھ دیا گیا ہو۔ یا پوری دنیا کی افواج نے مل کر ہم پر حملہ کر دیا ہو ___ رابن ہڈ ایک

مجرم ہے اور ایسے ہزاروں مجرموں اور تنظیموں کی گردنیں سیکرٹ سروس نے مروڑ دی ہیں ___ تو اس میں آخر کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں ___ یہ بات درست ہے کہ یہ مجرم عوام کو دہشت زدہ کرنے کے لئے بے دریغ قتل و غارت کر رہا ہے ___ لیکن ایسے مجرم کی زندگی طویل نہیں ہو سکتی" ___ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ وقار تھا۔ دبدبہ تھا۔

" لیکن جب تک یہ مجرم پکڑا نہ جائے ___ اس وقت تک چاہے پورا دارالحکومت ہی راکھ کا ڈھیر بن جائے" ___ سر رحمان نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔ دراصل وہ ایکسٹو سے ہمیشہ چڑتے تھے۔ ان کے خیال کے مطابق ایکسٹو کی وجہ سے ان کے محکمے کی کارکردگی دبی رہتی تھی۔ اور پھر ان کے خیال کے مطابق ایکسٹو نے ہی عمران کو سر چڑھا رکھا تھا۔ اب انہیں کیا معلوم تھا کہ جس کی تعظیم صدر مملکت پر بھی لازمی تھی وہ ان کا وہی ناخلف بیٹا عمران ہی ہے۔

" مجھے اپنے ملک کے ایک ایک فرد سے اپنی ذات سے زیادہ محبت ہے ___ اس لئے میں یہ کس طرح برداشت کر سکتا ہوں کہ مجرم کسی کی طرف ٹیڑھی انگلی کا اشارہ بھی کرے ___ لیکن میرے پاس علم غیب نہیں ہے کہ میں ایک لمحے میں مجرم کو گرفتار کر لوں۔ اس کے باوجود میں پوری ذمہ داری سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ راین ھڈ دو روز کے اندر اندر زندہ یا مردہ گرفتار کر لیا جائے گا ___ اس نے خود دو روز کا وقفہ دیا ہے ظاہر ہے ان دو روز میں وہ کوئی قتل و غارت نہیں کرے گا" ___ ایکسٹو نے جواب دیا۔

" دو روز میں ___ کمال ہے" ___ پورے ہال میں موجود ہر شخص نے ایکسٹو کے اس دعوے پر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ ان میں کسی کو بھی ایکسٹو کے اس دعویٰ پر یقین نہ آیا ہو۔ بھلا اتنا خوفناک مجرم دو دن میں کیسے پکڑا جا سکتا ہے۔

" مسٹر ایکسٹو! ___ کیا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں ___ پوری ذمہ داری سے کہہ رہے ہیں" ___ صدر مملکت نے کہا۔

" جناب صدر! ___ ایکسٹو وہ بات ہی منہ سے نہیں نکالتا جو وہ کر نہ سکتا ہو ___ اور نہ ہی ایکسٹو کو کسی دعویٰ کی ضرورت ہے لیکن لوگوں کے اعصاب پر مجرم کی دہشت سوار ہے اس لئے مجھے یہ بات کرنی پڑی" ___ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

" او۔کے! ___ ٹھیک ہے ___ مجھے ایکسٹو کی بات پر مکمل یقین ہے ___ اس لئے میٹنگ برخواست کی جاتی ہے ___ میں ابھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب کر کے لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دیتا ہوں کہ وہ مطمئن رہیں ___ مجرم کو دو روز کے اندر اندر گرفتار کر لیا جائے گا" ___ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی سوائے ایکسٹو کے باقی سب افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایکسٹو خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔

صدر مملکت کے جانے کے بعد ہال کا ایک دروازہ کھول دیا گیا اور باری باری سب لوگ اس دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے وہ سب ایکسٹو کے اس دعویٰ پر حیرت سے بڑبڑا رہے تھے۔

جب پورا ہال خالی ہو گیا تو ایکسٹو بھی کرسی سے اٹھا اور اپنی پشت

پر موجود دروازے کی طرف بڑھا۔ نعمانی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا او
خود مشین گن سنبھالے آگے بڑھ گیا۔ جب کہ چوہان ایکسٹو کی پشت پر تھا۔ ایک
بند راہداری کراس کرنے کے بعد وہ دروازے کے باہر موجود سیاہ رنگ
کی بڑی کار میں سوار ہو گئے۔ نعمانی نے سٹیرنگ سنبھال لیا ۔ کہ چوہا
اس کے ساتھ والی سیٹ پر موجود تھا۔

انہوں نے کار کے شیشے چڑھا کر ایرکنڈیشنر چلا دیا۔ اب باہر سے
انہیں نہ دیکھا جا سکتا تھا جب کہ وہ اندر سے باہر بخوبی دیکھ سکتے تھے
کار کی ونڈسکرین بھی اسی طرز کی بنی ہوئی تھی۔ اس لئے انہیں نقاب
اتارنے کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی اور کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی
عمران پچھلی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار تیزی سے مختلف سڑکوں
دوڑتی ہوئی تھوڑی ہی دیر بعد دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ نعمانی
نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک خودبخود کھلتا چلا گیا۔ اور نعمانی
کار اندر لیتا چلا گیا۔

اس نے کار ایک مخصوص پورچ میں روکی اور پھر نعمانی اور چوہان
دونوں اتر کر میٹنگ ہال کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے جانے کے
بعد عمران نیچے اترا اور باوقار انداز میں قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو اس کے اندر داخل ہوتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور
عمران نے اندر داخل ہوتے ہی چہرے پر سے نقاب اتارا۔ دستانے او
عینک اتاری۔ اور پھر ملحقہ غسل خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
چند لمحوں بعد جب عمران واپس آیا تو اس نے اپنا لباس پہن

رکھا تھا۔

"توبہ!۔۔۔ بڑی خوفناک یونیفارم بنا رکھی ہے تم نے۔۔۔ یوں لگتا
تھا جیسے رابن ھڈ ہی میں ہوں" ۔۔۔ عمران نے اطمینان کا طویل
سانس لے کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آخر ایکسٹو کو پراسرار رکھنا آسان تو نہیں ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پراسرار بن گیا ہے۔۔۔ بہرحال
ب تمہاری جگہ بیٹھ کر میں چیلنج کر آیا ہوں کہ دو روز میں رابن ھڈ کا ھڈ
ڑ کر اس کی کھوپڑی پر چپتیں ماروں گا ۔۔۔ اور اب تم بھگتو" ۔۔۔
ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دو روز میں!۔۔۔ اوہ عمران صاحب!۔۔۔ آپ نے اتنا بڑا چیلنج
ول کر دیا۔۔۔ میرے خیال میں تو یہ مسئلہ ناممکن ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو
ے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا بلیک زیرو!۔۔۔ ملک کا اور خاص طور پر
الحکومت کے عوام کا جو حال ہے وہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔ ادھر
ومت کا ہر آدمی بری طرح دہشت زدہ نظر آتا تھا۔ حتیٰ کہ صدر مملکت
ے اعصاب بھی تنے ہوئے تھے۔۔۔ اس لئے فوری طور پر ان سب
مطمئن کرنے کی ضرورت تھی ۔۔۔ اب صدر مملکت ریڈیو اور ٹیلی ویژن
اعلان کر دیں گے اور اس طرح لوگ مطمئن ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران
ے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر دو روز میں مجرم نہ پکڑا گیا تو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو کیا ایکسٹو استعفےٰ دے دیگا ۔۔۔ جس کو مرضی آئے بنا لیں ایکسٹو" عمران نے بڑی بے نیازی سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو دانت بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اب وہ کیا کہہ سکتا تھا۔

"اب آپ کا آخر پروگرام کیا ہے؟" ۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

"پروگرام کیا ۔۔۔ میں ابھی مراقبہ شروع کر دیتا ہوں ۔۔۔ کوئی نہ کوئی بزرگ آ کر مجرم کا پتہ اور ٹھکانہ بتا دیں گے ۔۔۔ اور پھر ہم مجرم کو گردن پکڑ کر صدر مملکت کے سامنے پیش کر دیں گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے دو روز کے چیلنج سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے ذہن میں کوئی پروگرام بنا لیا ہے ۔۔۔ اب آپ نہ بتانا چاہیں تو اور بات ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ایسے انداز میں کہا جیسے بچہ روٹھ کر کہتا ہے اور اس کے اس انداز پر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنو بلیک زیرو! ۔۔۔ میں نے یہ چیلنج اس لئے کیا ہے کہ میں مجرم کی نفسیات کو سمجھ گیا ہوں ۔۔۔ وہ اپنے سے زیادہ طاقتور اور ذہین کسی کو نہیں سمجھتا ۔۔۔ اب جب صدر مملکت یہ چیلنج کریں گے اور ظاہر ہے میٹنگ کی رپورٹ بھی اس تک پہنچ جائے گی ۔۔۔ کیونکہ ایسے مجرم ایسی میٹنگوں سے بے خبر نہیں رہتے ۔۔۔ تو وہ اپنی نفسیات کے مطابق غصہ کھا جائے گا ۔۔۔ اور غصہ کھانے کے بعد انسان کی عقل کا فیوز فوراً ہی اُڑ جاتا ہے اور پھر وہ اپنا مشن بھول کر سب سے پہلے سیکرٹ سروس پر چڑھ دوڑے گا ۔۔۔ اس طرح وہ سامنے آ جائے گا اور

جیسے ہی وہ سامنے آیا ۔۔۔ ہم اس کے پیچھے لگ جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو عمران کی خداداد اور حیرت انگیز صلاحیتوں پر آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔ یہ نفسیاتی پوائنٹ تو اس کے ذہن میں نہ آیا تھا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ لیکن جس طرح مجرم اندھیرے میں ہے اس طرح سیکرٹ سروس بھی تو سامنے نہیں ہے ۔۔۔ اگر وہ دو روز میں ہمیں تلاش نہ کر سکا تو پھر چیلنج کا کیا ہوگا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کیوں اندھیرے میں ہے ۔۔۔ سب کو معلوم ہے کہ علی عمران بیچارہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا رہتا ہے اور ایک فلیٹ میں رہتا ہے ۔۔۔ بس علی عمران کو پکڑ لیا جائے گا اور پھر اس پر تشدد کر کے اس سے سیکرٹ سروس کے ممبران کا پتہ لگا لیا جائے گا ۔۔۔ زیادہ خوفناک تشدد ہوا تو بے چارہ عمران دانش منزل کا پتہ بتانے پر بھی مجبور ہو جائے گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو یہ ارادے ہیں ۔۔۔ یہ ہوا ناں پلان" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور دوسری بات یہ ہے کہ کسی حد تک اس کے ہیڈ کوارٹر کا بھی ہمیں پتہ لگ چکا ہے ۔۔۔ گو بظاہر تو پکنک پوائنٹ کے ارد گرد موجود اس کا ٹھکانہ تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں ۔۔۔ لیکن ایک معمولی سا کلیو بھی اس کے ہیڈ کوارٹر کو سامنے لا سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک اور پہلو کو نمایاں کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اب اپنے فلیٹ میں رہیں گے۔ میرا خیال ہے کہ میں چند ممبروں کو آپ کی نگرانی پر لگا دوں تاکہ جیسے ہی آپ پر حملہ ہو ۔۔۔ یا آپ کو اغوا کیا جائے ۔۔۔ وہ آپ کا تعاقب کر سکیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اطلاع کی بات چھوڑو ۔۔۔ وہ میں خود دے دوں گا ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا کوئی اور ممبر مثلاً تنویر ان کے ہتھے چڑھ جائے اور پھر مجرم کا چیلنج پورا ہو جائے ۔۔۔ اور ایکسٹو جو پہلے ہی منہ چھپائے پھر رہا ہے کو کسی گٹر میں ڈوب مرنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔ بہر حال میں تمام ممبروں کو ہر وقت تیار اور ہوشیار رہنے کا حکم دے دیتا ہوں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا اب اجازت! ۔۔۔ اب تو میں مجرم کو گرفتار کر کے ہی یہاں لاؤں گا ۔۔۔ یا پھر مجرم مجھے گرفتار کر کے لے آئے گا ۔۔۔ کچھ نہ کچھ بہر حال ہو گا ضرور" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو اس عظیم انسان کو جاتا دیکھتا رہا۔ جس کی صلاحیتیں واقعی لامحدود تھیں۔

رابن ہڈ ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر شراب کی بوتلیں ایک قطار کی صورت میں سجی ہوئی تھیں اور رابن ہڈ باری باری ایک بوتل اٹھاتا اور اسے منہ سے لگا کر اس وقت ہٹاتا جب اس میں موجود آخری قطرہ تک اس کے حلق کے اندر اتر جاتا۔

بوتل خالی ہوتے ہی وہ اسے لاپرواہی سے فرش پر پھینک دیتا اور پھر دوسری بوتل اٹھا لیتا۔ وہ مسلسل اور لگاتار شراب پینے کا عادی تھا اور اس معاملے میں بھی اس کا چیلنج تھا کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

ابھی میز پر پانچ کے قریب بوتلیں بھری ہوئی موجود تھیں کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا قوی ہیکل نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا اور قد و قامت اور چہرے پر موجود سرد مہری سے وہ بھی رابن ہڈ کا بھائی ہی لگ رہا تھا۔ یہ رابن ہڈ کا چیف اسسٹنٹ

یعنی نمبر ٹو تھا۔ اس کا اصل نام تو میکسن تھا لیکن اُسے منگولی نام پ
تھا۔ اس نے اپنی مونچھیں بھی منگولی طرز کی بنائی ہوئی تھیں اور اس نے
اپنا نام بھی منگولی انداز کا رکھا ہوا تھا یعنی قبا چا خان ۔ اُسے منگول ہیر
ہلاکو خان اور چنگیز خان بے حد پسند تھے اور اس کا بھی جی چاہتا تھا
کہ وہ بھی ہلاکو اور چنگیز خان کی طرح پوری دنیا میں ظالم اور بے رحم مشہو
ہو جائے۔ ظلم اور بربریت میں وہ رابن ہڈ سے بھی دو ہاتھ آگے تھا
رابن ہڈ بھی پوری تنظیم میں اسی سے دبتا تھا اور ویسے بھی رابن ہڈ
کا تو صرف نام ہی چلتا تھا۔ تمام تر عملی کام قبا چا خان ہی کرتا تھا۔

" ہیلو کھان! ___ کیسے آئے" ___ ؟ رابن ہڈ نے خان کے تلفظ
کو بگاڑتے ہوئے کہا۔ وہ خان کو ہمیشہ کھان ہی کہتا تھا۔

" ماسٹر! ___ ایک اہم اطلاع ہے" ___ قبا چا خان نے میز کی
دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر بڑے لاپرواہانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے
جواب دیا۔

" اہم اطلاع! ___ کیسی اہم اطلاع ___ ؟ اس ملک میں بھی کوئی
اطلاع اہم ہو سکتی ہے" ___ ؟ رابن ہڈ نے منہ سے بوتل کو
ہٹاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بیحد تلخ تھا۔

" ماسٹر! ___ میں نے حکومت کی اعلیٰ سطح پر ایک آدمی خریدا ہوا
ہے تاکہ ہمیں حکومت کے ردعمل کا پتہ چلتا رہے ___ ابھی ابھی
اطلاع ملی ہے کہ صدر مملکت کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطح کی ہنگامی
میٹنگ ہوئی ہے ___ جس میں ہمارا مسئلہ اور پوسٹر پر کھلی بحث ہوئی
ہے" ___ قبا چا خان نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیا۔ اس

کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے رابن ہڈ کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

" وہ تو ہونی ہی ہے ___ انہیں تو نیند نہیں آنی ___ ان
کی موت جو آگئی ہے" ___ رابن ہڈ نے دوسری بوتل منہ سے
لگاتے ہوئے کہا۔

" اس میٹنگ میں یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو بھی شامل
ہوا ہے ___ اس نے کھلے اجلاس میں یہ چیلنج کیا ہے کہ وہ رابن ہڈ
کو دو روز میں مُردہ یا زندہ گرفتار کر لے گا" ___ قبا چا خان نے
قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ جیسے کسی بچے کی بات پر اُسے ہنسی آ رہی ہو۔

" اچھا! ___ بڑا مسخرہ ہے وہ سیکرٹ سروس کا چیف ___ کیا
نام بتایا ہے تم نے اس کا" ___ ؟ رابن ہڈ نے آنکھیں پھاڑتے
ہوئے پوچھا۔

" اُسے ایکسٹو کہا جاتا ہے ___ وہ ہر وقت نقاب میں رہتا ہے۔
اور شائد صدر مملکت کو بھی علم نہیں ہے کہ ایکسٹو کون ہے ___ اس
کے ممبران بھی اُسے نہیں جانتے ___ وہ پُراسرار بنا ہوا ہے" ___
قبا چا خان نے جواب دیا۔

" ہونہہ پُراسرار ___ یہ مشرق کے لوگوں کو پُراسرار بننے کا بے حد
شوق ہے ___ پھر اس کی لاش لے آتے ہو ___ میں بھی اس
جی دار کی شکل دیکھوں جس نے رابن ہڈ کی گرفتاری کا دعویٰ کیا
ہے" ___ رابن ہڈ نے خالی بوتل زور سے فرش پر مارتے
ہوئے کہا۔

" آپ کے حکم کا انتظار تھا ___ اگر آپ حکم دیں تو ایکسٹو کے خلاف

کام شروع کر دیا جائے" ـــ قباچا خان نے پوچھا۔

"قباچا کھان! ـــ تم اب سست اور کاہل ہوتے جا رہے ہو۔ تم پر بھی مشرق کی آب و ہوا کا اثر ہونا شروع ہو گیا ہے ـــ ؟ ا چوہے کی گردن مروڑنے کے لئے تمہیں میری اجازت کی ضرورت میرا تو خیال تھا کہ تم اس کی لاش لے کر میرے پاس آؤ گے" ـــ رابن ہڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ بات کرتے ہوئے بار بار پر مکے مار رہا تھا۔

"ماسٹر! ـــ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایکسٹو کو اس ملک میں کوئی نہیں جانتا ـــ اس لئے اُسے تلاش کرنا پڑے گا ـــ جس وقت بھی ٹریس ہو گیا اس کی لاش آپ کے سامنے پیش کر دی جائے گی" ـــ قباچا خان نے بھی قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا یہ پرابلم ہے ـــ مگر یہ پرابلم کیسے حل ہوگا ـــ ؟ اُسے کیسے تلاش کرو گے ـــ ؟ سنو! میں اس معاملے میں زیادہ نہیں پ چاہتا ـــ ورنہ ہم اپنے اصل مشن سے ہٹ جائیں گے۔ لیکن اس لاش کی صورت میں تبدیل ہونا بھی ضروری ہے ـــ رابن ہڈ کو چیلنج کرنے والا دوسرا سانس لینے کا بھی مجرم ہے" ـــ رابن ہڈ نے قبا خان کا سخت لہجہ محسوس کرتے ہی اپنے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے مشن کا احساس ہے ماسٹر! ـــ مگر میرے خیال میں مش سے پہلے ایکسٹو اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ضروری ہے ـــ یہ نے یہ چیلنج سننے کے بعد ٹرانس ورلڈ آرگنائزیشن سے اس کے بار میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ـــ اور وہاں سے

انتہائی حیرت انگیز معلومات حاصل ہوئی ہیں" ـــ قباچا خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تو یہ اتنے بڑے سیکرٹ ایجنٹ ہیں کہ ٹرانس ورلڈ آرگنائزیشن کے پاس بھی ان کا ریکارڈ ہے ـــ اس پسماندہ ملک میں ایسے سیکرٹ ایجنٹ ناممکن" ـــ رابن ہڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ٹرانس ورلڈ آرگنائزیشن کے پاس یہاں کی سیکرٹ سروس کے بارے میں حیرت انگیز ریکارڈ موجود ہے ـــ ان کے ریکارڈ کے مطابق یہاں کی سیکرٹ سروس ناقابل تسخیر سمجھی جاتی ہے ـــ بڑی بڑی مجرم تنظیمیں ـــ انتہائی ترقی یافتہ ملکوں کی سیکرٹ سروسز ـــ بڑے بڑے جغادری مجرم اور ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ـــ جو بھی یہاں آیا ہے اس کا خاتمہ ہی ہوا ہے ـــ آج تک یہاں سے کوئی بھی کامیاب واپس نہیں لوٹا ـــ ان میں بڑے بڑے نام موجود ہیں" ـــ قباچا خان نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــ نہیں ـــ وہ لوگ غلط بات کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اس قابل کہاں کہ کسی بین الاقوامی مجرم کا مقابلہ بھی کر سکیں۔ اور اگر آئے بھی ہوں گے تو کوئی چھیچھڑ اور ٹٹ پونجیے قسم کے مجرم آئے ہوں گے" ـــ رابن ہڈ نے کہا۔

"باس! ـــ انہوں نے جو نام بتائے ہیں ان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دنیا کی سب سے خطرناک ترین سیکرٹ سروس ہے ـــ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ٹرانس ورلڈ آرگنائزیشن کے پاس صرف ان کی کامیابیوں کا ہی ریکارڈ ہے ـــ نہ ہی ایکسٹو کے بارے میں کوئی اشارہ

ہے ـــ اور نہ ہی سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کے بارے میں وہ کوئی تفص
جانتے ہیں ـــ البتہ صرف ایک شخص کا نام انہوں نے بتایا ہے کہ و
کبھی کبھی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور بس" ـــ قباچا خا
نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز باتیں کر رہے ہو ـــ کہیں آؤٹ تو نہیں ہو گئے
رابن ہڈ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ـــ آپ جانتے ہیں کہ قباچا خان کبھی غلط بات نہیں کرتا
اور نہ ہی دنیا میں ایسی شراب تیار ہوئی ہے جو مجھے آؤٹ کر دے۔
پھر آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں" ـــ قباچا خان نے بھی بُرا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں ـــ مگر تم جو کہانی مجھے سنا رہے ہو ـــ اس
کم از کم میں تو یقین نہیں کر سکتا ـــ اور اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھ
ٹھیک ہے ـــ پہلے ان کا خاتمہ ضروری ہے ـــ ورنہ ہمارے ل
کسی بھی وقت پرابلم بن سکتے ہیں" ـــ رابن ہڈ نے نرم لہجے می
جواب دیا۔

"اب ایک ہی مہرہ ہے ہمارے پاس ـــ اور وہ ہے علی عمران
اس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے ـــ اس کے متعلق رپورٹ ہے کہ و
بظاہر انتہائی احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے ـــ مگر درحقیقت وہ
انتہائی ذہین ہے ـــ میرا خیال ہے کہ اسے لازماً ایکسٹو کے بارے
میں ضرور علم ہو گا یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو جانت
ہو۔ اس طرح ہم آسانی سے سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکتے ہیں" ـــ قباچ

خان نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ـــ جاؤ اور اس سے پوچھ گچھ کر لو۔ مگر سنو [illegible]
میں اس سلسلے میں زیادہ دیر نہیں چاہتا ـــ تم ابھی دو روز میں اس
کام کو ختم کر لو" ـــ رابن ہڈ نے جواب دیا۔

"ایسا ہی ہو گا ـــ صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی۔ مجھے صرف
چند منٹ چاہئیں پھر یہ علی عمران طوطے کی طرح بولنا شروع کر دے گا۔
اور جیسے ہی اس نے پتہ بتایا۔ دوسرے لمحے سیکرٹ سروس صفحہ ہستی سے
ناپید ہو جائے گی" ـــ قباچا خان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــ تنظیم کے اصولوں کا خیال رکھنا ـــ اس شخص کو ہیڈکوارٹر
کا پتہ نہ چلے۔ تمام کارروائی انتہائی تیزی سے اور باہر ہی باہر مکمل
ہونی چاہیئے" ـــ رابن ہڈ نے آخری بوتل کو گردن سے پکڑتے
ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ماسٹر! ـــ آپ بے فکر رہیں" ـــ قباچا خان نے
سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا
چلا گیا۔ جب کہ رابن ہڈ نے آخری بوتل کا کاک کھول کر اسے منہ سے
لگا لیا۔

عمران کے فلیٹ میں اس وقت جوزف اور جوانا دونوں موجود
عمران نے ٹیلیفون کر کے ان دونوں کو رانا ہاؤس اور زیرو ہاؤس سے
بلوالیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو بھی کال کر کے اپنے
فلیٹ کی نگرانی کا حکم دے دیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ مجرم لازماً اس
فلیٹ پر حملہ کریں گے۔ کیونکہ اس نے میٹنگ میں ایک آدمی کا مشکوک ر
چیک کر لیا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر اس پر ہاتھ نہ ڈالا تھا تاکہ و
ایکسٹو کے بارے میں مجرموں کو اطلاع کر دے اور پھر ظاہر ہے مجرموں نے
کسی نہ کسی طرح ایکسٹو اور سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاعات حاصل کر
کی کوششیں کرنی ہیں اور سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کے بارے میں تو انہیں
کچھ پتہ نہیں چلنا۔ البتہ انہیں عمران کے بارے میں اطلاع مل جاتی
اور اس کا منطقی نتیجہ یہی ہونا ہے کہ انہوں نے عمران پر چڑھ دوڑنا
تاکہ اس سے ایکسٹو کے بارے میں معلوم کیا جا سکے۔ میٹنگ میں مشکوک آدمی

کی اس نے نگرانی تک کرانے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے مجرم بھاری رقم دے کر لوگوں کو خرید لیتے ہیں اور وہ خود ایسے آدمیوں کے سامنے کبھی نہیں آتے اور نہ ہی انہیں کسی تفصیل کا علم ہونے دیتے ہیں۔

"باس! — اس جوانا کو تو آپ نے خواہ مخواہ اپنے ساتھ لگا لیا ہے نہ کام کا اور نہ کاج کا — بس سارا دن پڑا رہتا ہے مگرمچھ کی طرح"۔ جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھو جوزف! — میرے متعلق بات ہوش میں رہ کر کیا کرو — ورنہ جبڑے توڑ دوں گا — میرا نام جوانا ہے جوانا — میرے نام سے آج بھی پورا یورپ کانپتا ہے" — جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! — یورپ کانپتا ہے — جیسے تم آدمی نہ ہوئے لرزے کا بخار ہو گئے — بس باتیں کرنا آتی ہیں" — جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! — خبردار اگر اب ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو تمام انت توڑ دونگا — تم کیا سمجھتے ہو جوانا کو" — جوانا ایک جھٹکے سے ٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا تھا۔

"اور تم نے جوزف کو بکری سمجھ رکھا ہے — تم جیسوں کو تو میں ٹانگ کے نیچے سے گزار دیا کرتا ہوں" — جوزف بھلا کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا۔ وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو بھائی بیٹھو — دونوں بیٹھ جاؤ — اور میری بات غور سے سنو" — عمران نے جو درمیان میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے

بیٹھا تھا آخر بول ہی پڑا۔

" اسے سمجھا لو باس! ـــــ میں نے تم سے شکست ضرور کھائی ہے مگر اس چوہے کو میں یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ یہ جوانا پر طنز ک
پھرے" ـــــ جوانا نے تلخ لہجے میں کہا۔

" اور اسے بھی سمجھا لو باس! ـــــ یہ جوزف دی گریٹ کے منہ لگے ـــــ جوزف کے نام سے پورا افریقہ کانپتا ہے ـــــ یہ کس با
کی مولی ہے" ـــــ جوزف نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم دونوں میرے باغ کی مولیاں ہو ـــــ لیکن ہو سخت کڑویاں۔ بہرحال میری قسمت میں تمہیں بھگتنا لکھا تھا بھگتوں گا" ـــــ عمران ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں میں سے کوئی جواب دیتا، اچا
میز پر پڑے ہوئے آلے میں سے آواز نکلی۔

" عمران صاحب! ـــــ چار قوی ہیکل غیر ملکی بڑے جارحانہ موڈ
آپ کی سیڑھیاں چڑھنے والے ہیں ـــــ وہ ایک کار میں یہاں تک
ہیں" ـــــ بولنے والا ٹائیگر تھا۔

" اچھا ٹھیک ہے ـــــ جب یہ باہر نکلیں تو ان کا تعاقب کرنا ـــــ انتہائی ہوشیاری سے تعاقب ہونا چاہیئے" ـــــ عمران نے جواب اور پھر آلے کو اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

" سنو! ـــــ چار مجرم آ رہے ہیں ـــــ میں عقبی دروازے سے جا رہا ہوں ـــــ تم ان کی اتنی مرمت کر دینا کہ یہ اپنے پیروں پر وا

چلے جائیں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں جوانا اور جوزف سے کہا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا پچھلے کمرے کی طرف جانے والے دروازے میں غائب ہو گیا۔

مجرموں اور مرمت کے الفاظ سُن کر جوزف اور جوانا اپنی لڑائی بھول گئے اور ان دونوں کے اعصاب چوکنے ہو گئے۔ اور چہروں اور آنکھوں میں سرخی آ گئی۔

" جوزف! ـــــ تم خاموش رہنا ـــــ کافی عرصے سے میرے بازوؤں میں کھجلی ہو رہی تھی۔ آج ذرا ہاتھ پیر ہلانے کا موقع ملے گا ـــــ تم مداخلت نہ کرنا" ـــــ جوانا نے بڑے منت بھرے لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے ـــــ جب تم تھک جاؤ تو مجھے اشارہ کر دینا۔ میں انہیں سنبھال لونگا" ـــــ جوزف نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے علم ہو کہ آخر کار اُسے ہی مجرموں کی سرکوبی کرنی پڑے گی۔

اسی لمحے دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔ انداز بیحد جارحانہ تھا۔ ور جوانا اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ ھولا اور تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی چار قوی ہیکل غیر ملکی ہاتھوں میں ریوالور پکڑے چھل کر اندر آ گئے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے جوزف اور جوانا کو یوالوروں کی زد میں لے لیا۔

" علی عمران کہاں ہے" ـــــ ؟ ان میں سے ایک نے انتہائی خ لہجے میں جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"علی عمران! ___ وہ کون ہے" ___ ؟ جوانا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پوچھنے والے نے جوا کے سینے پر گولی مار دی۔ لیکن جوانا ٹریگر پر انگلی کی حرکت دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے نیچے گرا اور گولی اس کے اوپر سے گزر کر پچھلی دیوار میں گھستی چلی گئی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ قوی ہیکل آدمی دوسرا فائر کرتا، جوانا نے گرتے ہی کسی گیند کی طرح اچھلا اور پھر وہ کسی لاٹھی کی طرح چٹاتی بل ان چاروں سے ایک زوردار دھماکے سے جا ٹکرایا اور وہ چارو اچھل کر دیوار سے جا ٹکرائے۔

جوانا ان سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ مگر اسی لمحے اس پر دوسرا فائر ہوا اور جوانا مچھلی کی طرح تڑپ کر قلابازی کھا گیا۔ دوسرا فائر بھی خالی چلا گیا اور پھر ایک آدمی کی خوفناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

جوانا نے قلابازی کھاتے ہی انتہائی طاقت سے دونوں پیر جوڑ کر اپنے نزدیک ترین آدمی کے پیٹ میں مار دیئے تھے اور چیخ اسی کے حلق سے نکلی تھی۔ وہ دوہرا ہو کر نیچے فرش پر گرتا چلا گیا۔

جوزف بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی سے حرکت کرنے کی بھی تکلیف گوارہ نہ کی تھی۔

اس آدمی کے نیچے گرتے ہی جوانا کا جسم کمان کی طرح مڑا اور اس کے سر کی خوفناک ٹکر دوسرے کے پیٹ میں پڑی اور ایک بار کمرہ چیخوں سے گونج اٹھا۔ تیسرے آدمی نے انتہائی تیزی سے جوا

کی گردن کی پشت پر دوہتڑ مارنے کی کوشش کی۔ لیکن جوانا تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ فرش پر ٹکائے اور پھر اس کا جسم تیزی سے بلند ہوا۔ اس نے الٹی قلابازی کھائی تھی اور اس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھیں اور پھر پوری قوت سے تیسرے آدمی کی گردن اور ٹھوڑی کے درمیان پڑیں۔ یہ ضرب اتنی خوفناک اور زوردار تھی کہ تیسرے آدمی کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور وہ ریت کے محل کی طرح ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

اب جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

چوتھا آدمی وہی تھا جس نے جوانا سے سوال کیا تھا اور اس پر پہلا فائر کیا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں تھے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جوانا کو دیکھ رہا تھا۔ شاید اُسے جوانا کی حیرت انگیز پھرتی ___ داؤ لگانے کے انداز ___ اور طاقت پر یقین نہ آ رہا تھا کہ اس نے اتنی تنگ جگہ میں نہ صرف اپنے آپ کو دونوں فائروں سے بچایا تھا ___ بلکہ پلک جھپکنے میں اس کے تین زبردست لڑاکوں کو بھی بیکار کر دیا تھا۔ ریوالور تو پہلی ضرب سے ہی اس کے ہاتھ سے نکل کر دُور جا گرا تھا اور اسے اتنا موقع ہی نہ ملا تھا کہ وہ ریوالور ہی اٹھا سکتا۔

اب وہ دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑا تھا۔ جب کہ اس کے سامنے جوانا دونوں کولہوں پر ہاتھ رکھے ٹانگیں کھولے کسی دیو کی طرح کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"حیرت انگیز! ___ تم حیرت انگیز لڑاکے ہو ___ میں یقین نہیں کر سکتا" ___ اس آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے تینوں آدمی

فرش پر بیکار پڑے ہوتے تھے۔ ایک کی گردن ٹوٹ چکی تھی جب
باقی دونوں کے منہ سے خون کے بلبلے نکل رہے تھے۔ جوانا کی طاقتہ
ضربات نے ان کے جسموں کے اندرونی حصوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا
وہ دونوں بھی ہلاک ہو چکے تھے۔

ویل ڈن جوانا ___ ویل ڈن! ___ تم واقعی اس قابل ہو کہ جو
دی گریٹ تمہیں شاباش دے سکے" ___ جوزف نے یوں تالیا
بجاتے ہوئے کہا جیسے بچے کوئی دلچسپ تماشا دیکھ کر خوشی سے تالیا
بجاتے ہیں۔

" تم نے آتے ہی جوانا پر ہاتھ اٹھا دیا ___ اس کا نتیجہ تو یہی نکا
تھا ___ اب پوچھو کیا پوچھتے ہو" ___ جوانا نے بڑے مطمئن انداز
اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہارا نام جوانا ہے ___ کیا تم علی عمران کے ساتھی ہو" ___؟ غیر
نے سوال کیا۔ اب وہ اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا۔

" میں علی عمران کا غلام ہوں ___ اور بولو" ___ جوانا نے سر ہلا
ہوئے کہا۔

" علی عمران کہاں ہے ___؟ ہم نے اس سے ملنا تھا" ___ غیر
نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر تم جیسے ملاقاتیوں سے ملنے کے لئے وقت نہیں نکال سکا
جو بات ہو ہم سے کرو" ___ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" دیکھو! ___ تم لوگوں سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے ہ
یہی ہے کہ تم راستے سے ہٹ جاؤ ___ ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم

یہ خوبصورت جسم شدید توڑ پھوڑ کا شکار ہو جاتے ___ ان تینوں کو مار کر
تم خواہ مخواہ اکڑ رہے ہو ___ انہیں تو لڑنا آتا ہی نہیں" ___ غیر ملکی
نے اس بار بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

" سنو احمق آدمی! ___ میں صرف اس لئے خاموش کھڑا ہوں کہ اگر
تمہیں باس سے کوئی ضروری کام ہے تو بتا دو ___ ورنہ یاد رکھو کہ چند
لمحوں بعد تم بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں مُردہ پڑے ہو گے۔ تم
جیسی چھپکلیاں جوانا سے لڑنے کا خواب ہی دیکھ سکتی ہیں ___ لڑ نہیں
سکتیں" ___ جوانا نے اس سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

" اوہ! ___ تم مجھے چیلنج کر رہے ہو حقیر حبشی ___ مجھے، یعنی
قباچا خان کو ___ جس کا نام سنتے ہی لوگوں کا دہشت کے مارے
دم نکل جاتا ہے" ___ غیر ملکی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے
کہا۔ اور پھر جوانا کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کمرے میں بجلی چمکی ہو۔

قباچا خان نے انتہائی تیز رفتاری سے چھلانگ لگائی تھی۔ اور وہ
کسی زخمی درندے کی طرح جوانا پر آ پڑا۔ دوسرے لمحے جوانا جیسا قوی ہیکل
بھی اڑتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا سنبھلتا، غیر ملکی نے تیزی سے قلابازی
کھائی اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں اٹھنے کی کوشش کرتے
ہوئے جوانا کی گردن کے گرد قینچی کی طرح پڑیں اور اس کے ساتھ ہی
غیر ملکی نے فرش پر کروٹیں بدلنا شروع کر دیں۔ جوانا کا بھاری جسم بھی
اس کے ساتھ ہی فرش پر گھومتا چلا گیا۔

اور پھر غیر ملکی ایک لمحے میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جوانا ابھی تک گھومتا

چلا جا رہا تھا اور پھر وہ صوفے سے جا ٹکرایا۔

غیر ملکی نے ایک بار پھر جوانا پر چھلانگ لگانے کے لئے اپنی جگہ جمپ لیا مگر دوسرے لمحے صوفے کی کرسی ایک خوفناک دھماکے سے ا[س] کے چہرے سے ٹکرائی اور وہ چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا۔ اس۔ نیچے گرتے ہی کرسی کو ایک طرف اچھالا اور پھر یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا ج[یسے] اس کا جسم سپرنگوں کا بنا ہوا ہو۔

مگر اب جوانا سنبھل چکا تھا اس لئے اس کے اٹھتے ہی جوانا اس پر چھلانگ لگا دی۔ غیر ملکی نے تیزی سے ایک طرف ہٹنے کی کوش[ش] کی مگر جوانا نے فضا میں ہی اپنا رخ بدل لیا۔ اور دوسرے لمحے غیر[ملکی] کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیونکہ جوانا کے سر کی بھرپور ٹکر[اس] کے سینے پر پڑی تھی اور وہ لڑکھڑا کر پشت کے بل عین دروازے جا گرا۔ ادھر جوانا بھی اس سے ٹکرا کر منہ کے بل فرش پر گرا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا اٹھتا، غیر ملکی نے نیچے گرتے ہی ا[یک] قلابازی لگائی اور دوسرے لمحے وہ دروازے سے باہر جا گرا۔ اور اٹھ کر یوں چھلانگیں لگا کر سیڑھیاں اترتا چلا گیا جیسے اس کے پیچ[ھے] موت بھاگ رہی ہو۔

" بس اتنی جلدی دل چھوڑ گیا" ـــــ جوانا نے اٹھ کر ہنستے ہو[ئے] کہا۔ اور پھر اس نے اس غیر ملکی کے پیچھے جانے کی بجائے بڑے مط[مئن] انداز میں دروازہ بند کر دیا۔

" ابھی اس نے دروازہ بند کیا ہی تھا کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا ا[ور] جوانا دروازے سمیت اچھل کر پیچھے جا گرا۔ دروازہ اکھڑ کر اس کے سا[تھ]

ہی اندر جا گرا تھا۔

" اوہ بم مارا گیا ہے" ـــــ جوزف نے اٹھ کر پھرتی سے نیچے پڑے ہوئے جوانا کے اوپر سے دروازے کے کواڑ ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ جوانا بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کواڑ لگنے کی وجہ سے اس کی ناک پر زخم آ گیا تھا مگر اس نے زخم کی پرواہ نہ کی اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا باہر کی طرف لپکا۔

" میں اب اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا" ـــــ جوانا نے چیختے ہوئے کہا۔ مگر سیڑھیوں سے اتر کر وہ رک گیا کیونکہ سڑک سنسان پڑی تھی۔ اور وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

اور پھر جب جوانا ڈھیلے ڈھیلے قدموں سے چلتا ہوا اوپر آیا تو جوزف ان تینوں لاشوں پر جھکا ہوا تھا۔ وہ ان کی جیبوں کی تلاشی لے رہا تھا۔

مگر ان تینوں کی جیبوں میں کام کی کوئی چیز موجود نہ تھی اور پھر جوزف ایک طویل سانس لیتا ہوا سیدھا ہو گیا۔

" میرا خیال ہے کہ انہیں اٹھا کر عقبی باغ میں پھینک دیا جائے اپنے آپ پولیس اٹھا کر لے جائے گی" ـــــ جوزف نے سیدھے ہوئے کہا۔

" ہاں! ـــــ ایسا ہی کرو" ـــــ جوانا نے جواب دیا۔

اور پھر ان دونوں نے جھک کر ان میں سے دو کو اٹھا لیا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر عقبی باغ میں کھلنے والی کھڑکی کھولی اور لاش کو باہر اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکے سے لاش باغ میں جا گری۔

جوانا نے بھی دوسری لاش کو باہر اچھال دیا۔ اتنی دیر میں جوزف
تیسری لاش اٹھا لایا اور اُسے بھی باغ میں دھکیل کر اس نے کھڑکی
بند کر دی۔

" میرا خیال ہے کہ تم اپنی ناک کی مرہم پٹی کر لو ــــ میں فرش
دھو ڈالوں ــــ سلیمان ہوتا تو یہ کام وہی کرتا۔ مگر اب ظاہر ہے
کہ ہمیں ہی کرنا ہوگا" ــــ جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا
اور پھر وہ ملحقہ غسل خانے میں گھس گیا تاکہ وہاں سے برش اور پانی کی
بالٹی اٹھا لائے۔ جب کہ جوانا فسٹ ایڈ باکس کی تلاش میں دوسرے
کمرے میں گھستا چلا گیا۔

عمران نے ٹائیگر کی طرف سے اطلاع ملتے ہی عقبی دروازے
سے نکل کر عقبی باغ میں سے ہوتا ہوا باغ کی چھوٹی دیوار پھاند کر فلیٹ
کے سامنے والی سڑک پر آ گیا۔

سیڑھیوں کے قریب ہی ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی
کار خالی تھی۔ عمران دبے پاؤں آگے بڑھا اور پھر اس نے جیب سے
ایک تار نکال کر کار کی ڈگی کے تالے میں ڈالی اور جیسے اس نے تار
کو دائیں بائیں گھمایا۔ کٹک کی آواز سے ڈگی کھلتی چلی گئی۔

عمران نے ڈگی کھولتے ہی اِدھر اُدھر دیکھا۔ سڑک پر کاریں آ جا رہی
تھیں۔ پیدل چلنے والے کم ہی تھے۔ عمران کار کے ساتھ دبکا ہوا موقعے
کا انتظار کرتا رہا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے ایک وقفہ دیکھا۔ وہ اچھل کر
ڈگی کے اندر چلا گیا۔ اس نے اتنی تیزی سے چھلانگ لگائی تھی کہ جب
تک کوئی خاص طور پر اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا اُسے نہ دیکھ سکتا۔ وہ

ڈگی خاصی لمبی چوڑی تھی۔ اس لئے عمران کو اندر سمٹ کر لیٹنے میں کو
تکلیف نہ ہوئی۔ اور اس نے ڈگی کا ڈھکن نیچے کر کے اپنے بوٹ
تسمہ نکال کر ڈگی کے تالے کے ساتھ اس کے دونوں سرے باندھ د
اس طرح ایک چھوٹی سی درز باقی رہ گئی اور ڈگی بند ہونے یا پوری ط
کھل جانے کا خدشہ ختم ہو گیا۔ اور پھر اس نے اطمینان سے درز میں
باہر دیکھنا شروع کر دیا۔

کافی دیر بعد اُسے کسی کے بھاگ کر سیڑھیاں اترنے کی آواز سنائی
اور عمران کے اعصاب تن گئے۔ چند لمحوں بعد اس نے اوپر فلیٹ
ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی اور اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ دھما
سے صاف ظاہر تھا کہ اوپر بم مارا گیا ہے۔

ابھی عمران اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کار کے اند
کے بیٹھنے کا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے کار انتہائی تیز رفتاری سے آ
کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ کار چلانے والا شاید بے حد جلدی میں تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تینوں آدمیوں کا صفایا ہو گیا ۔۔۔ مگر یہ بم
عمران نے سوچا اُسے بم کی وجہ سے بے حد فکر ہو رہی تھی کہ کہیں جوا
جوزف زخمی نہ ہو گئے ہوں۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر جیب سے وہی
نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"یس ٹائیگر سپیکنگ" ۔۔۔ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ٹا
کی آواز سنائی دی۔ یہ آلہ دراصل فکسڈ انٹر کام ٹرانسمیٹر تھا جو محدود حیط
میں انٹر کام کی طرح کام کرتا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو اس کا دوسرا سیٹ
دے دیا تھا تاکہ تیزی سے رابطہ بحال رہ سکے۔

"ٹائیگر! ۔۔۔ تم فوراً فلیٹ پر پہنچو ۔۔۔ مجرم نے بم مارا ہے۔ کہیں کوئی زخمی نہ ہو گیا ہو ۔۔۔ میں مجرم کی کار کی ڈگی میں موجود ہوں۔ اس لئے تعاقب کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے دھیمے لہجے میں ٹائیگر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔ ویسے میرے پاس بی۔ ٹو ٹرانسمیٹر بھی موجود ہے آپ مجھے اس پر بھی کال کر سکتے ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔ کے! ۔۔۔ تم مجھے خود کال کر لینا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر انٹر کام فکسڈ ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اُسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

کار اب بھی تیزی سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے درز سے جھانک کر ماحول کا اندازہ لگانا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے کار کی رفتار یکدم آہستہ ہونی شروع ہو گئی اور پھر وہ ایک وسیع احاطے میں گھستی چلی گئی۔ عمران وہ جگہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں پہلے ہی بے شمار کاریں موجود تھیں یہ دارالحکومت کا مین پارکنگ شیڈ تھا اور پھر کار ایک قطار میں جا کر رکی اور دوسرے لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

عمران نے کار کے رکتے ہی پھرتی سے تسمہ کھولا اور چند لمحے وہ آہٹ لیتا رہا کہ اترنے والا ڈگی کی طرف مڑ کر نہ آ جائے۔ لیکن جب قدموں کی چاپ سنائی نہ دی تو اس نے ڈگی کو اٹھایا اور تیزی سے اچھل کر باہر آ گیا۔ وہ تیزی سے اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ مگر کار خالی تھی اور اردگرد بھی کوئی موجود نہ تھا۔ کار چلانے والا اتر کر کہیں چلا گیا تھا۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور قطار میں سے گزر کر مین گیٹ کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیٹ سے بے شمار کاریں باہر نکل رہی تھیں۔ اندر آنے اور باہ
جانے کے لئے دو علیحدہ علیحدہ گیٹ تھے۔ باہر جانے والے گیٹ سے
جو بھی کار نکلتی وہ ٹوکن دے کر ہی باھر جا سکتی تھی۔ پیدل لوگ بھی اس
راستے سے باھر نکل رہے تھے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ اس
غیر ملکی کو ڈھونڈ نکالے گا جو کار چھوڑ کر بھاگ رہا ہوگا۔

جب عمران گیٹ پر پہنچا تو وہاں سارے ہی مقامی لوگ باھ
جا رہے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی غیر ملکی نہ تھا۔

چند لمحوں بعد عمران نے مایوس ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا مگر احاطے میں
بھی اتفاق سے اس وقت کوئی غیر ملکی موجود نہ تھا۔ اور عمران سمجھ گیا
مجرم اُسے ڈاج دے گیا ہے۔ وہ یہ کار چھوڑ کر کسی اور کار میں نکل جا
میں کامیاب ہو گیا ہے۔

عمران واپس مڑا اور پھر دونوں گیٹوں کے درمیان ایک کیبن کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ کیبن سپروائزر کا تھا۔

"انٹیلی جنس" ___ عمران نے کیبن میں داخل ہوتے ہی وہاں
موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا

"اوہ یس سر فرمایئے" ___ ادھیڑ عمر نے چونکتے ہوئے جواب دیا

"جو گاڑیاں یہاں ٹھہرتی ہیں ___ کیا ان کے بارے میں آپ کے
پاس کوئی تفصیل ہوتی ہے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"تفصیل ___ کس قسم کی تفصیل" ___ سپروائزر نے حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھیے! ___ ایک مجرم ایک کار میں اندر داخل ہوا ہے ___ وہ
کار یہاں روک کر کسی اور کار میں نکل گیا ہے ___ جو کار وہ چھوڑ گیا ہے
میں چاہتا ہوں اس کے متعلق معلوم کیا جائے" ___ عمران نے کہا۔

"اوہ! ___ سوائے ٹوکن کے ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا جناب!
لیکن بعض کاریں مستقل طور پر یہاں روزانہ ٹھہرتی ہیں ___ ان کے
لئے ہم نے ٹوکن کی بجائے پاس رکھے ہوئے ہیں تاکہ ہر بار ٹوکن کے عذاب
سے بچا جا سکے ___ آپ مجھے بتائیں کہ کونسی کار ہے ___ شاید وہ
مستقل ٹائپ کی کار ہو" ___ سپروائزر نے جواب دیا۔

"او کے ___ میرے ساتھ آیئے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا اور پھر وہ سپروائزر کو اپنے ساتھ لئے ہوئے کیبن سے نکل کر اس
کار کی طرف بڑھتا چلا گیا جسے مجرم یہاں چھوڑ گیا تھا۔

"یہ کار ہے وہ" ___ عمران نے ایک کار کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ یہ تو مستقل کار ہے جناب! ___ دیکھیے اس کے
شیشے پر ہمارا پاس چپکا ہوا ہے ___ مگر آپ تو مجرم کی بات کر
رہے ہیں اور یہ کار تو لبرٹی پلازہ کے مالک قاسم علی صاحب کی
ہے" ___ سپروائزر نے کار کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر اسے ایک غیر ملکی چھوڑ گیا ہے" ___ عمران نے سخت
لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے جناب کہ وہ غیر ملکی ان کا کوئی دوست ہو ___ یہ
کار چابیاں حاصل کرنے کے بعد کوئی بھی لے جا سکتا ہے" ___ سپروائزر

نے جواب دیا۔

"کار تو بغیر چابی کے بھی چل سکتی ہے ــــ اس طرح تو یہاں۔ کار آسانی سے چوری کی جا سکتی ہے" ــــ عمران نے کہا۔

جی ہاں ــ ہو تو سکتا ہے۔ لیکن آج تک ایسا ہوا نہیں ـ مستقل کاروں کو چلانے والوں کو گارڈ اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ ہے اس غیر ملکی نے کوئی رقعہ گارڈ کو دیا ہو ــــ آیئے میرے ساتھ سُپروائزر نے کہا اور پھر وہ واپس چلتے ہوئے گیٹ پر موجود گارڈ پاس پہنچ گئے۔ سپروائزر نے انکوائری شروع کر دی۔

"وہ کار جناب قاسم علی صاحب کے ٹیلیفون پر دی گئی تھی ــــ وہ ایک لمبا تڑنگا سا غیر ملکی تھا جس کی مونچھیں منگولین طرز کی تھیں" ــــ گارڈ نے بتایا۔

"کسے ٹیلیفون ہوا تھا" ــــ سُپروائزر نے انتہائی سخت لہجے پوچھا۔

"مجھے جناب! ــ میں نے خود اٹنڈ کیا تھا" ــــ گارڈ نے گھبرا ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس غیر ملکی کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ ــــ کیا گاڑی لے جاتے و وہ اکیلا تھا" ــــ ؟ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

جی ہاں اکیلا تھا ــــ اس نے کار کا نمبر بتایا اور ٹیلیفون کا حوا تو میں نے اُسے کار کی طرف اشارہ کر دیا تھا ــــ وہ لے گیا" ــــ گارڈ نے جواب دیا اور پھر اس نے اپنی طرف سے غیر ملکی کا حلیہ لیکن اُسی منگولین طرز کی مونچھوں کے علاوہ وہ کوئی اور خاص با

نہ بتا سکا۔

"کیا ٹیلیفون پر قاسم علی صاحب خود بولے تھے ــــ کیا تم اس کی آواز پہچانتے ہو" ــــ ؟ عمران نے گارڈ پر جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

"ان کے سیکرٹری نے کیا تھا جناب! ــــ وہ خود کسی میٹنگ میں گئے ہوئے تھے" ــــ گارڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا سیکرٹری مقامی تھا" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ــ وہ غیر ملکی لہجے میں بات کر رہا تھا ــــ مگر جناب! ــــ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں" ــــ گارڈ نے پہلی بار جواب دینے کے ساتھ ساتھ سوال بھی کر دیا۔

"یہ انٹیلی جنس کے آدمی ہیں ــــ ٹھیک ٹھیک جواب دو" ــــ سُپروائزر نے گارڈ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب! ــــ میں صحیح جواب دے رہا ہوں" ــــ گارڈ انٹیلی جنس کا نام سنتے ہی بُری طرح گھبرا گیا تھا۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت یہاں سے کارروائی کی گئی ہے ــــ اور پھر واردات کر کے اُسے واپس کھڑا کر دیا گیا ہے اُسے یقین تھا کہ قاسم علی کو اس ساری واردات کا علم ہی نہ ہو گا۔ قاسم علی کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ اس قسم کے آدمی نہیں تھے کہ مجرموں کے آلہ کار بن سکتے۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ وہ غیر ملکی کسی اور کار میں یہاں سے گیا ہے" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ___ وہ کسی کار میں نہیں گیا ___ شائد وہ پیدل چلا گیا ہو" ___ گارڈ نے جواب دیا۔

"او۔کے!" ___ عمران نے کہا اور پھر وہ سپروائزر کا شکریہ ادا کر کے باہر جانے والے گیٹ کی طرف چل پڑا۔ کیونکہ بہرحال اسکی ترکیب ناکام ہو چکی تھی اور مجرم اُسے ڈاج دے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اسے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا اور وہ اب اس بار باقاعدہ پلاننگ کرنا چاہتا تھا۔

رابن ھڈ کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے وہ چند لمحوں بعد اپنے سامنے موجود قباچا خان کو گردن دبا کر ہلاک کر دے گا۔

قباچا خان کا چہرہ لٹکا ہوا تھا اور اس پر موجود پہلے جیسی بے نیازی اور لاپرواہی کا دُور دُور تک پتہ تھا۔ اس کے چہرے پر شکست کا لفظ صاف پڑھا جا سکتا تھا۔

"تم کھان! ___ تم کہہ رہے ہو کہ تمہارے گروپ کے تین آدمی ہلاک ہو گئے ___ اور تمہیں بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا ___ صرف ایک آدمی کے مقابلے میں ___ صرف ایک حبشی کے مقابلے میں ___ جب کہ تم مسلح بھی تھے اور وہ نہتا تھا ___ اور تم علی عمران کو بھی تلاش نہیں کر سکے" ___ رابن ھڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں ماسٹر! ___ یہ میری زندگی کا بھی حیرت انگیز

"نہیں جناب! ___ وہ کسی کار میں نہیں آدمی پہلے کبھی نہ
چلا گیا ہو" ___ گارڈ نے جواب دیا۔ ن بہترین آدمی ختم کرد
اور یہ او۔کے!" ___ عمران نے کہا اور پھر ___ مگر وہ جگہ بیحد تنگ
اور مختصر تھی اس لئے والے گیٹ کی طرف جلیاب نہ ہو سکا اور چونکہ میرا
آدمی وہاں موجود نہ تھا اس لئے میں نے وہاں بے مقصد لڑائی میں
وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا" ___ قباچا خان نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"تم رابن ہڈ کے غلام ہو ___ اور رابن ہڈ کا غلام کبھی فرار نہیں
مگر تم ڈر کر فرار ہو گئے ___ تم اس حبشی کا خاتمہ کئے بغیر چلے آئے
اب تم بتاؤ کہ تنظیم کے اصولوں کے مطابق تمہاری سزا کیا ہونی چاہ
رابن ہڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ___ لیکن یہ فرار ڈر کا نہ
تھا ___ بلکہ مصلحت کے تحت تھا ___ اب رہی سزا کی بات
آپ جو بھی چاہے سزا دیجئے ___ وہ مجھے قبول ہو گی" ___ قباچا خ
نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے چونکہ میرے سامنے سچ بولا ہے ___ اور یہ غلطی تم
پہلی بار سرزد ہوئی ہے اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں ___ لیکن
ایک بات اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ آخری معافی ہے" ___ رابن ہڈ
کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"شکریہ ماسٹر! ___ مجھے آپ سے یہی امید تھی ___ لیکن ما
ایک بات میں کہوں گا کہ اب ہمیں پوری توجہ اس سیکرٹ سروس کی طرف

رنی ہو گی۔ کیونکہ ان کی موجودگی میں ہم اپنے مشن میں کبھی آگے نہیں
ڑھ سکتے" ___ قباچا خان نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری رائے درست ہے ___ میرا ذہن بھی اب اسی طرف مڑ
یا ہے ___ اور اب مجھے خود اس سلسلے میں کارروائی کرنی پڑے گی اور
ن سیکرٹ سروس کا صفایا کرنا ہو گا ___ بیٹھو" ___ رابن ہڈ نے
ربلاتے ہوئے کہا اور اس نے پہلی بار سامنے کھڑے ہوئے قباچا خان
کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور قباچا خان سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی
بیٹھ گیا۔

"سنو! ___ میں نے دو دن کا وقت دے رکھا ہے اور اسی دو دن
ں مجھے سیکرٹ سروس کا خاتمہ چاہیئے ہر قیمت پر ___ اس لئے ہماری
رروائی انتہائی تیز رفتار ہونی چاہیئے ___ لیکن اب صورت حال
ہے کہ ہمیں سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے ___ اب
ں اس سلسلے میں لائن آف ایکشن ڈھونڈنی چاہیئے۔ ایسی لائن آف
کشن ___ جس سے فوری طور پر ہم سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکیں" ___
ن ہڈ نے کہا۔

"جناب! ___ لائن آف ایکشن تو یہی ہے کہ ہم علی عمران کو پکڑیں
اس سے سیکرٹ سروس کا پتہ چلائیں ___ اس کے علاوہ اور کوئی
رت نہیں ہے" ___ قباچا خان نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے ___ لیکن تم نے ذہانت سے کام نہیں
بلکہ خود ہی براہ راست اس آدمی پر چڑھ دوڑے ___ اب ظاہر ہے
ں کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو اس نے بھی اپنے بچاؤ کے لئے

کچھ نہ کچھ انتظامات کر رکھے ہوں گے ــــــ اور وہی ہوا۔ وہ تو البتہ تم اپنے تین آدمی ضائع کر بیٹھے" ــــــ رابن ھڈ نے بڑے ذہانت لہجے میں کہا۔ اس وقت وہ پہلے کی طرح جذباتی، وحشی اور پاگل سا نظر نہ آ رہا تھا بلکہ اس کی آنکھوں میں ذہانت کی چمک ابھر آئی تھی چہرے سے بھی وہ کوئی فلاسفر سا آدمی نظر آ رہا تھا۔ اس کی یہی خصو تھیں جس کی وجہ سے وہ دنیا میں سب سے خطرناک مجرم سمجھا جا کیونکہ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کا ماہر تھا۔ اس کی ہر خصوصیت انتہائی انتہا پر پہنچ جاتی تھی۔

جب وہ ذہانت کی پٹڑی پر چڑھتا تو پھر اس جیسا ذہین آدمی نہ ہوتا۔ وہ باریک ترین باتیں سوچتا اور کوئی پہلو نظر انداز نہ کرتا۔ طرح جب اس پر پاگل پن اور وحشت کا دورہ پڑتا تھا تو پھر ا جیسا بے رحم اور پاگل آدمی کوئی نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شدید ترین غص باوجود وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ قباچا خان اس کا نمبر ٹو ہے اور تنظیم کو وہ کنٹرول کر رہا ہے۔ اگر اسے مار دیا گیا تو مشن میں زبرد رکاوٹیں پڑ جائیں گی۔ اس لئے باوجود شدید غصے کے اس نے قبا کو معاف کر دیا تھا۔

" آپ کی بات درست ہے ماسٹر! ــــــ واقعی مجھ سے غلطی کہ میں بغیر حالات کا جائزہ لئے اس کے فلیٹ پر چڑھ دوڑا" ــــــ قباچا خان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" اور دوسری بات یہ کہ ہوسکتا ہے انہوں نے تمہارا تعاقب کر اور اس وقت ہمارا ہیڈکوارٹر ان کی نگاہوں میں ہو ــــــ تمہیں

ہے کہ تمہارے دو آدمیوں نے ایک کار والے کو زخمی کرنے کی حماقت کر ڈالی تھی ــــــ صرف اس بنا پر کہ وہ اس کی جیب سے چند روپے نکال لیں اور اس طرح ہمارا ہیڈکوارٹر ٹریس ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن دونوں کے مر جانے کی وجہ سے کسی کو کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اور اب وہی حماقت تم نے دوہرائی ہے" ــــــ رابن ھڈ نے کہا۔

" ماسٹر! ــــــ یہ پہلو میری نظر میں تھا اس لئے میں نے حفظِ ماتقدم کے طور پر پوری پلاننگ کی تھی ــــــ یہاں جنرل پارکنگ میں میرے آدمیوں نے ایک کار تاڑی جو مستقل وہیں رہتی ہے ــــــ یہ کسی لٹرٹی پلازہ کے مالک قاسم علی تھی ــــــ چنانچہ میرے ایک ساتھی نے گارڈ کو قاسم علی کا سیکرٹری بن کر ٹیلیفون کیا کہ میرا دوست آ رہا ہے اور اسے کار لے جانے دیں ــــــ ہم وہاں ٹیکسی پر گئے تھے۔ پھر میں وہ کار باھر لے آیا اور اسی کار میں ہم وہاں گئے ــــــ واپسی پر میں نے تعاقب کا پوری طرح خیال رکھا مگر تعاقب نہ ہو رہا تھا ــــــ اس کے باوجود میں نے کار واپس جنرل پارکنگ میں کھڑی کی اور پیدل ہجوم میں شامل ہو کر باھر نکل آیا اور پھر خاص طور پر مختلف ٹیکسیاں بدلنے کے بعد جب مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ میرے پیچھے کوئی نہیں ہے تو میں یہاں آیا"۔ قباچا خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور اس کی تفصیل سن کر رابن ھڈ کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

" گڈ! ــــــ یہ تم نے بہت اچھا کیا ــــــ پہلے سے طے شدہ حفاظتی تدابیر بہت اچھی رہتی ہیں ــــــ بہرحال اب ہمارے سامنے مسئلہ

علی عمران کو اغوا کرنے کا ہے ___ اور دوسری بات یہ کہ میں
شخص کو کسی بھی صورت ہیڈ کوارٹر میں نہیں لا سکتا۔ اس لئے
بات یہ کہ ایک کرائے کی کوٹھی کا بندوبست کیا جائے جسے عارضی
کوارٹر کے طور پر استعمال کیا جا سکے ___ اور اس قسم کی تمام کارر
وہیں ہونی چاہیئیں" ___ رابن ہڈ نے کہا۔

" ہم نے شہر میں ایسے تین عارضی ہیڈ کوارٹر بنا رکھے ہیں ما
قبا چاخان نے جواب دیا۔

" اوہ ویری گڈ! ___ واقعی تم میرے نمبر ٹو بننے کے اہل ہو" ۔
رابن ہڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے کی ساخت
تھی کہ وہ مسکراتے ہوئے بھی یوں محسوس ہوتا جیسے کوئی بھیڑیا غرار ہا

" اب سنو! ___ تم کسی آدمی کو اس فلیٹ میں بھیجو کسی بھی ز
میں ___ وہ وہاں جا کر ٹیلی ٹیپ فکس کر آئے۔ اس سے ہمیں و
رہنے والوں کی تمام گفتگو کا پتہ چل جائے گا ___ پھر جیسے ہی علی
اس ٹیلی ٹیپ کے ذریعے ٹریس ہو ___ اُسے وہاں سے اغوا کر
کسی بھی عارضی ہیڈ کوارٹر میں لے جایا جاتے اور وہاں اس سے پو
کی جاتے ___ جب سیکرٹ سروس کا پتہ لگ جاتے تو پوری تنظ
قوت بیک وقت لگا کر اسے ختم کر دیا جاتے" ___ رابن ہڈ نے
دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کی تجویز بے حد اچھی ہے ماسٹر! ___ لیکن ہو سکتا ہے د
تک بھی وہ علی عمران فلیٹ میں نہ آئے۔ اس طرح ہمارا وقت ضائع
اس لئے کیوں نہ اس حبشی کو اغوا کر کے لایا جائے اور اس سے اپ

ساتھیوں کا انتقام لینے کے ساتھ ساتھ علی عمران کا پتہ بھی لگا لیا جاتے" ۔
قبا چاخان نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں! ___ تمہاری بات درست ہے ___ لیکن جیسے آدمی تم انہیں
بنا رہے ہو۔ یہ لوگ جبراً یا آسانی سے اغوا نہیں ہو سکتے۔ ان کے
لئے سائنسی حربے استعمال کرو ___ اس فلیٹ میں ریکٹو تھری گیس کو
پھیلا دو۔ اس کے بعد ان کا اغوا آسان ہو جائے گا" ___ رابن ہڈ
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب! ___ میں انہیں اغوا کر کے عارضی ہیڈ کوارٹر
لے جاؤں گا ___ اور اگر آپ بھی اس پوچھ گچھ میں شریک ہونا چاہیئیں
تو میں آپ کو اطلاع کر دونگا" ___ قبا چاخان نے کرسی سے
اٹھتے ہوئے کہا۔

" میں اس وقت مداخلت کروں گا جب حالات تم سے باہر ہو
جائیں ___ ورنہ میرے نمبر ٹو کو اتنا کام خود کرنا چاہیئے کہ دو روز کے
اندر اندر وہ سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر کے مجھے اطلاع دے" ___
رابن ہڈ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے
ذہانت کی چمک تیزی سے زائل ہوتی جا رہی تھی اور ایک بار پھر وحشت
اور بربریت کی سرخی چھانے لگی تھی۔

" او۔ کے ماسٹر! ___ آپ کے احکام کی تعمیل ہوگی" ___ قبا چاخان
نے جلدی سے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے دروازے سے باہر چلا گیا۔
اس کے جانے کے بعد رابن ہڈ نے میز کی دراز سے ایک چھوٹا سا ڈبہ
نکال کر باہر رکھ لیا۔ ڈبے پر دو چار عجیب ساخت کے بٹن نصب تھے

اور ہر بٹن کے اوپر ایک چھوٹا سا بلب موجود تھا۔ رابن ہڈ نے ایک
دبایا تو بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب سبز ہو گیا
مسلسل جلنے لگا۔

"پینتھر فرام دس اینڈ اوور" ـــــ بلب مسلسل جلتے ہی ایک کرخ
سی آواز ڈبے سے برآمد ہوئی۔

"رابن ہڈ۔ اوور" ـــــ رابن ہڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گ
"نمبر ٹو قبا چا کھان کو میں نے ایک اہم مشن سونپا ہے۔ تم نے اس
نگرانی کرنی ہے ـــــ اور اگر حالات بگڑنے لگیں تو میری طرف سے تم
ہر طرح کی کارروائی کرنے کا اختیار ہے ـــــ مگر ایمرجنسی سے پہلے
نے مداخلت نہیں کرنی۔ اوور" ـــــ رابن ہڈ نے ہدایات دیتے ہوئے

"ہم اپنے فرائض سمجھتے ہیں ماسٹر۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے
جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ رابن ہڈ نے کہا اور ڈبے کا بٹن آف کر
اُسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان
آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اور پھر اس نے میز کے خانے سے شراب کی
بوتلیں نکال کر میز پر رکھنی شروع کر دیں۔

عمران جنرل پارکنگ سے باہر نکل کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا
ـلا گیا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اُسے جیب میں ٹوں ٹوں کی آواز سنائی
ـی۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر کال کر رہا ہے۔ وہ تیزی سے مڑ کر نزدیکی گلی میں
ـھستا چلا گیا۔ گلی آگے جا کر بند ہو جاتی تھی اس لئے گلی میں کوئی آمد و رفت
ـتھی۔ عمران نے ایک ستون کی آڑ میں ہو کر جیب سے بی ٹو ٹرانسمیٹر
ـکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ عمران سپیکنگ۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب! ـــــ فلیٹ درست حالت میں ہے
ـرف اس کا کواڑ بم لگنے سے ٹوٹ چکا ہے" ـــــ جوزف اور جوانا دونوں
ـنے لاشوں کو عقبی باغ میں پھینک دیا ہے جہاں پولیس پہنچ چکی ہے
ـور اب لاشوں کے بارے میں تحقیقات کر رہی ہے ـــ جوانا کی ناک
ـپر چوٹ آئی ہے اور بس۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے رپورٹ دیتے

ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ جوانا بے کار آدمی ہے ____ صرف
افراد کو ختم کرتے ہوئے چوٹ کھا بیٹھا ہے۔ اوور" ____ عمران
برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب! ____ یہ چوٹ اسے کواڑ اڑنے سے لگی ہے ____ ور
نے لڑائی میں کوئی چوٹ نہیں کھائی۔ اوور" ____ ٹائیگر نے جواب
ہوئے کہا۔

"اوہ! ____ چلو پھر ٹھیک ہے ____ مگر تم نے یہ معلومات کی
حاصل کیں ہیں ____ کیا تم فلیٹ پر گئے تھے۔ اوور" ____ ؟ عم
نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ____ میں عقبی دروازے سے اوپر گیا تھا اور میں
چھپ کر جوزف اور جوانا کی باتیں سنی ہیں ____ تب مجھے یہ معلوما
حاصل ہوئی ہیں۔ میں ان کے سامنے نہیں آیا۔ اوور" ____ ٹا
نے جواب دیا۔

"او۔کے! ____ تم ایسا کرو کہ فلیٹ کی نگرانی جاری رکھو ____ مج
یقیناً دوسرا وار کریں گے ____ وہ اس بار میرے ہاتھوں سے نکل جا
میں کامیاب ہو گئے ہیں ____ لیکن اب میں خود وہاں موجود رہوں گا
جلدی سے اغوا ہونے کی کوشش کروں گا ____ ورنہ تو اس آنکھ مچ
میں وقت ضائع ہو جائے گا۔ اوور" ____ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ____ میں آپ کی نگرانی کرونگا ____ مگر م
بوقت ضرورت مجھے مداخلت کی اجازت ہے۔ اوور" ____ ٹائیگر

اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ____ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے ____ اگر حالات
مداخلت کے پیدا ہو جائیں تو ایکسٹو کو اطلاع کر دینا اور بس۔ اوور" ____
عمران نے جواب دیا۔

"بہتر جناب۔ اوور" ____ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ
آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں رکھا اور دوبارہ سڑک پر
آکر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے عمران کو اس کے فلیٹ پر پہنچا دیا اور وہ
ٹیکسی کو فارغ کر کے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

"اوہو! ____ تم دونوں زندہ سلامت موجود ہو ____ مگر اس دروازے
کا کباڑا کرا دیا تم نے ____ سوپر فیاض تو فوراً مجھ پر چڑھ دوڑے گا"
عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر! ____ یہ ساری کارستانی جوانا کی ہے ____ اس نے ایک
آدمی کو بھاگنے کا موقع دے دیا ____ اور مجرم نے نیچے سے بم پھینک
کر دروازہ تباہ کر دیا ____ ماسٹر! میرا کوئی قصور نہیں ہے" ____
جوزف نے فوراً ہی اپنی پوزیشن بچاتے ہوئے کہا۔

"مگر ماسٹر! ____ تم نے خود ہی کہا تھا کہ کم از کم ایک اپنے قدموں
پر چل کر جائے۔ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا ماسٹر" ____ جوانا نے
فوراً ہی جواب دیا۔

"تم نے اچھا کیا ____ مگر جوزف نے کیا کیا ____ اتنا تو کرتا کہ یہ
دروازے کی جگہ خود کھڑا ہو جاتا ____ کم از کم دروازہ تو بچ جاتا" ____

عمران نے بُرا سا منہ بنا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" مگر ماسٹر! ——— میں تو مر جاؤں گا" ——— جوزف نے کھسیانے لہجے میں کہا۔

" تو کیا آفت ٹوٹ پڑتی ——— اب تم ڈنڈ بیٹھکیں نکالتے ہوئے مرو گے ——— چلو ہو جاؤ شروع۔ جب تک موت نہ آئے ڈنڈ بیٹھک نکالتے رہو" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مم — مم — ماسٹر! — گاڈ سیک معاف کر دو" ——— جوزف چہرہ عمران کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر دھواں دھواں ہو گیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔

" شروع ہو جاؤ" ——— عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

" مم — مم — ماسٹر ———" جوزف نے رو دینے والے لہجے کچھ کہنا چاہا۔ مگر عمران کی آنکھوں میں سختی دیکھ کر وہ فقرہ بھی مکمل نہ کر سکا اور پھر اس نے تیزی سے ڈنڈ نکالنے شروع کر دیئے۔

" ہاں تو جوانا! ——— اب تم بتاؤ کہ تم نے ان تینوں کی لاشوں کی تلاشی لی" ——— ؟ عمران اب جوانا سے مخاطب ہوا۔

" یس ماسٹر! ——— مگر ان سے کچھ برآمد نہیں ہوا" ——— جوانا بڑی مستعدی سے جواب دیا۔ وہ جوزف کا حشر دیکھ رہا تھا۔

" ان کے بازو اور دوسرا جسم ٹٹولا کہ کوئی چیز موجود ہو" ——— ؟ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" نن نن ——— نہیں ماسٹر! ——— ہم نے صرف جیبوں کی ہی تلاشی

تھی" ——— جوانا نے گھبرا کر جواب دیا۔

" تو تمہارا کیا خیال تھا کہ مجرم اپنی جیبوں میں تمہارے لئے اپنی پوری تفصیل ڈال کر آتے" ——— عمران کا لہجہ یکدم بے حد سخت ہو گیا۔

" مم — مم — ماسٹر! ——— میں نے تو ایسا سوچا بھی نہ تھا" ——— جوانا جیسا دیو عمران کے سامنے یوں ہکلا رہا تھا جیسے کوئی چڑیا عقاب کو دیکھ کر موت کے خوف سے کانپنا شروع ہو جاتی ہے۔

" چلو — تم بھی شروع ہو جاؤ ——— ایک ہزار ڈنڈ نکالو" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" مم — مم ماسٹر" ——— جوانا نے بوکھلا کر کہا۔ اُسے پہلی بار سزا مل رہی تھی۔

" دو ہزار ڈنڈ" ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا اور جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اُسے پتہ چل گیا کہ اگر اس نے حکم کی تعمیل میں ذرا بھی دیر کی تو تعداد بڑھتی ہی جائے گی۔

" ب — باس! ——— میں کتنے ہزار ڈنڈ نکالوں" ——— جوزف نے مسلسل ڈنڈ نکال رہا تھا ہانپتے ہوئے پوچھا۔

" شٹ اپ! ——— ڈنڈ نکالے جاؤ" ——— عمران نے اُسے جھڑکتے ہوئے کہا اور پھر وہ چند لمحے ان دونوں کو ڈنڈ نکالتے دیکھتا رہا پھر اٹھ کر پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو کمرہ دونوں کے ہانپنے کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ دونوں پسینے پسینے ہو رہے تھے لیکن مسلسل

ڈنڈ نکال رہے تھے۔

اب تو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے دونوں ایک دوسرے کے مقا
میں ڈنڈ نکال رہے ہوں۔

"بب ۔ باس" ۔۔۔ جوزف کی حالت بے حد خراب تھی۔ ا
نے بُری طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

جب کہ جوانا بالکل خاموش تھا۔ وہ بس ڈنڈ نکالے چلا جا ر
لیکن حالت اس کی بھی پتلی ہو رہی تھی۔

عمران نے جوزف کو کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے صو
پر بیٹھ گیا۔

عمران کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ جب کہ جوانا اور جوز
دونوں دروازے کی طرف منہ کئے مسلسل ڈنڈ نکال رہے تھے۔
دونوں کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بس ڈنڈ نکالے چلے جا رہے تھے
کمرے میں صرف ان دونوں کے ہانپنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ا
انہیں معلوم تھا کہ اب ان کو باس کی طرف سے دی گئی سزا
کرنی ہو گی۔ اس لئے وہ مسلسل خاموشی سے ڈنڈ نکال رہے تھے

عمران خاموشی سے دروازے کی طرف پشت کئے ان دونو
ڈنڈ نکالتے دیکھ رہا تھا۔ اچانک اُسے اپنی پشت پر ہلکی سی آہٹ
دی۔ وہ تیزی سے مڑا۔ مگر دوسرے لمحے ایک دھماکہ سا ہوا اور کم
میں نیلے رنگ کا دبیز دھواں بھرتا چلا گیا اور وہ دونوں دھماکہ ہو
ہی یوں پٹ سے گرے جیسے کٹے ہوئے درخت گرتے ہیں۔ ا

دوسرے لمحے عمران بھی لڑکھڑاتا ہوا صوفے سے نیچے جا گرا۔

ان تینوں کے نیچے گرتے ہی فلیٹ میں پانچ چھ افراد داخل ہوئے
ان سب نے اپنے چہرے رومالوں سے ڈھانپ رکھے تھے اندر داخل
ہوتے ہی انہوں نے انتہائی تیزی سے ان تینوں کو اٹھا لیا۔

جوزف اور جوانا کو دو دو آدمیوں نے مل کر اٹھایا جب کہ عمران کو
ایک آدمی نے اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی
سے فلیٹ سے باہر نکل کر سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے پاس ہی ایک ویگن نما گاڑی موجود تھی جس کی
سائیڈ بالکل سیڑھیوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ باقی افراد نے تیزی سے
س سائیڈ کا دروازہ کھولا اور عمران، جوزف اور جوانا کو انتہائی پھرتی
سے ویگن میں ڈال دیا گیا۔ اور پھر باقی افراد بھی اندر داخل ہو گئے اور
دوسرے لمحے ویگن ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور مڑ کر سڑک پر
دوڑتی چلی گئی۔

ٹائیگر اپنی کار لئے فلیٹ سے تھوڑی دور ایک پارکنگ
کے نیچے موجود تھا۔ وہ سٹیرنگ پر بیٹھا ہوا فلیٹ پر نظریں جمائے ہو
تھا۔ عمران اس کے سامنے ہی اتر کر اوپر چڑھا تھا۔ عمران ٹیکسی پر آ
ٹائیگر خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے وہ کسی
انتظار کر رہا ہو۔

پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ایک ویگن کو فلیٹ کے سامنے رکتے
دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ ویگن رکتے ہی تیزی سے مڑی اور اس کا
حصہ سیڑھیوں کے ساتھ لگتا چلا گیا۔ پھر ویگن کے دروازے کھلے اور
میں سے چھ افراد باہر نکلے۔ باقی سب تو سیڑھیوں کے پاس رک گئے
ایک دبے پاؤں اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چونکہ سیڑھیوں کی سڑک والی سائیڈ
جالی دار تھی اس لئے ٹائیگر دور بیٹھا تمام کاروائی بخوبی دیکھ رہا
چند لمحوں بعد باقی سب بھی اوپر چڑھتے چلے گئے اور پھر چند لمحو

بعد ہی وہ سب نیچے اترتے دکھائی دیئے۔ ان کے ایک کے کاندھے
پر عمران لدا ہوا تھا جب کہ دو دو آدمیوں نے جوزف اور جوانا کو اٹھایا
ہوا تھا۔

وہ تینوں بیہوش تھے اور ٹائیگر کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔
وہ دل ہی دل میں عمران کی ذہانت پر عش عش کر اٹھا کیونکہ عمران کا
نظریہ بالکل درست ثابت ہوا تھا۔ مجرموں نے پہلی ناکامی کے بعد
دوسرا وار فوراً ہی کیا تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ عمران جان بوجھ کر بیہوش
ہوا ہو گا۔ جیسے اس نے کہا تھا کہ اب وہ اغوا ہونے کی کوشش کرے
گا۔ ورنہ وہ اتنی آسانی سے مار کھانے والوں میں سے نہ تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجرموں نے تیزی سے ویگن میں منتقل
کیا اور دوسرے لمحے ویگن مڑ کر سڑک پر دوڑنے لگی۔

ٹائیگر جانتا تھا کہ یہ سڑک سیدھی آگے جا کر ایک چوک پر پہنچے گی۔
اور اسے فاصلے اور ویگن کی سپیڈ کا بھی اندازہ تھا اس لئے اس نے
کار آگے بڑھائی اور پھر ویگن کا تعاقب کرنے کی بجائے وہ مخالف سمت
میں کار دوڑاتا چلا گیا۔

ذرا سا آگے بڑھ کر ٹائیگر نے ایک سائیڈ روڈ پر اپنی کار موڑی اور
دوسرے لمحے وہ انتہائی رفتار سے آگے بڑھاتا چلا گیا۔ اسے معلوم
تھا کہ یہ سڑک اسی چوک پر جا ملے گی۔ اور اس طرح وہ ویگن والوں کو
شبہے کا موقع دیئے بغیر ان تک پہنچ جائے گا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا
کہ اغواکنندگان وہاں سے چلتے ہوئے بے حد چوکنے ہوں گے لیکن جب
چوک تک انہیں تعاقب کا احساس نہ ہو گا تو پھر وہ قدرے مطمئن ہو جائیں گے۔

ٹائیگر کار دوڑاتا ہوا تھوڑی دیر بعد اس چوک پر پہنچ گیا اس
گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر کار کو ایک طرف درخت کی آڑ میں ر
دیا۔

اُسی لمحے ٹائیگر کو ویگن اسی سمت سے آتی ہوئی دکھائی دی ا
پھر وہ چوک پر پہنچ کر تیزی سے مضافات کی طرف جانے والی سڑک
مڑتی چلی گئی۔ چونکہ اس سڑک پر بھی اچھی خاصی ٹریفک تھی اس
ٹائیگر نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے کار ویگن کے تعاقب میں ڈ
دی۔ وہ خاصا فاصلہ دے کر ویگن کا تعاقب کر رہا تھا۔ چونکہ اس
آگے اور ویگن کے پیچھے چھ سات کاریں چل رہی تھیں۔ اس لئے اُ
اطمینان تھا کہ مجرموں کو تعاقب کا شبہ نہ ہوگا۔

مضافات کی سڑک کا اختتام نیوٹاؤن پر ہوتا تھا۔ لیکن نیوٹاؤ
کی عمارتوں کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی ویگن ایک بائی رو
مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہوگئی۔

ٹائیگر نے کار کی سپیڈ بڑھادی اور پھر جب وہ اس بائی روڈ
سرے پر پہنچا تو اس نے تیزی سے کار ادھر ہی موڑ دی۔ سڑک د
دور تک صاف پڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اپنی کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ ا
پھر اچانک اس نے پوری قوت سے بریک لگا دیئے۔ کیونکہ اُسنے د
درختوں کے نیچے ویگن کو کھڑے دیکھ لیا تھا۔ آس پاس کوئی عمارت
نظر نہ آرہی تھی۔ اس لئے ٹائیگر مشکوک ہوگیا۔ بہرحال اس نے کار
ایک طرف روکا اور پھر دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دی۔ دوسر
لمحے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ویگن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ویگن کے

ھڑے ہونے کا انداز بتا رہا تھا کہ اُسے خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن پھر
ران اور اس کے ساتھی کہاں گئے۔ اتنی جلدی تو انہیں غائب نہ
لیا جا سکتا تھا۔

ٹائیگر بھاگتا ہوا ویگن کے قریب پہنچا اور پھر ٹھٹھک کر رُک گیا۔
گن واقعی خالی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جب کہ
گن کا پچھلا حصہ بند تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے تیزی سے سائیڈ کا دروازہ
ولا اور اندر جھانکا۔ لیکن پچھلا حصہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔

اب تو محاورتاً ہی نہیں بلکہ حقیقتاً ٹائیگر کے ہاتھوں کے طوطے
گئے۔ مجرم اُسے زبردست ڈاج دے گئے تھے۔ یہاں چونکہ قریب
ئی عمارت نہ تھی اس لئے ظاہر ہے کہ مجرموں نے عمران اور اس کے
تھیوں کو کہیں پیچھے ہی کسی اور گاڑی میں منتقل کر دیا ہوگا اور یہ
اس راستے میں ہی سر انجام دے دیا ہوگا۔ جو چوک تک پہنچا تھا اور
یگر صرف شبہ نہ ڈالنے کے چکر میں مار کھا گیا تھا۔ بہرحال ویگن
انے والا یقیناً کہیں قریب ہی ہوگا۔ اگر وہ مل جاتے تب بھی وہ
نہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ بھاگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

سڑک آگے جا کر قدرے مڑ گئی تھی اور پھر درختوں میں غائب
ئی تھی۔ مگر وہاں آس پاس کہیں بھی وہ ویگن ڈرائیور نظر نہ آرہا
ٹائیگر ایک لمحے کے لئے کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے ایک
ت کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی طرح انتہائی
ی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس نے سب سے بلند درخت
ب کیا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اب مجرم کو تلاش کرنے

کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہ رہ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ درخت کی سب سے اوپر والی شاخ پہنچ گیا۔ اس نے شاخ پر پاؤں جما کر اِدھر اُدھر کا جائزہ لینا شرو کر دیا۔

دُور دُور تک کھیتوں کا طویل سلسلہ چلا گیا تھا جس میں جوار اونچی فصل موجود تھی۔ ٹائیگر غور سے دیکھتا رہا۔ جب ایک طرف ا کچھ نہ دکھائی دیا تو اس نے دوسری طرف توجہ کی اور پھر ادھر دیکھ ہی وہ چونک پڑا۔ اُسے دُور کھیتوں کے درمیان پگڈنڈی پر ایک تیز تیز قدم اٹھاتا چلتا نظر آیا۔ اس کا رُخ سڑک کی طرف ہی تھا۔

ٹائیگر نے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور غور سے اس جانے والے آ کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اُسے پہچان گیا۔ جانے والا اپنے ا قدوقامت اور رنگ سے کوئی غیر ملکی ہی دکھائی دے رہا تھا۔ ٹ سمجھ گیا کہ یہی اس کا مطلوبہ آدمی ہے۔ اس نے اس کا اور سڑک کے فاصلے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

مجرم چکر کاٹ کر کھیتوں کے درمیان سے ہو کر سڑک پر جا اس لئے ابھی سڑک اور اس کے درمیان خاصا فاصلہ موجود اس لئے ٹائیگر تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ حتی الامکان تیزی نیچے اترتا ہوا وہ زمین پر آیا اور پھر بھاگتا ہوا اپنی کار تک پہنچا۔ د لمحے کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر کسی لٹو کی طرح گھومتی گئی۔ ٹائیگر نے اس کا رُخ واپس سڑک کی طرف کیا اور دوسر وہ پوری سپیڈ سے کار کو بھگاتا ہوا سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سڑک پر پہنچ کر ٹائیگر نے کار کا رُخ دائیں طرف موڑ دیا جدھر اس غیر ملکی نے کھیتوں سے نکل کر سڑک پر پہنچنا تھا۔ وہ خاصی رفتار سے کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اُسے دُور سے ہی وہی غیر ملکی بڑے مطمئن انداز میں سڑک پر کھڑا نظر آیا۔ وہ کاروں کو لفٹ کے لئے روکنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کاریں تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ اس مشینی زندگی میں کون رک کر اپنا وقت ضائع کرتا۔

لیکن ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اسے تو بہر حال رُکنا تھا۔ اور پھر جیسے ہی ٹائیگر کی کار اس کے قریب پہنچی، غیر ملکی نے حسب عادت لفٹ مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھایا اور ٹائیگر نے کار اس کے قریب جا کر روک دی۔

"تھینک یو سر! — مجھے نیو ٹاؤن جانا ہے — اگر آپ تکلیف کریں تو" — غیر ملکی نے بڑے نرم اور مسکراہٹ بھرے لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے بیحد خوشی ہو گی جناب — آیئے" — ٹائیگر نے حقیقتاً بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ غیر ملکی تیزی سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔

"آپ یہاں کھیتوں والی جگہ پر بغیر کار کے کیسے پہنچ گئے" — ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہاں سے تھوڑی دُور میری کار خراب ہو گئی — میں ایک پارٹی سے ملنے گیا تھا اس کا زرعی فارم ہے — وہ نہیں ملا اور کار بھی خراب ہو گئی" — غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ! — آپ کو تو بے حد تکلیف ہوئی ہو گی" — ٹائیگر نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے واقعی اس غیر ملکی کی تکلیف ؛ پریشانی ہوئی ہو۔

جی ہاں — تکلیف تو ہوتی ہے" — غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اس وقت ٹائیگر کی کار نیو ٹاؤن کالونی میں داخل ہو چکی تھی اور ٹا
اسے تیز رفتاری سے دوڑاتے چلا جا رہا تھا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے" — ؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"مجھے آپ چوک پر اتار دیجئے۔ تاکہ میں وہاں سے کسی مستری کو جا کر کار درست کرا سکوں" — غیر ملکی نے جواب دیا۔

اور ٹائیگر نے سر تو ہلا دیا لیکن وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اس طرح تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ کسی کوٹھی میں جائے گا تو کم از کم اس کا ٹھکانہ تو سامنے آ جائے گا۔ لیکن اب ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ وہ چوک پر اتر کر ٹیکسی پکڑ کر واپس شہر جائے گا۔

"یہاں تو مستری نہیں ملے گا — البتہ شہر میں مل جائے گا — میں
نے صرف ایک کیفے میں پیغام دینا ہے اس کے بعد میں واپس شہر جاؤں گا
اگر آپ شہر جانا چاہیں تو میرے ساتھ جا سکتے ہیں" — ٹائیگر نے بڑے با اخلاق لہجے میں کہا۔

"نہیں شکریہ ! — میں خود ہی بندوبست کر لونگا — آپ مجھے پہلے چوک پر اتار دیں" — غیر ملکی نے جواب دیتے ہوئے کہا وہ شا
ضرورت سے زیادہ محتاط تھا۔

"اچھا آپ کی مرضی" — ٹائیگر نے کہا اور پھر کار کو آگے بڑھالے لئے گیا۔

اب ٹائیگر کو فوری فیصلہ کرنا تھا۔ پہلا چوک ابھی ایک دو فرلانگ دور تھا اس لئے دو فرلانگوں میں ہی اس نے کچھ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اچانک اس کی کار کو جھٹکے لگنے لگے اور کار آہستہ آہستہ رکتی چلی گئی۔

"کیا ہوا — ؟ کیا پٹرول ختم ہو گیا" — ؟ غیر ملکی نے چونک کر کہا۔

"نہیں ! — یہ اس کی پرانی بیماری ہے — فیول پمپ کبھی کبھی رک جاتا ہے۔ میں ابھی ایک منٹ میں ٹھیک کر لیتا ہوں" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انجن کا ہیڈ اٹھانے کا راڈ کھینچ کر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اور اس نے باہر آ کر انجن کا ہیڈ اٹھایا اور جھک کر اس نے انجن کے نیچے۔ لگی ہوئی ایک چھوٹی سی بوتل کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دو تین بار زور سے دبایا۔ یہ اس نے اپنے طور پر انتظام کیا ہوا تھا۔

اس بوتل کا تعلق ڈلیش بورڈ کے نچلے حصے سے تھا۔ بوتل میں بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس بھری رہتی تھی۔ جیسے ہی وہ بوتل کا بٹن دبایا جاتا بوتل سے گیس کی پھوار نکل کر ڈلیش بورڈ سے ہوتی ہوئی کار میں پھیل جاتی اگر کار کے شیشے بند ہوں تو پھر یہ گیس ایک لمحے میں ساری کار میں پھیل سکتی تھی۔ ورنہ پہلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے افراد تو اس کی زد میں آ ہی جاتے تھے۔

اور پھر وہی ہوا۔ جیسے ہی ٹائیگر نے دو تین بار بوتل کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دبایا، فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی کی ناک سے گیس

کی پھوار اچانک ٹکرائی اور دوسرے لمحے وہ سیٹ پر ہی ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے تیزی سے جھانک کر دیکھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے انجن کا ہیڈ بند کیا اور سٹیرنگ کی طرف لپکا۔ کار کے چاروں شیشے چونکہ کھلے ہوئے تھے اس لئے گیس کا اثر فوراً ہی زائل ہو چکا تھا لیکن پھر بھی احتیاطاً اس نے سانس روک لیا اور پھر کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے کار مڑ کر واپس شہر کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

ٹائیگر اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ کار کو جھٹکے بھی اس نے جان بوجھ کر دیئے تھے تاکہ غیر ملکی کو کوئی شک نہ پڑ سکے۔ اب وہ غیر ملکی ڈیش بورڈ اور سیٹ کے درمیان دوہرا ہوا پڑا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے کار چلاتا ہوا اسی سڑک پر آیا اور پھر اس نے کار واپس اسی سڑک پر موڑ دی جدھر غیر ملکی نے اپنی ویگن روکی تھی۔ ویگن اب بھی اپنی جگہ پر موجود تھی۔ چونکہ یہ جگہ ہر لحاظ سے محفوظ تھی اور کسی قسم کی مداخلت کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اس لئے ٹائیگر کار ادھر ہی لے آیا تھا۔ اس نے ویگن سے ذرا آگے کار بڑھا کر اسے موڑا اور پھر اس کا رُخ سڑک کی طرف کر کے وہ تیزی سے نیچے اترا اور دوسری طرف سے آ کر اس نے دروازہ کھول کر بیہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کو ایک جھٹکے سے کھینچ کر باہر ڈال دیا۔

غیر ملکی ابھی تک بیہوش پڑا تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ اپنے آپ ب دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا۔ اس نے غیر ملکی ک جیبوں کی تلاشی لی۔ اور پھر اس کی جیب میں موجود ایک کارڈ اور ریوالو

نکال کر اپنی جیبوں میں منتقل کر لئے۔ اس کے بعد وہ غیر ملکی کو اٹھا کر درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے غیر ملکی سے پوچھ گچھ کے لئے ایک عجیب طریقہ سوچ لیا تھا۔ ایک ایسا طریقہ جو سہل بھی تھا۔ اور خوفناک بھی۔

غیر ملکی کو اس نے درختوں کے جھنڈ کے درمیان ڈالا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا وہ واپس اپنی کار کی طرف آیا۔ اس نے کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے نائلون کی رسی کا ایک بڑا سا گچھا اٹھایا اور واپس درختوں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ اس نے غیر ملکی کے دونوں پیر رسی سے باندھ کر اسے درخت کے تنے سے مضبوطی سے باندھ دیئے اور پھر اس نے اس کا ایک سرا غیر ملکی کے بازوؤں کے درمیان سے گزار کر دوسری گانٹھ اس کے سینے پر لگائی اور اس کے دونوں بازو بھی پشت پر کر کے انہیں باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ ایک اور درخت کی طرف بڑھا اور تیزی سے اس پر چڑھتا چلا گیا۔ اس درخت کی شاخ پہلے درخت کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ یہ بھی اچھا خاصا مضبوط تنا تھا۔ ٹائیگر اس کے کنارے کی طرف کھسکتا چلا گیا اور درخت کا یہ تنا اس کے وزن سے نیچے ہوتا گیا ٹائیگر نے رسی کا ایک سرا اس تنے کے آخری کنارے سے مضبوطی سے باندھ دیا اور پھر نیچے چھلانگ لگا دی۔

اس کے نیچے چھلانگ لگاتے ہی جھکا ہوا تنا تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اس رسی کا سرا جسے اس نے درخت سے باندھا تھا کھینچ کر پہلے تنے کے گرد مخصوص انداز میں لپیٹا اور پھر اس

کا سرا لپیٹنے کے بعد اس نے قریبی درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ ا
چونکہ پورا زور لگا کر رسی کو کھینچا تھا اس لئے تنا کافی نیچے جھک آ
اور اس کے بعد ٹائیگر نے بیہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کے بازو
اور سینے پر بندھی ہوئی رسی کو اس تنے کے ساتھ بندھی ہوئی ر
ساتھ منسلک کر دیا۔

اب غیر ملکی کی ٹانگیں تو ایک درخت کے تنے سے بندھی تھیں جبکہ اس کے بازو اور سینہ جھکے ہوئے تنے کے ساتھ م سے بندھ گئے تھے۔ تنے کے ردعمل کی وجہ سے غیر ملکی سر کی ط سے ذرا سا اوپر اٹھ گیا تھا۔

اور پھر ٹائیگر نے وہ رسی پکڑی جسے اس نے تنے سے باند اور کھینچ کر درخت کے گرد لپیٹا تھا۔ اس نے رسی کو آہستہ آہستہ ڈ کرنا شروع کر دیا۔ اور رسی ڈھیلی ہوتے ہی جھکا ہوا تنا اپنے زور واپس اوپر کی طرف اٹھنا شروع ہو گیا اور اس کے ساتھ بندھا ہوا بھی سر کی طرف سے اوپر کو اٹھنے لگا۔ چونکہ اس کے پیر دوسرے د کے تنے سے بندھے ہوئے تھے اس لئے جھکے ہوئے تنے کے ا اٹھتے ہی غیر ملکی کا جسم کھنچنا شروع ہو گیا۔

ٹائیگر جانتا تھا کہ اگر وہ رسی کو یکدم چھوڑ دے گا تو تنا پوری قو سے اوپر کو اٹھے گا اور نتیجہ یہ کہ غیر ملکی کا جسم درمیان سے کھینچ کر ٹو چلا جائے گا۔ اس کے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ جائے گی اور وہ لو درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا جیسے ربڑ کھینچ کر ٹوٹتا۔ یہ خوفناک طریقہ اس نے افریقی قبائل میں دیکھا تھا۔ وہ اس طریقے

اپنے مجرموں سے پوچھ گچھ بھی کرتے تھے اور انہیں سزا بھی دیتے تھے یہ سزا اتنی خوفناک ہوتی تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے رُوح بھی ربڑ کی طرح کھنچی چلی جا رہی ہو۔ اس طریقے سے تو مجسمے بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ یہ غیر ملکی، بین الاقوامی مجرموں کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس پر عام تشدد کے طریقے فضول ثابت ہوں گے اور پھر ٹائیگر کے پاس اتنا وقت بھی نہ تھا کہ وہ لمبا چوڑا تشدد کر کے اور لڑائی لڑ کر غیر ملکی سے راز اگلوائے۔ اب تو صرف اسے رسی ڈھیلی کرنی تھی اور غیر ملکی بے لبسی کے عالم میں خود ہی سب کچھ بتا دیتا۔ وہ رسی ڈھیلی کرتا گیا اور غیر ملکی کا جسم تیزی سے تنتا چلا گیا۔

غیر ملکی ابھی تک بیہوش تھا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ جب اس کا جسم کھنچنا شروع ہوگا تو تکلیف کی شدت کی بنا پر وہ خود بخود ہوش میں آجائے گا۔ چنانچہ وہ رسی کو آہستہ آہستہ ڈھیلا کرتا چلا گیا اور غیر ملکی کا جسم اب ذرا سا کھنچنے لگا۔

اور پھر جیسے ہی ٹائیگر نے رسی کو ذرا سا اور ڈھیلا کیا، غیر ملکی کے سم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر اس کے منہ سے چیخ سی نکل گئی اور اس نے تڑپ کر آنکھیں کھول دیں۔ چونکہ ٹائیگر درخت کے تنے کے قریب ڑا تھا اس لئے غیر ملکی کا چہرہ اسے صاف نظر آرہا تھا۔ غیر ملکی کی نظر بھی آنکھیں کھلتے ہی ٹائیگر پر پڑی۔

"یہ — یہ کیا ہو رہا ہے — آہ" — غیر ملکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آتے تھے۔ کیونکہ وہ کار کی سیٹ پر بیہوش ہوا تھا اور اب رسیوں سے بندھا فضا میں

ٹنگا ہوا تھا۔

"ابھی تو بہت کچھ ہوگا دوست" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہ
کہا اور رسی کو ذرا سا مزید ڈھیلا چھوڑ دیا اور غیر ملکی کے حلق سے بے
چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کے جسم کی ایک ایک رگ کھنچنے لگی تھی تکا
کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم کون ہو ۔۔۔ کیا چاہتے ہو" ۔۔۔ غ
نے بری طرح تڑپتے اور چیخیں مارتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں! ۔۔۔ ابھی ذرا لطف اٹھاؤ" ۔۔۔ ٹائیگر نے
ذرا سی رسی اور چھوڑ دی۔

غیر ملکی کے حلق سے بری طرح چیخیں نکلنے لگیں اور اس
جسم پسینے سے تر ہو گیا۔

"روکو ۔۔۔ روکو! ۔۔۔ خدا کے لئے اس تکلیف کو روکو ۔۔۔
جان نکل رہی ہے" ۔۔۔ غیر ملکی نے پانی سے باہر نکلی ہوئی مچھ
طرح فضا میں تڑپتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ تم نے فلیٹ سے جن لوگوں کو اغوا کیا تھا ۔۔۔ انہیں
پہنچایا گیا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ایک انچ رسی کو اور ڈھیلا ک
ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ میں مر جاؤں گا ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ مجھے نہیں
مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔ غیر ملکی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا

"نہ بتاؤ ۔۔۔ مر جاؤ" ۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور
نے رسی کو اور ڈھیلا کر دیا۔

اب تو غیر ملکی میں تکلیف کی شدت سے چیخنے کی بھی ہمت نہ رہی وہ
طرح پھڑکنے لگا۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بتاتا ہوں ۔۔۔ پانی ۔۔۔ پانی" ۔۔۔ غیر ملکی نے
بتے ہوئے اور زخمی سانپ کی طرح فضا میں سر مارتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ بعد میں ملے گا ۔۔۔ پہلے میرے سوالوں کے جواب دو" ۔۔۔
ر نے سخت لہجے میں کہا۔

"قباچا خان کو پتہ ہوگا ۔۔۔ مجھے نہیں پتہ ۔۔۔ مجھے نہیں پتہ
سچ کہہ رہا ہوں" ۔۔۔ غیر ملکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"قباچا خان کون ہے ۔۔۔ جلدی بتاؤ" ۔۔۔ ٹائیگر نے رسی کو
انچ ڈھیلا کیا تو غیر ملکی اور زیادہ تڑپنے لگا۔

"رابن ہڈ چیف باس کا نمبر ٹو" ۔۔۔ غیر ملکی نے پھڑکتے ہوئے
راہتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ایک انچ مزید رسی
ڈھیلا کر دیا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔
لکی نے کہا اور ٹائیگر نے غصے میں رسی کو ذرا سا اور ڈھیلا کر دیا۔

اب تو غیر ملکی کی چیخیں آسمان پھاڑنے لگیں۔ اس کی آنکھیں ابل
تھیں اور ٹائیگر کو محسوس ہوا کہ اگر وہ تھوڑا سا وقت بھی اور اسی حالت
رہا تو مر جائے گا۔ اس لئے اس نے رسی کو واپس کھینچا اور غیر ملکی
پھڑکاؤ میں کمی آ گئی۔ لیکن اب بھی وہ بہت بری حالت میں تھا۔

"جلدی بتاؤ ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ۔۔۔ جلدی ۔۔۔ ورنہ اس بار

جو تمہارا حشر ہو گا ـــــ وہ تمہارے تصور سے کہیں زیادہ بُرا ہو گا" ـــــ
نے کرخت لہجے میں کہا۔

"انتقام ـــــ رابن ہڈ میرا انتقام لے گا ـــــ میں اس کا غلا
وہ میرا انتقام لے گا" ـــــ اچانک غیر ملکی نے سر مارتے ہوئے
اس کے جبڑے تیزی سے چل رہے تھے۔ دوسرے لمحے اس کا سر
ڈھلکتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے تیزی سے رسی کو ڈھیلا کیا مگر غیر ملکی کا جسم بے
ہو چکا تھا۔ اس کے منہ سے نیلے رنگ کے بلبلے نکلتے دیکھ کر ٹائیگر
ایک طویل سانس لی۔

غیر ملکی ختم ہو چکا تھا۔ اس کے منہ سے نیلے بُلبلے نکلتے دیکھ
سمجھ گیا تھا کہ غیر ملکی نے زہر کھا لیا ہے۔ اس کے دانت میں یقیناً ز
کیپسول موجود تھا۔

ٹائیگر کا مشن فیل ہو گیا تھا۔ وہ کچھ بھی حاصل نہ کر سکا تھا۔ اُسے
یہ خیال ہی نہ تھا کہ غیر ملکی اس طرح خودکشی کرے گا۔ بہرحال اس
تیزی سے رسی کھینچی اور پھر اُسے تنے سے باندھ دیا۔ اب لاش
تکلیف دینا اس کے خیال میں زیادتی تھی اور پھر اس نے بازوؤں
رسی کھول دی اور غیر ملکی کی لاش زمین پر گر گئی۔

ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ جب
اس نے جھکے ہوئے تنے سے رسی کھولی، تنا ایک جھٹکے سے
اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ رسیاں سمیٹے غیر ملکی کی لاش کو وہیں
کر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف آیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب

اس کا بُرا حشر کرنا ہے کیونکہ اس سے صحیح طور پر نگرانی نہ ہو سکی
۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ اب کیا کر سکتا تھا۔ غلطی تو ہو ہی چکی تھی۔ اس نے
ں کا گچھا واپس ڈگی میں ڈالا اور پھر ڈگی بند کر کے وہ سٹیئرنگ والا
ازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ اچانک اُسے خیال آیا۔ وہ دروازہ بند کر کے
ی سے ویگن کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ویگن کا سٹیئرنگ والا
رازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اُس نے بڑی باریک بینی سے اس کی
ی لینی شروع کر دی۔ مگر ویگن بالکل خالی تھی وہاں کوئی چیز بھی نہ
۔ ٹائیگر مایوس ہو کر واپس اترا اور پھر وہ دروازہ بند کرنے ہی لگا تھا
چانک ٹھٹھک کر رُک گیا۔ ڈرائیور سیٹ کے نیچے ایک کاغذ کا پُرزہ
ا ہوا تھا۔

ٹائیگر نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر وہ پُرزہ سیٹ سے کھینچا اور پھر
ی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کاغذ پر فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ اس نے تو یہی
زہ لگایا کہ یہ پُرزہ اسی غیر ملکی کی جیب سے نکل کر گرا ہو گا۔ اس نے
ہ جیب میں ڈالا اور پھر واپس اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے
ے اس کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی سڑک کی طرف بڑھی چلی
ہی تھی۔

سڑک پر پہنچتے ہی اس نے کار کا رخ شہر کی طرف کیا اور پھر کار کو
ی رفتار سے بھگانا شروع کر دیا۔ کراس چوک پر پہنچتے ہی اس نے
ایک طرف بنے ہوئے کیفے کے قریب جا کر روکا اور پھر وہ نیچے اتر
بھاگتا ہوا کیفے کے باہر موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
ں نے فون بوتھ میں داخل ہو کر جیب سے سکے نکالے اور انہیں

خانے میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری کے نم کرنے لگا۔ کاغذ کا وہی پرزہ اس نے جیب سے نکال کر ہا پکڑ لیا تھا اور اسی کی نظریں اس پر لکھے ہوئے نمبروں پر جمی ہو

"یس انکوائری" ___ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے سنائی دی۔

"چیف آف انٹیلی جنس سپیکنگ" ___ ٹائیگر نے لہجے کو بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ یس فرمایئے سر" ___ دوسری طرف سے آپر بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"میں ایک نمبر بتاتا ہوں ___ تم نے مجھے اس ٹیلیفون نمبر بتانا ہے ___ مگر دیکھو ہر بات خفیہ رہے ___ اِٹ اِز ٹاپ ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر ___ فرمایئے نمبر بتایئے" ___ آپریٹر زیادہ بوکھلاتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے کاغذ پر لکھا ہوا نمبر آہستہ آہستہ دوہرا دیا۔

"ابھی بتاتا ہوں سر" ___ آپریٹر نے جواب دیا۔

"تم نمبر دوہراؤ ___ کہیں تم کوئی غلط نمبر نہ سمجھ رہے ہو" نے احتیاط بھرے انداز میں کہا اور پھر آپریٹر نے نمبر دوہرا دیا۔ و سمجھا تھا۔

"او کے! ___ اب پورا پتہ بتاؤ ___ مگر احتیاط سے غلطی نہیں ہونی چاہیئے" ___ ٹائیگر نے کہا۔

"بہتر جناب! ___ ایک لمحہ توقف کیجئے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"نوٹ فرمایئے جناب" ___ آپریٹر کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"بولو" ___ ٹائیگر نے کہا۔

یہ نمبر ہوٹل الیف کی ایکس چینج کا ہے جناب" ___ آپریٹر نے جواب دیا۔

"ہوٹل الیف کی ایکس چینج کا ___ کیا تم صحیح بتا رہے ہو" ___؟ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا تو خیال تھا کہ یہ کسی پرائیویٹ کوٹھی کا نمبر ہوگا۔

"میں درست بتا رہا ہوں جناب! ___ آپ بے شک چیک کر کے دیکھ لیں" ___ آپریٹر نے جواب دیا۔

"او کے ___ ٹھیک ہے ___ کسی کو بتانا نہیں ___ اِٹ اِز سیکرٹ"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب! ___ آپ بے فکر رہیں" ___ دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ انکوائری کے لئے علیحدہ سکے نہ ڈالنے پڑتے تھے اس لئے اُسے دوبارہ سکے نہ ڈالنے پڑے اور اس نے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ہیلو الیف ہوٹل" ___ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

"سوری! ___ رانگ نمبر" ___ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور

کریڈل پر رکھ دیا۔

آپریٹر کے بتائے ہوئے پتے کی تصدیق تو ہو گئی تھی۔ اب مسئلہ تھا کہ الف ہوٹل سے مجرموں کا کیا تعلق ہے ـــــ یا تو یہ غیر ملکی وہا رہائش پذیر ہے یا پھر وہاں ان کا کوئی اور آدمی ٹھہرا ہوا ہے۔

دوسرے لمحے اچانک ٹائیگر کو غیر ملکی کی جیب سے نکلے ہوئے کارڈ کا خیال آگیا جو اس نے تلاشی لیتے وقت نکالا تھا۔ اس نے تی سے جیب سے وہ کارڈ نکالا۔ کارڈ ایس۔ ڈی۔ فلیپر کا تھا اور اس پر الف ہوٹل کا ہی دیا ہوا تھا۔ کمرہ نمبر تین سو چوتھی منزل۔ اور پھر ٹائیگر نے کارڈ واپس جیب میں ڈال لیا۔ کارڈ پر فون نمبر نہ لکھا ہوا تھا۔ اس لئے اب دو ہی صورتیں تھیں۔ یا تو اس غیر ملکی کا اپنا نام ایس۔ ڈی۔ فلیپر تھا ـــــ یا پھر اس نے ایس۔ ڈی۔ فلیپر سے ملنا تھا۔

ٹائیگر کا اندازہ تھا کہ ایس۔ ڈی۔ فلیپر کوئی اور آدمی ہی ہوگا کیونکہ کو شخص اپنا نام لکھ کر کارڈ جیب میں نہیں ڈالتا اور پھر اگر یہ کارڈ مرنے وا غیر ملکی کا ہوتا تو یقیناً وہ فون نمبر بھی اسی کارڈ پر ہی لکھتا۔ علیحدہ فون نم کاغذ پر درج نہ کرتا۔

ٹائیگر نے تیزی سے کارڈ جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے سکے نکا کر اس نے دوبارہ فون میں بنے ہوئے خانے میں ڈالے اور الف ہوٹ کا نمبر گھمانے لگا۔

"یس ـــــ الف ہوٹل" ـــــ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جو پہلے اس نے سنی تھی۔

"کمرہ نمبر تین سو چوتھی منزل میں ایس۔ ڈی۔ فلیپر سے بات کراؤ" ـــــ

یگر نے لہجہ بدل کر کہا۔

"آپ کا نام جناب ـــــ؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جیکسن" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"بہتر جناب! ـــــ ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے" ـــــ آپریٹر نے کہا ر ٹائیگر خاموش کھڑا رہا۔

"ہیلو ـــــ کون صاحب بول رہے ہیں ـــــ میں کسی جیکسن کو نہیں تا" ـــــ دوسری طرف سے ایک بگڑی ہوئی آواز سنائی دی۔

"رابن ہڈ ایمرجنسی" ـــــ ٹائیگر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا وہ غیر ملکیوں ے لہجے میں بول رہا تھا۔

"اوہ! ـــــ کیا بات ہے" ـــــ؟ دوسری طرف سے بولنے والا بری ح چونک پڑا۔

"میں آرہا ہوں ـــــ انتظار کرو" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے یور رکھ کر وہ سر ہلاتا ہوا فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔ اس کے خیال تصدیق ہو گئی تھی۔ فلیپر دوسرا آدمی تھا اور اس کا تعلق بھی رابن ہڈ ے تھا۔ کیونکہ نہ صرف وہ رابن ہڈ کا نام سن کر چونکا تھا بلکہ اس نے دید بھی نہ کی تھی۔

فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ کار میں بیٹھا اور اس نے کار الف ہوٹل طرف دوڑانی شروع کر دی۔ اس کی آنکھیں مسرت سے چمک رہی یں۔ کیونکہ اس نے بہرحال ایک اہم کلیو تلاش کر لیا تھا۔ ایک ایسا و جس کی مدد سے وہ بہت آگے بڑھ سکتا تھا اور اسے یقین ا کہ جب عمران صاحب کو اس کلیو کا پتہ چلے گا تو وہ اس کی تعاقب

والی غلطی معاف کر دیں گے۔

عمران کے متعلق ٹائیگر کو قطعاً کوئی فکر نہ تھی کیونکہ وہ جانتا ہ
عمران اپنا تحفظ خود آسانی سے کر سکتا ہے اور ویسے بھی عمران
اُسے صرف نگرانی کا ہی کام سونپا تھا۔ اُسے مداخلت کرنے کی اج
نہ تھی اس لئے اُسے زیادہ فکر بھی نہ تھی۔ البتہ اُسے اس نئے کلیو
چلا کر واقعی خوشی محسوس ہو رہی تھی اور اس بار اس نے فیصلہ
کہ اس فیلپر کو فوری طور پر بیہوش کر کے وہ سب سے پہلے اس
دانت سے کیپسول باہر نکالے گا کہ وہ خودکشی نہ کر سکے۔

ویگن فلیٹ کے آگے سے چل کر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے
ھتی چلی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر موجود غیر ملکی کی نظریں سائیڈ مرر پر
ی ہوئی تھیں۔

"کوئی تعاقب کا اندازہ ہوا ____؟" ساتھ بیٹھے ہوئے قوی ہیکل
ر ملکی نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی مونچھیں منگولین طرز
تھیں۔

"تعاقب نہیں ہو رہا باس! ____ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے" ___
ائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے! ___ پھر دوسرا مرحلہ شروع کیا جائے" ___ منگولین طرز
مونچھوں والے غیر ملکی نے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ذرا
گے جا کر ویگن کو ایک کچے سے احاطے کے اندر موڑ لیا۔ یہ پرانا زرعی
رم تھا جو اب ویران اور خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کے اندر ایک بڑی سی

کار موجود تھی۔

ڈرائیور نے ویگن اندر کھڑی کار کے قریب روک دی اور باس د
کھول کر نیچے اتر آیا۔ ویگن رکتے ہی پچھلے حصے کا دروازہ کھلا اور باقی
باہر آ گئے اور پھر جوزف، جوانا اور عمران تینوں کو بڑی پھرتی سے
سے کار میں منتقل کر دیا گیا۔

"کاپر! —— اس ویگن کو شہر سے باہر کسی جگہ چھوڑ دینا —— اور ت
فلپر سے الف ہوٹل میں مل لینا —— وہ تمہیں باقی ہدایات دے دیگا"
باس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ڈرائیور کے حوالے کرتے ہو
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیا میں سیدھا اس کے پاس چلا جاؤں —— یا پہلے اسے فو
کر لوں" —— ؟ ڈرائیور نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"احمق آدمی ہے —— پہلے فون کر لینا اور قباچا خان کا کوڈ دوہرانا۔
تب ہی وہ تمہیں پہچانے گا" —— باس نے غصے سے دھاڑ
ہوئے کہا۔

"مگر جناب! —— اس کارڈ پر فون نمبر درج نہیں ہے —— اس
پوچھ رہا ہوں جناب" —— ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— اس احمق آدمی نے فون نمبر درج نہیں کیا" —— با
نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک ڈائری سی نکالی
کے ساتھ چھوٹی سی پنسل بندھی ہوئی تھی۔ اس نے ڈائری کھول کر نمبر چیک
کیا اور پھر اسی صفحے کا ایک کونہ پھاڑ کر اس نے تیزی سے نمبر لکھ کر وہ پر
غیر ملکی کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔ غیر ملکی ڈرائیور نے

ہتھ بڑھا کر دروازہ بند کیا اور پھر پرزے کو جیب میں ڈالنے لگا مگر چھوٹا
ا پرزہ اس کے ہاتھ سے کھسک کر سیٹ کے نیچے پھنس گیا مگر غیر ملکی کو
س کا احساس تک نہ ہوا۔ وہ ویگن موڑ کر واپس سڑک پر آ گیا اور پھر آگے
ھتا چلا گیا۔

باس کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور جب ویگن آگے بڑھ گئی تو
س نے ڈرائیور کو کار چلانے کا اشارہ کیا اور کار تیزی سے احاطے سے
ہر نکلی اور پھر سڑک پر آ کر واپس عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی
ی۔ جوانا اور جوزف کو پچھلی سیٹوں کے درمیان فرش پر ڈال دیا گیا تھا
ب کہ عمران کو اگلی سیٹ کے ایک حصے میں سکیڑ کر ڈالا گیا تھا اور باس
ران کے جسم پہ پیر رکھے بیٹھا تھا۔

کار عمران کے فلیٹ سے آگے بڑھتی ہوئی چوک پر پہنچی اور پھر وہاں
سے دائیں طرف مڑ کر ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد کار کالونی میں موجود ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ
پہنچ گئی۔ گیٹ کے باہر ایک غیر ملکی یوں کھڑا ہوا تھا جیسے سیر کرنے کے
لئے باہر نکل آیا ہو۔ اس نے کار کو دیکھتے ہی تیزی سے دھکیل کر کوٹھی
ا پھاٹک کھول دیا۔ اور ڈرائیور کار کو اندر لیتا چلا گیا۔ پورچ میں پہنچ کر
ن نے کار روک دی۔ برآمدے میں پانچ مسلح غیر ملکی موجود تھے۔

"انہیں نیچے تہہ خانے میں لے چلو —— اور اچھی طرح رسیوں سے
ندھ دو" —— باس نے سخت لہجے میں کہا اور خود بڑے بڑے قدم
ٹھاتا ایک راہداری میں گھستا چلا گیا۔

راہداری سے گزر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا اور اس

نے وہاں پہنچتے ہی الماری کھولی اور اس میں سے چمڑے کا ایک
ہنٹر نکال لیا۔ اس ہنٹر میں چمڑے کے ساتھ خاردار تار بھی گندھی
تھی۔ اس طرح یہ ہنٹر انتہائی جان لیوا ہتھیار بن گیا تھا۔ اور اس نے
کے لئے خاص طور پر یہ ہنٹر تیار تھا۔ باس نے جو قباچا خان تھا
کو مسکراتے ہوئے باہر نکال لیا۔ اس طرح اس کی سنگدلانہ جبلت
پوری پوری تسکین ملتی تھی۔ کیونکہ ہنٹر جہاں پڑتا تھا وہاں زخموں کی ا
قطار ڈال دیتا تھا۔ خاردار تار کے کانٹے جسم میں گھس کر جب کھینچے
تو شکار کی رُوح تک کو ساتھ کھینچ لاتے تھے۔

ہنٹر کو بازو پر لپیٹتا ہوا وہ کمرے سے نکلا اور پھر راہداری کرا
کے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آیا۔ اس نے سوئچ بورڈ پر لگا ہو
دبایا۔ دوسرے لمحے کمرے کے فرش کا ایک حصہ تیزی سے کھسکتا چ
اور نیچے جانے والی سیڑھیاں صاف نظر آنے لگیں۔ وہ تیزی سے سڑ
اترتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور راہداری تھی جس کے آخر میں ایک
دروازہ نظر آ رہا تھا۔ قباچا خان راہداری کراس کرتا ہوا اس دروازے
پہنچا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں چار ستون تھے۔ عمران، جوز
اور جوانا تینوں کو رسیوں کی مدد سے ان ستونوں سے باندھ دیا گیا تھا۔
کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بیہوش تھے۔ کمرے میں اس وقت چھ
موجود تھے۔

" یہ دونوں حبشی تو پہلے بھی فلیٹ میں موجود تھے ——— البتہ یہ تی

مقامی آدمی پہلی بار نظر آیا تھا ——— اور پھر منظر بھی حیرت انگیز تھا۔ دونوں
حبشی ڈنڈ نکال رہے تھے جب کہ یہ نوجوان صوفے پر بیٹھا تھا ——— میرے
خیال میں یہی وہ علی عمران ہو گا جس کی ہمیں تلاش ہے" ——— قباچا خان
نے غور سے عمران کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی معلوم ہوتا ہے باس" ——— ایک غیر ملکی نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

" مگر میں پہلے اس حبشی کی کھال اُدھیڑوں گا ——— جس نے میرے
تین آدمی ضائع کر دیئے تھے ——— اور مجھے چیف باس کے سامنے زندگی میں
پہلی بار شرمندہ ہونا پڑا" ——— قباچا خان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس
کے ساتھی خاموش کھڑے تھے۔

" ٹھیک ہے ——— ان تینوں کو ہوش میں لے آؤ تاکہ وہ ایک دوسرے
کا تماشہ تو دیکھ سکیں" ——— قباچا خان نے ہنٹر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور
غیر ملکی نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بوتل نکالی اور پھر اس کا
ڈھکن کھول کر اس نے بوتل باری باری تینوں کی ناک سے لگا کر ڈھکن
بند کر دیا۔ اور پھر اُسے جیب میں ڈال کر وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا
چند لمحوں بعد ہی ان تینوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور
پھر تینوں نے بیک وقت ہی آنکھیں کھول دیں۔

عمران نے آنکھیں کھولتے ہی تیزی سے نظریں گھماتے ہوئے
ماحول کا جائزہ لیا اور پھر قباچا خان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خاردار ہنٹر دیکھ
کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے یہ بھی چیک کر لیا تھا کہ کمرے
میں اس ہنٹر والے کے علاوہ چھ مسلح افراد بھی موجود ہیں جنہوں نے

ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالی ہوئی تھیں۔ اور وہ ایک قطار کی صو
میں ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔ یہ عمران کے نقطۂ نظر سے اچھی
تھی کیونکہ اگر وہ بکھر کر کھڑے ہوتے تو پھر مسئلہ مشکل ہو جاتا۔ اس
ساتھ ساتھ اس کی پشت پر کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ اس لئے ہو
آہستہ ہی اس نے ستون کے پیچھے بندھے ہوئے اپنے دونوں
کو مخصوص انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔ اور اس کے ناخنوں
لگے ہوئے تیز بلیڈوں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا تھا۔

"تم حبشی! ــــ اب میں تم سے اپنے تینوں آدمیوں کا انتـ
لونگا ــــ ایسا انتقام کہ تمہاری نسلیں بھی اس انتقام کا تصور کر
لرزا کریں گی" ــــ قباچا خان نے ان تینوں کو ہوش میں آتے
کر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ضرور لو انتقام ــــ میں تمہیں منع نہیں کرتا ــــ لیکن
میں نے دو ہزار ڈنڈ نکالنے کی سزا دی تھی ــــ اور ابھی شاید ا
ڈنڈ بھی نہیں ہوئے تھے کہ تم آگئے ــــ اسے پہلے دو ہزار ڈنڈ نـ
دو ــــ اور پھر جس طرح چاہو انتقام لے لینا" ــــ عمران نے
ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ــــ تین سو ڈنڈ نکال لئے تھے ــــ آپ دو سو ڈنـ
کر رہے ہیں" ــــ جوانا نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اسے ڈنڈی مارنا کہتے ہیں مسٹر جوانا ــــ تم نے ڈنڈ نکالے
ہیں نے ڈنڈی مار دی ــــ مگر خیر، تمہاری بات میں تسلیم کر لیـ
ہوں ــــ لیکن باقی ڈنڈ کب نکالو گے ــــ جلدی کرو۔ اور جو زد

تم بھی ــــ تم کیوں خاموش کھڑے ہو ــــ چلو شروع ہو جاؤ" ــــ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ آپس میں ایسے باتیں کر رہے تھے جیسے وہ
اکیلے وہاں موجود ہوں۔ وہ قباچا خان یا اس کے ساتھیوں کو ذرا برابر بھی لفٹ
نہ کرا رہے تھے۔

"اوہ! ــــ تم ان کے ماسٹر ہو ــــ کیا نام ہے تمہارا" ــــ قباچا خان
نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اُسے عمران کے مطمئن
چہرے اور بات چیت پر حیرت ہو رہی تھی۔

"یار! ــــ خدوخال کے لحاظ سے تو تم کسی مہذب قوم کے فرد لگتے ہو
لیکن مونچھیں تم نے منگولین طرز کی رکھی ہوئی ہیں ــــ مہذب قوم کے
افراد تو پہلے اپنا تعارف کراتے ہیں اور پھر موسم کے حال پر بات شروع کرتے
ہیں ــــ مگر تم اپنا تعارف کرائے بغیر مجھ سے میرا تعارف طلب کر رہے
ہو۔ یہ اخلاقیات کے خلاف ہے ــــ چلو ایسا کرو کہ اپنا تعارف کرا دو۔
مونچھوں کی کمی کر دو ــــ یعنی موسم کا حال نہ بتانا" ــــ عمران نے یوں
جواب دیا جیسے وہ کسی بچے کو اخلاقیات کا سبق دے رہا ہو۔

"اوہ! ــــ تم قباچا خان کے سامنے اس انداز میں بات کرنے کی
جرأت کر رہے ہو ــــ تمہیں نہیں معلوم کہ قباچا خان کے سامنے اٹھنے
والی آنکھیں نکال لی جاتی ہیں" ــــ قباچا خان نے غصے سے دانت
پیستے ہوئے کہا اور پھر وہ ہنٹر کو خوفناک انداز میں جھٹکتا ہوا تیزی سے
عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"یار غصے کیوں ہوتے ہو ــــ نہ کمی کرو مونچھوں کی ــــ میں یہی سمجھوں
گا کہ مونچھیں نقلی ہیں ــــ چلو موسم کے حال سے بات شروع کر دیتے ہیں"۔

عمران نے فوراً ہی اپنی بات میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔ البتہ لہجہ اس اسی طرح مطمئن تھا۔

"ہوں! — تم ضرورت سے زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر ہو — چلو پہلے تمہاری ہی کھال اُدھیڑ دوں — تمہیں بھی پتہ چل قباچا خان کون ہے" — قباچا خان نے غصے سے ہنٹر جھٹکتے کہا۔ اس کی آنکھوں میں غصے اور وحشت کی چمک ابھر آئی تھی۔

"یار! — کیوں نقلی نام رکھ کر مجھے رعب دے رہے ہو — نے تو صرف چنگیزی خاندان کا نام چرایا ہے — میری رگوں میں چنگیزی خون گردش کر رہا ہے — یقین نہ آئے تو میرا شناختی دیکھ لو — میری ولدیت وہاں درج ہے" — عمران نے اسی جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر قباچا خان کو غصہ دلا رہا تھا۔

"اوہ! — شٹ اپ" — قباچا خان عمران کی توقع کے عین بُری طرح غصہ کھا گیا اور دوسرے لمحے اس نے ایک قدم آگے بڑھ پوری قوت سے بازو کو حرکت دی اور خار دار ہنٹر شڑاپ کی آواز فضا میں تیزی سے گھوما۔

مگر اس سے پہلے کہ ہنٹر عمران کے جسم پر پڑتا، عمران انتہائی سے گھوم گیا اور ہنٹر پوری قوت سے خالی ستون سے ٹکرایا اور پھر ا سے پہلے کہ قباچا خان سنبھلتا یا دوسری بار ہنٹر گھماتا، اچانک عمران نے کی سی تیزی سے قباچا خان پر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے قباچا جیسا قوی ہیکل اور دیو نما آدمی اڑتا ہوا ان چھ مسلح افراد پر جا پڑا جو سے آنکھیں پھاڑے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے تھے اور قبا

کے اچانک ٹکرانے سے وہ سب لڑکھڑا کر پچھلی دیوار سے جا ٹکراتے۔

قباچا خان سمیت سب افراد نے تیزی سے اچھل کر اٹھنا چاہا، مگر عمران اس دوران اس خار دار ہنٹر پر قبضہ کر چکا تھا اور دوسرے لمحے شڑاپ کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور پھر کمرہ دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ ہنٹر کی ضرب نے قباچا خان سمیت چار افراد کو دوبارہ ڈھیر کر دیا تھا اور پھر عمران تو بجلی بن گیا۔ باقی دو افراد نے مشین گنیں سیدھی کی تھیں کہ شڑاپ کی دوسری بار آواز گونجی اور ان دونوں کے حلقوں سے بھی دردناک چیخیں گونج اٹھیں۔

قباچا خان نے اچھل کر عمران پر چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن پھر چیختا ہوا دوبارہ اپنے ساتھیوں پر جا گرا۔ عمران کے چلاتے ہوئے ہنٹر نے اس کے جسم سے خون کی دھاریں نکال دی تھیں اور عمران تو جیسے مشین بن گیا۔ اس کا ہنٹر تیزی سے حرکت میں تھا اور قباچا خان سمیت چھ کے چھ افراد چیخیں مارتے ہوئے بُری طرح اچھل رہے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی موقع نہ مل رہا تھا کہ وہ فرش پر گری ہوئی مشین گنیں ہی اٹھا سکتے تہہ خانہ خوفناک چیخوں سے مسلسل گونج رہا تھا۔

"جوزف اور جوانا — باقی ڈنڈ معاف" — اچانک عمران نے ہنٹر چلاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ کیونکہ دو آدمی اب اچھل کر ایک طرف کو نکل گئے تھے اور عمران ایک ہنٹر سے انہیں کور نہ کر سکتا تھا۔

"ماسٹر" — اچانک جوزف اور جوانا نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ان کی رسیاں تڑتڑاہٹ کی آواز سے ٹوٹتی چلی گئیں ڈنڈ معاف ہو جانے کی خوشی نے ان کے جسموں میں بجلی کی رو دوڑا دی

تھی۔

رسیاں ٹوٹتے ہی وہ دونوں ان دونوں آدمیوں پر بھوکے عقابو
کی طرح ٹوٹ پڑے اور جوانا نے تو ایک آدمی کو اٹھا کر پوری قوت
سے دیوار سے دے مارا۔ اور اس غریب کے حلق سے تو چیخ تک
نہ نکل سکی۔ اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس
کھوپڑی پرزے پرزے ہو کر بکھر گئی تھی۔ اس کا دماغ کسی چیچڑے
کی طرح دیوار سے چمٹا لرزتا رہ گیا۔

ادھر جوزف نے دوسرے آدمی کو اٹھایا اور اسے پوری قوت سے
فرش پر دے مارا۔ دوسرے آدمی کا بھی پختہ فرش نے وہی حشر ک
جو پہلے آدمی کا دیوار نے کیا تھا۔ اور یہ آدمی بھی کوئی آواز نکالے بغیر
ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

اسی لمحے عمران پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

قباچا خان سمیت چار آدمی اب شدید زخمی ہو کر فرش پر پڑے
تڑپ رہے تھے۔ خار دار ہنٹر نے ان کے جسموں کو واقعی ادھیڑ کر
دیا تھا۔

"جوزف اور جوانا! ۔۔۔ اس نقلی چنگیزی نسل کو چھوڑ کر باقی چارو
تمہارا شکار ہیں" ۔۔۔ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے جوزف اور جوانا
سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوزف اور جوانا اچھل کر باقی چاروں پر بھوکے چیتوں کی طر
ٹوٹ پڑے۔

یہ چاروں بھی خاصے طاقت ور اور قوی ہیکل تھے۔ شدید زخمی حال

میں ہونے کے باوجود انہوں نے جوزف اور جوانا سے مقابلہ کرنے
کی کوشش کی لیکن جوزف اور جوانا کے درمیان تو طاقت اور درندگی
کا باقاعدہ مقابلہ شروع ہو گیا۔

ان دونوں نے باقاعدہ دو دو آدمیوں کو بانٹ لیا اور پھر ان کی ہڈیاں
ٹوٹنے کی آوازوں سے تہہ خانہ گونج اٹھا۔ ساتھ ہی ان کے حلقوں سے
نکلنے والی دردناک چیخیں بھی تھیں

جوزف اور جوانا باری باری کبھی ان کی ٹانگوں کو توڑتے ۔۔۔ کبھی بازو
اور پھر چند ہی لمحوں میں ان چاروں کے جسم توڑ پھوڑ کا شکار ہو گئے اور
سوائے موت کے انہیں اور کوئی پناہ گاہ نہ مل سکی۔ نتیجہ یہ کہ چند ہی
لموں میں فیصلہ ہو گیا اور وہ چاروں گردنیں تڑوا کر جوزف اور جوانا کی
حشیانہ درندگی سے نجات پا گئے۔

قباچا خان پشت کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اسی کے ہنٹر نے
س کے جسم پر زخموں کے پھول کھلا دیئے تھے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں
ہ شاید بے پناہ تکلیف کی وجہ سے بیہوش ہو چکا تھا۔

"ماسٹر! ۔۔۔ یہ تو سب مر گئے" ۔۔۔ جوانا نے دانت پیستے
ہوئے کہا۔

"اسے اٹھا کر ستون سے باندھ دو ۔۔۔ میں ذرا اس سے تعارف
رسم پوری کر لوں ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ تم مشین گنیں اٹھا کر باہر جاؤ اور
ب آدمی بھی اس عمارت میں زندہ نہیں رہنا چاہیئے ۔۔۔ ورنہ ڈنڈ
بارہ نکالنے پڑیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
یا۔ اور ڈنڈوں کا سنتے ہی جوزف اور جوانا دونوں کے جسموں میں ایک

بار پھر بجلی کی لہر دوڑ گئی۔

ان دونوں نے جھپٹ کر فرش پر پڑے ہوئے قباچا خان کو ا
اور اسے ستون سے باندھ دیا۔

"شاباش! ___ اب جاؤ ___ مگر خیال رکھنا ___ کہیں پھ
ڈنڈ نکالتے پڑیں" ___ عمران نے انہیں پچکارتے ہوئے کہا او
دونوں مشین گنیں سنبھالے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے

جب وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے تو عمران ست
سے بندھے ہوئے قباچا خان کی طرف متوجہ ہوا۔

اسی لمحے عمران کو باہر بے تحاشا گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی
اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔ اس کا خیال درست
تھا کہ باہر قباچا خان کے ساتھی یقیناً موجود ہوں گے۔ وہ کچھ سوچ
خاموش ہو گیا۔ اُسے خیال آگیا تھا کہ کہیں یہ عمارت گھنی آبادی میں و
نہ ہو۔ ایسی صورت میں تو پھر پولیس کا پہنچ جانا یقینی ہو سکتا

اچانک عمران کو ٹائیگر کا خیال آیا۔ اس نے جیب سے بی۔ ٹو ٹرا
نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ مگر کافی دیر تک دوسری طرف
رابطہ قائم نہ ہو سکا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے بٹن آف کر کے ٹراف
واپس جیب میں ڈال لیا۔ صاف ظاہر تھا کہ ٹائیگر قریب موجود نہیں۔
بی۔ ٹو ٹرانسمیٹر مخصوص حدود تک ہی کام کرتا تھا۔ اور اس سے صاف
تھا کہ ٹائیگر تعاقب نہیں کر سکا ___ یا پھر اُسے بھی پکڑ لیا گیا
اور اب اس کا ارادہ بدل گیا۔

اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر پھرتی سے قباچا خان کی رسیا

کھولیں اور اُسے کاندھے پر اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا
ہوا اوپر کمرے میں پہنچ گیا۔

اسی لمحے جوزف اور جوانا بھاگتے ہوئے کمرے کی طرف آتے۔
عمران ان کے بھاری قدموں کی آوازیں سُن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ آنے
والے جوزف اور جوانا ہیں۔ لیکن پھر بھی احتیاطاً وہ قباچا خان کو اپنے
کاندھے پر اٹھاتے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

دوسرے لمحے جوزف اور جوانا بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل
ہوئے اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔

"ارے ارے ___ کہاں جا رہے ہو" ___ عمران نے کہا
اور وہ دونوں تیزی سے پلٹے۔

"اوہ ___ آپ یہاں ___ باس! پانچ افراد تھے۔ پانچوں
ختم ہو گئے" ___ جوزف نے مڑتے ہی کہا۔

"او کے! ___ آؤ اب نکل چلیں ___ ورنہ پولیس نے آوارہ گردی
میں چالان کر دیا تو ضمانت دینے والا بھی کوئی نہ ملے گا" ___ عمران
نے کہا اور پھر قباچا خان کو اٹھاتے تیزی سے دروازے سے باہر
نکل گیا۔

"ماسٹر! ___ اسے مجھے دے دو ___ خون سے آپ کے
کپڑے خراب ہو رہے ہیں" ___ جوانا نے اس کے پیچھے لپکتے
ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس قوی ہیکل اور بھاری بھر کم قباچا خان کو

یوں جوانا کی طرف اچھال دیا جیسے گیند اچھالی جاتی ہے اور جوانا
بھی اسے اسی انداز میں کیچ کیا۔

راہداری کا اختتام برآمدے میں ہوتا تھا جہاں ایک بڑی
کار موجود تھی۔

اسی لمحے عمران کو دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرنو
کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"چلو جلدی کرو ___ اسے ڈالو اندر" ___ عمران نے چیخ
ہوتے کہا اور پھر وہ سب بجلی کی سی تیزی سے کار میں سوار ہوگ
چابیاں کار میں ہی موجود تھیں اس لئے عمران کو وقت ضائع نہ
کرنا پڑا اور کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھ
چلی گئی۔

عمران نے پھاٹک کے قریب جاکر کار روکی۔ اور کار رکتے ہ
جوزف اچھل کر نیچے اترا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے پھاٹک
کھول دیا اور عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھادی۔ جوزف
چلتی کار میں ہی سوار ہوگیا۔

سائرنوں کی آوازیں اب نزدیک آتی جارہی تھیں۔ عمران
کار باہر نکالی اور اسے سائرنوں کی آوازوں سے مخالف سمت
میں موڑ دیا۔

سڑک کے باہر لوگ اکٹھے ہوتے تھے لیکن وہ ٹولیاں بنا
دور دور کھڑے تھے۔

عمران نے کار ذرا ہی آگے بڑھائی اور پھر تیزی سے ایک

بائی روڈ پر گھمادی۔ اسی طرح وہ کار مختلف گلیوں سے گھماتا ہوا تھوڑی دیر
بعد ایک اور بڑی سڑک پر پہنچ گیا۔ اور اب اس نے اطمینان سے کار کا
رخ شہر کی طرف موڑ دیا۔ کوٹھی سے باہر نکلتے ہی وہ چونکہ علاقہ پہچان گیا
تھا اس لئے اسے نکلنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔

تھوڑی دیر بعد کار عمران کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔

"تم دونوں نیچے اترو ___ اور فلیٹ میں جاکر کپڑے وغیرہ بدل کر
اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے جاؤ" ___ عمران نے کار روکتے ہوئے
کہا اور جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر گئے۔ قباچاخان ابھی
تک پچھلی سیٹوں کے درمیان خون میں لت پت بیہوش پڑا ہوا تھا۔
اور پھر عمران نے مڑکر اس کی کلائی پکڑی اور اس کی بیہوشی کا اندازہ لگانا
شروع کیا۔ نبض چیک کرتے ہی اسے اطمینان ہوگیا کہ قباچاخان ابھی
ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا۔ اس لئے وہ اطمینان سے
کار چلاتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے ہوٹل الیف کے پارکنگ شیڈ میں کار روکی اور پھر
نے سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے بنے ہوئے صندوق میں سے ایک
سی ڈبیہ نکال کر جیب میں ڈال لی۔ یہ اس کا اپنا تیار کردہ مخصوص ہ
تھا۔ یہ سوئیاں پھینکنے والی مشین تھی اور اس نے سوئیوں کی نوک پر
زہر لگایا ہوا تھا جو جسم میں داخل ہوتے ہی اعصاب کو فوری طور پر
کر دیتا تھا۔

سیٹ بند کر کے وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کے مین گی
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل کا وسیع و عریض ہال لوگوں کے ہجوم سے
تھا۔ عورتوں کے مترنم قہقہوں اور مردوں کی اونچی اونچی آوازوں میں ہ
والی باتوں سے ہال گونج رہا تھا۔

ٹائیگر ہال میں داخل ہوتے ہی تیزی سے لفٹ کی طرف بڑ
چلا گیا۔ لفٹ اوپر گئی ہوئی تھی۔ وہاں چند لوگ پہلے ہی لفٹ

منتظر تھے۔ ٹائیگر بھی ان کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد لفٹ آ گئی اور جب اس میں سوار افراد باہر نکل
گئے تو ٹائیگر دس افراد کے ساتھ لفٹ میں داخل ہو گیا۔ لفٹ نے اوپر
طرف سفر شروع کر دیا۔ ہر منزل پر لفٹ رکتی اور کچھ لوگ باہر چلے
جاتے اور اوپر جانے والے سوار ہو جاتے۔ جب لفٹ چوتھی منزل پر
رکی تو ٹائیگر باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ چار افراد بھی باہر آئے تھے۔ اور
وہ سب تیزی سے مختلف کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ٹائیگر
کمرہ نمبر تین سو کی طرف بڑھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے
پر دستک دی۔

"کون ہے" ـــــ اندر سے آواز سنائی دی۔ بولنے والا وہی
پیر تھا جس کی آواز ٹائیگر فون پر پہلے سن چکا تھا۔

"جیکسن" ـــــ ٹائیگر نے لہجے کو غیر ملکی بناتے ہوئے کہا۔

"آ جاؤ ـــــ دروازہ کھلا ہے" ـــــ اندر سے آواز سنائی دی اور
ٹائیگر نے دھکا دے کر دروازہ کھولا اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔

کمرے میں اندھیرا تھا۔

ٹائیگر نے جیسے ہی قدم آگے بڑھائے اس کے پیر کو جھٹکا لگا اور
ٹائیگر سنبھلنے کی کوشش کے باوجود منہ کے بل آگے فرش پر جا گرا۔ دبیز
قالین کی وجہ سے وہ زخمی ہونے سے تو بچ گیا لیکن نیچے گرتے ہی
اس پر جیسے کوئی پہاڑ آ گرا ہو۔

ٹائیگر نے تیزی سے پلٹ کر اپنے آپ کو بچانا چاہا۔ مگر اس
پر گرنے والا اس سے زیادہ پھرتیلا اور تیز ثابت ہوا اور دوسرے لمحے

ٹائیگر کے دونوں بازو کسی کی گرفت میں آکر تیزی سے سمٹے اور
لمحے کلک کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر کی دونوں کلائیوں میں ہتھ
پڑ گئی اور پھر اس پر سے بوجھ ہٹتا چلا گیا۔

ٹائیگر تیزی سے پلٹا اور اسی لمحے چٹ کی آواز سے کمرہ روش
اور ٹائیگر نے ایک لمبے تڑنگے قوی ہیکل غیر ملکی کو دروازے کے ق
کھڑا دیکھا۔ وہ غور سے فرش پر پڑے ہوتے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھ
ٹائیگر کے پیروں میں ابھی تک نائلون کی رسی لپٹی ہوئی تھ
اسی رسی کی وجہ سے ہی وہ قابو آگیا تھا اور پوری طرح پلٹ نہ
وجہ سے غیر ملکی اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈالنے میں کامیاب
تھا۔ غیر ملکی نے دروازہ بند کر کے جھک کر رسی کا سرا کھولنا ش
دیا۔ اس نے رسی کی مدد سے باقاعدہ پھندہ بنایا ہوا تھا۔ ایسا پھ
جیسے افریقی قبائل درندوں کو پکڑنے کے لئے زمین سے ذرا اوپ
تیار کرتے تھے۔ اور اسی پھندے نے ٹائیگر کو بھی بے بس کر دیا
رسی کھول کر اس نے ایک طرف پھینکی تو ٹائیگر بھی سمٹ
کھڑا ہوا۔ مگر دوسرے لمحے غیر ملکی نے اسے زور سے دھکا دیا ا
صوفے کی کرسی پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

"یہیں بیٹھے رہو ۔۔۔ ورنہ گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا" ۔۔۔
نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر ک

ٹائیگر دانت بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

غیر ملکی مڑ کر صوفے کے پیچھے آیا اور پھر اس نے پیچھے کھڑے
تیزی سے ٹائیگر کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

ٹائیگر بری طرح بے بس تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا اور غیر ملکی نے
س کی جیبوں سے ہر چیز نکال لی۔ جس میں ریوالور کے ساتھ ساتھ وہ
سوئیاں پھینکنے والی مشین اور وہ کارڈ بھی شامل تھا جو ٹائیگر نے ویگن
ڈرائیور کی جیب سے نکالا تھا۔ ساتھ ہی کاغذ کا وہ پرزہ بھی اس کے
ہاتھ لگ گیا جس پر فون نمبر درج تھا۔

"ہونہہ ۔۔۔ تو تم اس کارڈ اور فون نمبر کی وجہ سے یہاں پہنچے
ہو ۔۔۔ وہ کاپر کہاں ہے جس کی جیب سے تم نے یہ کارڈ اور فون نمبر
نکالا ہے" ۔۔۔ غیر ملکی نے سامنے آکر بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"اچھا اس کا نام کاپر تھا ۔۔۔ خوب نام ہے ۔۔۔ بہرحال اس کا
کارڈ میری جیب سے نکلنے کے بعد تم خود ہی اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کہاں
ہوگا" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ" ۔۔۔ غیر ملکی شاید ٹائیگر کے جواب سے بھڑک اٹھا
تھا اس نے ریوالور کو اچھال کر نال سے پکڑا اور دوسرے لمحے اس کا
ہاتھ پوری قوت سے گھوما۔ مگر اسی لمحے ٹائیگر کا جسم تیزی سے کھسکا
اور اس کا اوپر والا جسم یکدم نیچے ہو جانے سے نہ صرف ریوالور کا وار
خالی گیا بلکہ ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے غیر ملکی کے پیٹ
سے ذرا نیچے پڑیں اور غیر ملکی چیختا ہوا بستر پر جا گرا۔

ٹائیگر نے تیزی سے اپنے جسم کو سمیٹا اور دوسرے لمحے وہ منہ کے
بل بستر پر پڑے ہوئے غیر ملکی کے اوپر جا گرا۔ مگر غیر ملکی تیزی سے
کروٹ بدل گیا اور ٹائیگر منہ کے بل بستر پر دھنستا چلا گیا۔ غیر ملکی نے

کروٹ بدلتے ہی دوبارہ کروٹ بدلی اور اس کا جسم تیزی سے ٹائیگ
پشت پر آگیا۔ مگر ٹائیگر نے اسی طرح لیٹے لیٹے ہوتے دونوں پ
کو پیچھے کی طرف کیا اور غیر ملکی قلابازی کھا کر بیڈ کے سامنے وا
دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر سر کے بل نیچے کھسکتا چلا گیا۔

مگر ٹائیگر اسے پیروں کی مدد سے اچھالتے ہی تیزی سے
ہوا اور اس نے دونوں ٹانگوں کی مدد سے بیڈ کو پوری قوت ـ
دیوار سے ٹکرا دیا اور غیر ملکی کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی عجی
پوزیشن بن گئی تھی۔ اس کا سر فرش پر ٹکا ہوا تھا جب کہ ٹانگیں دا
سے لگی ہوئی تھیں اور بیڈ نے اسے پیٹ کی جگہ سے دیوار ـ
بُری طرح بھینچ دیا گیا تھا۔

ٹائیگر نے پوری قوت سے بیڈ کو دیوار کے ساتھ لگائے رکھا
غیر ملکی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اس نے اِدھر اُدھر نکلنے کی بے حد کوش
کی لیکن ٹائیگر نے اپنے جسم کی پوری قوت لگا رکھی تھی۔ اُسے علم
کہ اب اگر یہ غیر ملکی نکل گیا تو پھر وہ اُسے گولی مارنے سے بھی دریغ
کرے گا۔ اس نے ٹانگوں کی مدد سے بیڈ کو جھٹکے دینے شرو
کر دیئے۔ اور پھر غیر ملکی کی جدوجہد آہستہ آہستہ سست پڑتی چلی گ
پھیپھڑوں کا نچلا حصہ بیڈ اور دیوار کے درمیان پھنس جانے کی
سے وہ پوری طرح سانس نہ لے سکتا تھا اس لئے وہ بیہوش ہوتا چلا گ
جب اس کی ٹانگیں بے جان سی ہو کر نیچے لٹکنے لگیں تو ٹائیگر ـ
تیزی سے پیچھے ہٹ کر ایک پیر کی مدد سے بیڈ کے پائے کو باہر ک
طرف کھسکایا اور اس کے ساتھ ہی غیر ملکی کا الٹا کھڑا ہوا جسم دھڑا

سے درمیانی خلا میں گرتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے بیڈ کو اور زیادہ کھسکایا اور پھر جب خلا خاصا بڑا ہو گیا
تو وہ اس غیر ملکی کی طرف بڑھا۔ وہ اس جگہ پشت کر کے بیٹھتا چلا گیا
ہاں غیر ملکی کا سائلنسر لگا ہوا ریوالور پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے الٹا بیٹھ کر
اتھوں کی مدد سے ٹٹول کر ریوالور اٹھا لیا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی
سے حرکت میں آگئے۔ اس نے ریوالور کو مخصوص انداز میں پکڑا اور پھر اس
ی نال کو کلائیوں کے درمیان موجود ہتھکڑی کے اوپر رکھ کر اس نے
وسرے ہاتھ کی انگلی کو کھینچ کر ٹریگر تک بڑھایا چونکہ یہ سب کچھ اس
ی پشت پر ہو رہا تھا اس لئے بس احساس ہی ہو رہا تھا۔ ویسے جو کام
ہ کرنے چلا تھا وہ تھا انتہائی خطرناک ـــــ اگر ریوالور کی نال ذرا سا
ھی غلط ہو جائے تو گولی ٹائیگر کی پشت کی گھس سکتی تھی۔ لیکن
ائیگر نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور پھر جب اس کے اندازے
کے مطابق ریوالور کی نال کلائیوں کے گرد پڑی ہوئی ہتھکڑی کے درمیانی
صے پر ٹک گئی تو اس نے سانس روک کر ٹریگر دبا دیا۔ ہلکا سا دھماکا ہوا اور
س کے ساتھ ہی ریوالور اس کے ہاتھوں سے گرتا چلا گیا۔ مگر دھماکے
کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ علیحدہ ہو گئے۔ گولی نے ہتھکڑی کے
رمیانی حصے کو توڑ دیا تھا۔

دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی ٹائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے جھک
ر وہی ریوالور دوبارہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ قالین پر بیہوش پڑے
دئے غیر ملکی کی طرف بڑھا اور اس نے اُسے اٹھا کر اسی صوفے پر
پھینک دیا جہاں چند لمحے قبل غیر ملکی نے اُسے دھکیلا تھا اور اس کے

ساتھ ہی بستر پر پڑی ہوئی سوئیاں پھینکنے والی مشین ٹائیگر نے اٹھا پھر اس نے پھرتی سے اس کا ڈھکن کھولا اور اس کا رخ غیر ملکی کا کی طرف کرتے ہوئے ڈبی کے نچلے حصے کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔ کی ہلکی سی آواز پیدا ہوئی اور سوئی غیر ملکی کی ران میں گھستی چلی گئی ٹائیگر نے مطمئن ہو کر مشین کو جیب میں ڈال لیا۔ اب اسے اطمینان غیر ملکی ہوش میں آنے کے باوجود حرکت نہ کر سکے گا۔ اس لئے اس غیر ملکی کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور پھر اس کی جیب سے ا وہ چابی مل گئی جس کی مدد سے ہتھکڑی کھولی جا سکتی تھی۔ چابی کے بعد اس نے چند ہی لمحوں میں دونوں کلائیوں کے گرد موجود آ حلقوں سے بھی پیچھا چھڑا لیا۔ اس کے بعد اس نے غیر ملکی کی مزید لی لیکن اس کی جیبوں میں کچھ بھی نہ تھا۔

ٹائیگر نے اب کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن کمرے بھی اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ مل سکی۔ جب وہ تلاشی لیکر اس صوفے کی طرف آیا جہاں غیر ملکی موجود تھا تو اس نے غیر ملکی کو میں دیکھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ مگر اس کا جسم اسی بے حس و حرکت تھا۔ غیر ملکی کی آنکھوں میں حیرت کی پرچھائیاں نما طور پر موجود تھیں۔

تمہارا جسم ضرور مفلوج ہے ۔۔۔ مگر تم بول سکتے ہو سمجھے ۔۔۔ ا لئے میں جو کچھ پوچھوں ۔۔۔ ٹھیک ٹھیک جواب دینا ۔۔۔ ورنہ میں خ سے تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دونگا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جھک کر پتلو کا پائنچہ اونچا کیا اور پنڈلی سے بندھا ہوا ایک پتلا سا مگر تیز دھار خ

نکالتے ہوئے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ پھر اس نے اطمینان سے خنجر ایک طرف رکھا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

تت ۔۔ تت ۔۔ تم انسان نہیں ہو ۔۔۔ تم نے ہتھکڑی کیسے کھولی" ۔۔۔ ؟ غیر ملکی نے پہلی بار زبان کھولی۔ مگر حیرت کی شدت سے اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

کھولی تو بعد میں ہے ۔۔ پہلے تو توڑی ہے تمہارے ہی ریوالور کی مدد سے" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ! ۔۔ ناممکن ۔۔ ناممکن ۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ تمہارے ہاتھ تو پشت پر بندھے ہوئے تھے ۔۔۔ تم کیسے ریوالور سے ہتھکڑی توڑ سکتے ہو" ۔۔۔ ؟ غیر ملکی نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

میرا استاد بڑا ماہر آدمی ہے مسٹر فلیپر ۔۔ یہ اس کے لئے ایک معمولی کھیل ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر میرا جسم ۔۔ میرا جسم حرکت کیوں نہیں کر رہا ۔۔۔ ؟ غیر ملکی کو شائد اب خیال آیا تھا۔

" یہ بھی میرے استاد کا چٹکلا ہے ۔۔۔ گھبراؤ نہیں جب چاہوں گا ۔۔ تمہیں چٹکی بجاتے ہی ٹھیک کر دونگا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے غیر ملکی کا چہرہ پکڑا غیر ملکی کی آنکھیں خوف سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔ ٹائیگر نے فلیپر کے منہ میں ریوالور کی نال ڈال کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور فلیپر کا منہ ریوالور کی سائلنسر لگی نال کی وجہ سے پوری طرح کھلتا چلا گیا۔ فلیپر چونکہ مفلوج ہوا بیٹھا تھا اس لئے وہ ٹائیگر کی اس حرکت کے خلاف کوئی مداخلت

نہ کر سکا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں شدت حیرت اور خوف کے آثار نما ہو گئے۔ وہ شاید ٹائیگر کی اس حرکت کا اصل مقصد ہی نہ سمجھ سکا اس کے ذہن میں شاید یہ خیال آیا ہو گا کہ ٹائیگر اس کے حلق کے ا فائر کرنا چاہتا ہے۔

مگر ٹائیگر نے اس کا حلق کھولتے ہی اپنا ایک ہاتھ اس کے منہ کے اندر ڈالا اور پھر اس کی انگلیوں نے تیزی سے اس کے دانتو کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دانت کے ایک خلا سے ن کیپسول برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیپسول باہر نکالتے ہی اس ریوالور کی نال اس کے منہ سے کھینچ لی۔

"تمہارے ساتھی کاپر نے کچھ بتانے سے پہلے اسی طرح کا کیپسو چبا کر خودکشی کر لی تھی ___ اس لئے میں نے یہ کیپسول نکالا ہے۔ ا تم بڑی شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دو ___ ورنہ یاد رکھ میں بے رحمانہ تشدد کرنے میں پورے پاکیشیا میں مشہور ہوں" ___ ٹا نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے اور بستر پر رکھا ہوا تیز دھار خنج اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اس بھرے پُرے ہوٹل میں تم مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے ___ اگر نے مجھے کچھ کہا تو میں چیخ چیخ کر پورا ہوٹل سر پر اٹھا لوں گا" ___ فلیپر نے جواب میں دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو فلیپر! ___ تم یا تو مجھے جاہل سمجھتے ہو ___ یا پھر خود احمق تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آجکل فائیو سٹار ہوٹلوں کے کمرے باقاعد ساؤنڈ پروف بنائے جاتے ہیں تاکہ تمہارے شور و غل یا باتیں کرنے

سے ساتھ والے کمروں کے لوگ بالکل ڈسٹرب نہ ہوں ___ کیا تم اس کمرے کی ساخت نہیں دیکھ رہے ___ یہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے اور دروازہ تم نے خود بند کر دیا تھا۔ اگر یہ ساؤنڈ پروف نہ ہوتا تو جس وقت تم بیڈ اور دیوار کے درمیان بھنچے ہوئے چیخ رہے تھے۔ اس وقت پورا ہوٹل یہاں اکٹھا ہو چکا ہوتا ___ اس لئے اس قسم کی گیدڑ بھبکیاں مجھے دینے کی ضرورت نہیں ہے" ___ ٹائیگر نے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار ہو ___ بہرحال پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ___؟ فلیپر نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلی بات تو یہ بتاؤ کہ رابن ہڈ تنظیم میں تمہارا کیا کردار ہے" ___؟ ٹائیگر نے سوال کیا۔

"رابن ہڈ! ___ وہ کیا ہوتی ہے" ___؟ فلیپر نے بڑے معصومانہ انداز میں پوچھا۔

"ہوں! ___ تو تم آسانی سے جواب دینے کے موڈ میں نہیں ہو ___ تمہاری مرضی" ___ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ایسی حالت میں جب کہ فلیپر کا جسم مفلوج ہے اس پر جسمانی تشدد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس کے احساسات تو ختم ہو چکے تھے۔ اور اگر اس کا جسمانی مفلوج پن اگر ختم کر دیا جائے تو پھر صورت حال بدل بھی سکتی تھی۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا کہ جس سے سوالوں کے جواب بھی مل جائیں۔ مگر صورت حال بھی

یہی رہے۔

وہ کچھ دیر تک کھڑا سوچتا رہا۔ اور چند لمحوں بعد اس کے ذہن
ایک نادر ترکیب آگئی۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب ف
کیسے نہیں بتاتا" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کوٹ
اندرونی جیب سے اس نے ٹیپ رول نکالا اور پھر اس نے ٹیپ
کافی بڑا ٹکڑا نکال کر اس نے فلپر کے منہ میں پہلے رومال کا گولہ بنا
ڈالا اور پھر اوپر ٹیپ لگا دیا۔ اب فلپر کا منہ پوری طرح بند ہو گیا تھا۔ ا
وہ منہ کے ذریعے سانس نہ لے سکتا تھا۔ پھر ٹائیگر نے آگے بڑھ
فلپر کا ناک چٹکی سے پکڑ لیا۔

ناک بند ہوتے ہی فلپر کا سینہ کسی دھونکنی کی طرح چلنے لگا۔ ا
آنکھیں خوف سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس کا سانس بند ہو گیا تھا۔ لیک
مفلوجیت کی وجہ سے وہ پھڑک بھی نہ سکتا تھا اس لئے اس کی بے
کا تمام تر زور اس کی آنکھوں سے نمایاں ہو رہا تھا۔

جب ٹائیگر نے دیکھا کہ اب اس کا سانس بالکل رکنے والا ہے
اس نے ناک چھوڑ دی اور فلپر ناک کے ذریعے زور زور سے سانس
لگا۔ اور اس کی آنکھیں سانس لیتے ہوئے معمول پر آتی چلی گئیں۔

"دیکھو فلپر! ۔۔۔ میں اسی طرح تمہیں انتہائی بے بسی کی موت
سکتا ہوں ۔۔۔ اس لئے میں اب تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں ک
میرے سوالوں کے جواب دے دو ۔۔۔ ورنہ اس بار میں تمہاری
پر بھی ٹیپ لگا دوں گا اور اس کے بعد باہر چلا جاؤں گا ۔۔۔ نتیجہ تم جا

ہو گیا ہو گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے فلپر کے منہ سے ٹیپ ہٹا کر رومال باہر نکال لیا اور فلپر نے پہلے تو زور زور سے سانس لئے اور پھر اس کی آواز حلق سے برآمد ہوئی۔

"تم مجھے مار تو سکتے ہو لیکن میری مرضی کے بغیر مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے ۔۔۔ ہم نے عہد کیا ہوا ہے کہ دشمن کو کچھ بتانے سے پہلے ہی خودکشی کر لیں گے ۔۔۔ اسی لئے ہم سب نے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول رکھے ہوئے ہیں ۔۔۔ اب تم نے وہ کیپسول نکال لیا ہے تو کیا ہوا ۔۔۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار ہی سکتے ہو اور موت کو ہم نے بہت پہلے قبول کر لیا ہوا ہے" ۔۔۔ فلپر کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا۔

"تو تمہاری تنظیم نے تم سے عہد لیا ہوا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ تنظیم میں شمولیت سے پہلے ہم میں سے ہر شخص کو یہ عہد کرنا پڑتا ہے" ۔۔۔ فلپر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن اگر تم یہ عہد توڑ دو تو تنظیم کو کیا پتہ لگ سکتا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم رابن ہڈ ہمارے چیف کو نہیں جانتے ۔۔۔ وہ ہزار آنکھیں رکھتا ہے ۔۔۔ اور پھر عہد کا جہاں تک تعلق ہے تو جیسے ہی ہم نے عہد توڑا۔ ہمارے جسم کی تمام رگیں فوراً ہی ٹوٹ جاتی ہیں اور ہم سسکتے کی موت مرتے ہیں ۔۔۔ ایسی موت جو انتہائی لرزہ خیز ہوتی ہے ۔۔۔ عہد توڑنے والے کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ موت کو بھی اس پر رحم

آجاتا ہے" ـــــ فلپر نے خلا میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس وقت جب کہ تم بے بس ہوتے بیٹھے ہو۔ تمہارا وہ نزاراً نکھ رکھنے والا باس تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آتا" ـــــ ٹائیگر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا قہر صرف اس وقت ٹوٹتا ہے جب ہم بدعہدی کرتے ہ اپنے راز دوسروں کو بتاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ہمیں کچھ نہیں کہتا فلپر نے بدستور خلا میں گھورتے ہوتے جواب دیا۔ وہ اس طرح بول رہا ت جیسے وہ خود نہ بول رہا ہو۔ بلکہ اس کی جگہ کوئی اور بات کر رہا ہو۔

"ہونہہ بکواس! ـــــ قطعاً بکواس ـــــ یہ سب تمہارے ذہن م ڈال دیا گیا ہے۔ ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ـــــ تم مجھے سب ک بتا دو تو میں تمہیں تمہاری حفاظت کی مکمل گارنٹی دے سکتا ہوں۔ ب ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ـــــ ایسا ہونا ناممکن ہے ـــــ میں تمہارے کسی سوال ک جواب نہیں دوں گا چاہے تم میرے ٹکڑے ہی کیوں نہ اڑا دو" ـــــ فلپر نے انتہائی ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ اس کے لہجے میں کوئی ایسی بات تھی کہ ٹائیگر کو اس کی بات کا یقین کرنا پڑا۔ اس لئے اس نے فو ہی یہ فیصلہ کیا کہ فلپر کو دانش منزل پہنچا دے۔ وہاں ایکسٹو یا عمران خو ہی اس سے پوچھ گچھ کر لیں گے۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔

ٹائیگر نے یہ فیصلہ کرتے ہی جیب سے مفلوج کر دینے والی سوئیاں پھینکنے والی مشین دوبارہ نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اس ک

رُخ فلپر کے جبڑے کی طرف کر کے اس کے نچلے حصے کو دبایا تو سرر کی تیز آواز سے سوئی فلپر کے جبڑے میں گھستی چلی گئی۔

"اب تم بول بھی نہیں سکو گے فلپر" ـــــ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر مشین بند کر کے جیب میں ڈالی اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جب اسے اس بات کی تسلی ہو گئی کہ کمرے کی حالت ٹھیک ٹھاک ہے تو وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ویٹر کو بلا کر اُسے یہ بتائے گا کہ فلپر کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے اور وہ اس کو ہسپتال لے جا رہا ہے۔ اس طرح ویٹر کی مدد سے وہ آسانی سے فلپر کو ہوٹل سے باہر لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ چنانچہ آگے بڑھ کر اس نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور پھر جیسے ہی اس نے پٹ کھولے، اچانک اس کے سینے پر زور دار ضرب لگی اور وہ اچھل کر پشت کے بل پیچھے قالین پر آ گرا۔

نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر ایک زور دار ضرب لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ اُسے آخری احساس صرف اتنا تھا کہ دروازہ کھولتے ہی اس نے ایک لمبے تڑنگے غیر ملکی کی ایک جھلک دیکھی تھی۔

ڈارک کلب

سیاہ رنگ کی لیموسین کار کوٹھی سے تقریباً دو فرلانگ کے فا
ایک درخت کی آڑ میں کھڑی ہوئی تھی۔ کار میں چار افراد سوار تھے جن
نے سُرخ رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے اور اس پر سیاہ رنگ کی د
بھی نمایاں طور پر نظر آ رہی تھیں۔ یہ چاروں شکل و صورت سے ہی ا
سفاک اور لڑاکے نظر آتے تھے۔ ان کے چہروں پر موجود سختی ا
بے حس اور بے رحم ہونے کا اعلان پکار پکار کر رہی تھی۔
یہ پینتھرز گروپ تھا۔ رابن ہڈ کا خاص گروپ۔ جو تنظیم سے
علیحدہ رہتا تھا۔ اور جس کا کام صرف سزا دینا تھا۔ یہ صرف رابن ھ
جواب دہ تھا۔ قباچا خان کو اس کا صحیح طور پر علم بھی نہ تھا۔ رابن ہڈ
پوری دنیا سے اپنے مطلب کے خاص لوگوں کو چُن کر یہ گروپ تش
دیا ہوا تھا۔ اس گروپ کا لیڈر نارمن تھا وہ اس حد تک سخت اور
تھا کہ پورا گروپ اس سے لرزتا تھا۔ یہ پینتھرز میں آنے سے پہلے

مانا ہوا شکاری اور پیشہ ور قاتل تھا۔ ایسا قاتل جو سینکڑوں افراد کو بھی
ب وقت قتل کرنے سے بھی نہ چوکتا تھا۔
رابن [illegible] کو اس کی یہی سفاکی پسند تھی۔ کیونکہ اس کی اپنی طبیعت
ے عین مطابق تھی۔ یہی وجہ تھی کہ رابن ہڈ نے اُسے پینتھرز کا انچارج
دیا تھا اور نارمن [illegible] رابن ہڈ [illegible]وش تھا اور صرف اسی کا رعب
تا تھا ورنہ وہ کسی [illegible] تک کا روادار نہ تھا۔
اس وقت نارمن کا [illegible] فرنٹ سیٹ پر [illegible] کی آنکھوں
ایک طاقتور دُوربین لگی ہوئی تھی۔ اس دُوربین میں اس کوٹھی کا
اٹک صاف طور پر نظر آ رہا تھا۔ وہ مسلسل قباچا خان کے تعاقب میں
تھا اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فلیٹ سے اغوا
تے اور پھر ویگن سے کار میں ان کا تبادلہ بھی اس کی نظروں کے
منے ہوا تھا۔ چونکہ وہ صرف نگرانی پر ہی مامور تھا اس لئے اس نے
ی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی تھی اور فی الحال مداخلت کا کوئی جواز بھی نہ
ا۔ کیونکہ کام ابھی تک رابن ہڈ کی مرضی کے عین مطابق ہو رہا تھا۔
لیکن پھر دُور سے ہونے والی بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنتے
، وہ چونک پڑا۔
”اوہ! — میرا خیال ہے کہ کوٹھی میں فائرنگ ہو رہی ہے“ —
ین نے چونکتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔
”یس باس! — محسوس تو ایسا ہی ہو رہا ہے کہ کوٹھی میں فائرنگ
رہی ہے“ — پیچھے بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے جواب دیا۔
”مگر کوٹھی میں اس بے تحاشا فائرنگ کا کیا مقصد ہوا“ — نارمن

نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ الجھا ہوا تھا۔
اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ آخر اس فائرنگ کا کیا تُک ہے۔

کچھ دیر بعد فائرنگ ختم ہو گئی اور ہر طرف سکون سا طاری ہو
نارمن بے چینی سی محسوس کرنے لگا لیکن وہ مداخلت نہ کر سکتا تھا۔ ج
تک کہ صورت حال واضح نہ ہو جاتی اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

مگر تھوڑی دیر بعد وہ بُری طرح چونک پڑا۔ جب اُسے دُور۔
پولیس گاڑیوں [illegible] سنائی دینے لگے۔ یہ سائرن تیزی سے ق
آتے جا رہے تھے۔

"اوہ! — پولیس آ رہی ہے — شاید کسی نے فائرنگ کی آ
سُن کر پولیس کو فون کر دیا ہے" — نارمن نے بے چینی سے پہلو
ہوتے کہا۔

"لوگ بھی اکٹھے ہو رہے ہیں باس" — ڈرائیور نے پہلی بار ز
کھولتے ہوئے کہا۔ اس نے بھی دُوربین آنکھوں سے لگائی ہوئی تھی

ابھی نارمن سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کار ردعمل کیا ہونا چاہیئے کہ
اس نے پھاٹک کو کھلتے اور پھر قباچا خان کی کار کو باہر نکلتے دیکھا تو
چونک پڑا۔ کار کوٹھی سے نکل کر مخالف سمت میں دوڑتی چلی گئی۔

"اوہ! — قباچا خان نکل کر جا رہا ہے — یہ اچھا ہوا —
فائرنگ —" نارمن کا فقرہ درمیان میں ہی رہ گیا۔ کیونکہ قباچ
کی کار فوری طور پر درمیانی سڑک پر گھوم کر اس کی نظروں سے غا
ہو گئی تھی۔

"چلو — میرے خیال میں یہ عقبی سڑک پر نکلیں گے — پولیس

بچنے کے لئے اچھا داؤ ہے" — نارمن نے دُوربین آنکھوں سے
ہٹاتے ہوئے پاس بیٹھے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

ڈرائیور پہلے ہی دُوربین ہٹا کر گاڑی کو سٹارٹ کرنے میں مصروف تھا
چنانچہ دوسرے لمحے گاڑی کو جھٹکا لگا اور ڈرائیور نے بڑی مشاقی سے کار
کو موڑا اور دوسرے لمحے وہ سڑک کراس کر کے دائیں طرف جانی والی
سڑک پر کار کو دوڑاتا چلا گیا۔ کافی تیز رفتاری سے چلنے کے بعد اگلے چوک
سے اس نے جیسے ہی کار کو بائیں طرف موڑا، انہیں دُور سے قباچا خان
کی کار شہر کی طرف خاصی تیز رفتاری سے جاتی دکھائی دی۔ اور ڈرائیور
نے ایک خاص فاصلہ رکھ کر کار پیچھے لگا دی۔

"یہ اب کہاں جا رہے ہیں" — ؟ نارمن نے کہا۔

"معلوم نہیں باس! — جس سڑک پر یہ جا رہے ہیں یہ تو وہی سڑک
ہے جہاں سے انہوں نے آدمی اغوا کئے تھے" — ڈرائیور نے
جواب دیا اور نارمن نے سر ہلا دیا۔

اب نارمن کو بھی خیال آ گیا تھا کہ واقعی یہ وہی سڑک ہے اور پھر تھوڑی
دیر بعد اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی جب اس نے کار کو اسی فلیٹ
کے سامنے رُکتے دیکھا۔ ڈرائیور نے کار ایک طرف کر کے روک دی تھی
اور دوسرے لمحے نارمن سمیت سب افراد بُری طرح چونک پڑے جب
انہوں نے کار میں سے انہی دو حبشیوں کو نکلتے دیکھا جنہیں اغوا کر کے
قباچا خان لے گیا تھا۔

حبشیوں کے باہر نکلتے ہی کار آگے بڑھ گئی اور ڈرائیور نے بھی
لاشعوری طور پر کار آگے بڑھا دی۔

"یہ تو میرے خیال میں حالات اُلٹے ہیں ___ جنہیں اغوا کیا گیا ہے ان لوگوں نے قباچا خان کو زیر کر لیا ہے جالنن" ___ نارمن نے بڑبڑاتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ___ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کار کو اس کار سے آگے لے چلو ___ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کون موجود ہے" ___ نارمن نے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار یکدم بڑھا دی اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

دونوں کاروں کا درمیانی فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم سے کم تر ہوتا چلا گیا آگے جانے والی کار اسی رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد دونوں کاریں برابر دوڑنے لگی تھیں۔ اس کار کو ایک نوجوان چلا رہا تھا جس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار تھا۔ اس نوجوان نے بڑی معصوم نظروں سے نارمن اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا۔ اسی لمحے نارمن کی کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"یہ بھی وہی آدمی ہے جسے ان حبشیوں کے ساتھ اغوا کیا گیا تھا۔ اور پھر یا تو قباچا خان بیہوشی کے عالم میں اس کار میں موجود ہے۔ پھر اسے مار دیا گیا ہے" ___ نارمن نے کہا۔

"پھر باس ایکشن شروع کیا جائے" ___ پیچھے بیٹھے ہوئے دونوں افراد نے کہا۔

"ہاں ___ لیکن ہمیں اس نوجوان کو زندہ پکڑنا ہے تاکہ اس سے حالات معلوم ہو سکیں ___ مگر ایکشن کسی سنسان سڑک پر ہونا چاہیے"

نارمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ارے یہ تو مڑ گیا" ___ اچانک نارمن نے چیختے ہوئے کہا اور پھر ڈرائیور نے انتہائی مشاقی سے اپنی تیز رفتار کار کو یکدم موڑ دیا اور کار الٹتے الٹتے بچ گئی۔ واقعی ڈرائیور اپنے کام میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا ورنہ اس انداز میں کار موڑنا اور پھر اسے سنبھال لینا بظاہر ناممکن ہی نظر آتا تھا۔

کار کو تیزی سے موڑتے ہی ڈرائیور نے اسے واپس دوڑایا اور پھر اسی جگہ پر آ کر اس نے کار کو اسی سڑک پر ڈال دیا جدھر پہلے والی کار گئی تھی۔

یہ سڑک چھوٹی تھی اور اس کے دونوں طرف گھنے درخت تھے۔ ابھی نارمن کی کار ذرا سی آگے بڑھی تھی کہ اچانک انہیں دور سے پہلے والی کار ایک سائیڈ پر کھڑی نظر آئی۔ اور ڈرائیور نے اس کار کو دیکھتے ہی کار کی رفتار یکدم آہستہ کر دی اور پھر پہلی کار سے کافی فاصلے پر اس نے اپنی کار روک دی۔

کار رکتے ہی وہ چاروں دروازے کھول کر اچھل کر باہر نکلے اور پھر دو اطراف میں پھیل کر وہ پہلے والی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے ان کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ اور ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں تیزی سے اپنا رخ بدل رہی تھیں۔ اور پھر جلد ہی وہ چاروں پہلی والی کار تک پہنچ گئے۔

"اوہ! ___ اس میں تو قباچا خان موجود ہے ___ جلدی کرو۔ وہ نوجوان نزدیک ہی ہو گا ___ اسے پکڑو" ___ نارمن نے کار کا دروازہ

کھول کر قباچا خان کو باہر گھسیٹتے ہوئے کہا۔

قباچا خان کا جسم زخموں سے چور تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے
جسم کی کھال کو ضربیں لگا لگا کر ادھیڑ دیا گیا ہو۔

"اوہ! ۔۔۔ بے پناہ تشدد ہوا ہے اس پر" ۔۔۔۔ نارمن نے دا
پیستے ہوئے کہا۔

نارمن کے تینوں ساتھی درختوں میں گھس گئے تھے اور اب نا
اکیلا ہی کار کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اچا
فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور نارمن بُری طرح اچھل پڑا۔ فائ
کسی درخت سے کی گئی تھی۔ اس نے تیزی سے کندھے سے لٹکی
مشین گن ہاتھ میں پکڑی اور پھر اس کا رُخ اس درخت کی طرف ک
جدھر سے اس کے خیال کے مطابق فائرنگ ہوئی تھی۔ مگر دوسر
لمحے ایک دھماکہ ہوا اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دُور ج
اور وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹا۔ اور پھر اس نے پھرتی سے جیب
ریوالور نکال لیا۔

مگر ایک بار پھر دھماکہ ہوا اور ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل ک
جا گرا۔ فائر کرنے والے کا نشانہ بے حد سچا تھا۔

ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی نارمن نے تیزی سے چھلانگ لگائی ا
ایک بڑی سی جھاڑی کی آڑ میں ہو گیا۔ اب وہ فائرنگ سے بچ گیا
جھاڑی کی آڑ میں ہوتے ہی اس نے تیزی سے جیب سے
اور ریوالور نکالا اور جھاڑی کے پیچھے لیٹ کر غور سے اس درخت کی ط
دیکھنے لگا جدھر سے اس پر فائر ہوا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں سے ک

نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس سے ایک ہی بات ظاہر ہوتی تھی کہ اس
ے ساتھیوں کو پہلی فائرنگ میں ہی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس پر
ائرنگ اس انداز میں ہوئی تھی کہ صرف مشین گن اور ریوالور کو اس کے
تھ سے نکالا گیا تھا۔ ورنہ مارنے والا جس طرح نشانے کا سچا تھا۔ اس
اظ سے تو گولی اس کے سینے میں بھی گھس سکتی تھی۔ بہرحال وہ جھاڑی
کے پیچھے چھپا ہوا بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کی نظریں اس گھنے
رخت پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں سے اس پر فائرنگ کی گئی تھی۔ اس کی
نکھوں میں زخمی درندے جیسی چمک تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس پر فائر کرنے
الا وہی احمق سا نوجوان ہو سکتا ہے جو کار چلا رہا تھا۔ کیونکہ کار میں
ں کا کوئی اور ساتھی نہ تھا۔ اس لئے یہ ساری کارروائی لازماً اسی کی ہو گی۔

اسی لمحے اُسے درخت کی شاخیں ہلتی ہوئی محسوس ہوئیں جیسے
ئی نیچے اتر رہا ہو اور اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ اور فائر
ے دھماکے کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی اور پھر ایک انسانی
سم لاش کی صورت میں نیچے گرتا دکھائی دیا اور نارمن خوشی سے نعرہ مارتا
ہوا اٹھ کر اس طرف بھاگا جدھر وہ نوجوان گرا تھا۔

نوجوان جو یقیناً عمران تھا۔

پوری سیکرٹ سروس گردان پھر رہی تھی۔ شہر کے حالات ناگفتہ بہ
ہر شخص سہما ہوا تھا اور موت کے خوف سے لرز رہا تھا۔ شہر کا نظام ف
کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ باہر جانے سے لوگوں کو روک دیا گیا تھا تاکہ ش
افراتفری نہ پھیلے۔

صدر مملکت نے خصوصی تقریر میں بڑے اعتماد سے یہ اعلان
کہ مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ سیکرٹ سروس ان کی را
چل پڑی ہے۔ اس لئے لوگ مطمئن رہیں، حکومت انتہائی تیز رف
سے کام کر رہی ہے اور اُسے اپنے شہریوں کی جان و مال کے تحف
پورا پورا خیال ہے۔

صدر مملکت نے بڑے جذباتی انداز میں تقریر کی تھی اور ان
جذباتی انداز لوگوں کو خاصا متاثر کر گیا تھا اور ان کے چہروں پر قدر
اطمینان کے آثار نظر آنے لگ گئے تھے۔ صدر مملکت نے عقلم

کی تھی کہ حفظِ ماتقدم کے طور پر بجائے دو روز کی میعاد مقرر کرنے کے
کم سے کم وقت کے الفاظ کہہ دیئے تھے۔ آخر وہ سیاست دان تھے
انہیں معلوم تھا کہ اگر دو روز کا وقت دے دیا گیا اور دو روز میں کسی
بھی وجہ سے مجرم گرفتار نہ ہو سکے تو عوام بپھر جائیں گے۔ اس لئے انہوں
نے جان بوجھ کر یہ الفاظ کہے تھے۔

صفدر ہسپتال میں تھا۔ لیکن باقی ٹیم کاریں لئے شہر میں گھوم رہی تھی
ایکسٹو نے انہیں شہر میں گھومنے اور مشکوک افراد پر خاص طور پر غیر ملکیوں پر
نظر رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

کیپٹن شکیل اور جولیا ایک ہی کار میں سوار شہر میں پھر رہے تھے ان
کی تیز نظریں غیر ملکیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن ابھی تک انہیں کوئی مشکوک
آدمی نظر نہ آیا تھا جس کا وہ تعاقب یا نگرانی کرتے۔ سیکرٹ سروس میں
کافی عرصے سے کام کرنے کی وجہ سے انہیں مجرموں کے چہروں کی پہچان
ہو گئی تھی اور وہ ایک نظر ڈالتے ہی پہچان جاتے کہ کون شریف ہے اور
کون مشکوک۔

"جولیا! ــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں یوں شہر میں آوارہ گردی کرنے کی
بجائے مخصوص اڈوں کو نگاہ میں رکھنا چاہیئے" ــــ کیپٹن شکیل نے
جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

جولیا کار چلا رہی تھی جب کہ کیپٹن شکیل اس کے ساتھ والی سیٹ
پر بیٹھا ہوا تھا۔

"مخصوص اڈے! ــــ کیا مطلب ــــ میں سمجھی نہیں" ــــ جولیا
نے الجھے ہوتے لہجے میں پوچھا۔

"میری نگاہ میں چند ایسے کلب ہیں جہاں پیشہ ور قسم کے مجرم آتے جاتے رہتے ہیں ــــــ وہاں غیر ملکی مجرم بھی آتے رہتے ہیں کیو ان اڈوں پر انہیں اپنے مطلب کی ہر چیز مل جاتی ہے" ــــــ کیپٹن شک نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ مثلاً کون کون سے" ــــــ جولیا نے چونکتے ہوئے پوچ

"مثال کے طور پر سب سے بڑا اڈہ جونی کلب ہے ــــ جہاں ز تر غیر ملکی مجرم جاتے ہیں اور مقامی بھی وہ لوگ جاتے ہیں جو اونچے ہا مارنے کے عادی ہوتے ہیں" ــــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"جونی کلب! ــــ یہ کہاں ہے میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن ر ہوں" ــــــ جولیا نے تعجب بھرے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا! ــــ یہ کوئی باقاعدہ کلب نہیں ہے ــــ دراصل ایک جوا خانہ ہے ــــــ حکومت سے باقاعدہ لائسنس یافتہ جوا خا لیکن اس جوا خانے کے نیچے خفیہ تہہ خانے میں یہ کلب قائم ہے جہا دنیا کی ہر شراب ملتی ہے ــــ اور وہاں ایسے کمرے بھی کرایہ پر مہیا جاتے ہیں جہاں دنیا کا ہر حسن موجود رہتا ہے اس لئے غیر ملکی مجرم ا وہاں آتے جاتے رہتے ہیں" ــــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہو جواب دیا۔

"مگر تمہیں کیسے پتہ چلا ــــ؟ کیا تم بھی ان کمروں ــــــ" جو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا! ــــ آپ غلط سمجھ رہی ہیں ــــ آپ مجھے اچھی طر جانتی ہیں کہ میں ان لغویات سے ہمیشہ دور رہتا ہوں ــــ میں درا

ب بھی فارغ ہوتا ہوں شغل کے طور پر ان اڈوں پر جاتا رہتا ہوں وہاں ے بہت مفید مطلب باتیں مل جاتی ہیں جو ہمارے کام میں مفید رہتی ں" ــــــ کیپٹن شکیل نے اس کی بات اُچکتے ہوئے انتہائی سنجیدہ ہے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری کیپٹن! ــــ میں نے خوانخواہ غلط تاثر لیا ــــ میں دلی طور معذرت خواہ ہوں ــــ واقعی آپ کی طبیعت ایسی ہی ہے کہ آپ کے علق ایسی بات سوچنی بھی غلطی ہے" ــــــ جولیا نے ندامت بھرے بجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ــــ کوئی بات نہیں ــــ جو کچھ آپ نے سوچا یہ فطری بات ہی ــــ بہرحال اگر اس پروگرام پر عمل کیا جائے تو کیسا رہے گا" ــــــ بیٹن شکیل نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ــــ ہمیں ضرور ان اڈوں پر جانا چاہیئے" ــــــ ولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر مس جولیا! ــــ ایک بات کہہ دوں ــــ آپ ناراض نہ ہوں گی یونکہ یہ بتانا میرا فرض ہے" ــــــ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے یں کہا۔

"وہ کیا" ــــــ؟ جولیا نے چونکتے ہوتے پوچھا۔

"ان اڈوں پر ہر قسم کے اوباش سے ہتھ چھٹ اور لڑائی بھڑائی کے ماہر لوگ ہوتے ہیں ــــ یہ صرف طاقت کی زبان سمجھتے ہیں اس لئے وہاں جانے کے بعد آپ کو ہر لحاظ سے چوکنا رہنا پڑے گا" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ کیپٹن !— تم بے فکر رہو — میں ایسے ماحول کو کنٹرول کر
طرح جانتی ہوں" — جولیا نے مسکراتے ہوئے بڑے بااعتماد ہ
میں کہا۔

"ٹھیک ہے — آپ ایشلے روڈ پر کار لے چلیں" — کیپٹن ش
نے مطمئن لہجے میں کہا اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار بڑھ
اور پھر مختلف چوکوں اور سڑکوں سے گزر کر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ا
روڈ پر پہنچ گئی۔

"سامنے والی سُرخ رنگ کی عمارت کے سامنے کار روک دیجیے
یہیں جونی کلب ہے" — کیپٹن شکیل نے انگلی سے دُور
ایک منزلہ عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جولیا کار اس
کی طرف بڑھاتی لے گئی۔

چند لمحوں بعد اس نے کار اس عمارت کے سامنے روک دی۔ و
پہلے بھی دس بارہ کاریں موجود تھیں۔

کار رُکتے ہی وہ دونوں نیچے اترے اور پھر عمارت کے مین گی
کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت پر کسی قسم کا کوئی بورڈ موجود نہیں
البتہ دروازے پر دو غنڈے قسم کے افراد سائیڈ ہولسٹروں میں لٹکے
ریوالوروں پر ہاتھ رکھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

کیپٹن شکیل جولیا سمیت بڑے بااعتماد انداز میں آگے بڑھتا
کیپٹن شکیل کو دیکھ کر دونوں غنڈوں نے شناسائی کے انداز میں سر
اور کیپٹن شکیل نے بھی سر ہلاتے ہوئے جولیا کی پشت پر اپنا ہاتھ ر
اور اُسے لئے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا چلا گیا۔

ہال میں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں جن کے گرد کئی مرد اور
یں بیٹھی جوئے میں مصروف تھیں۔ کیپٹن شکیل جولیا کو لئے ہوئے
طرف بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے سامنے
دو قوی ہیکل افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر موجود
ت دُور سے ہی صاف نظر آ رہی تھی۔

کیپٹن شکیل اور جولیا جیسے ہی ان دونوں کے قریب پہنچے
دونوں نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا۔

اِدھر کوئی راستہ نہیں ہے — ہال میں جایئے" — ان میں
ایک نے کرخت لہجے میں کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"راستہ بن بھی سکتا ہے — اور بنایا بھی جا سکتا ہے" — کیپٹن
ن نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ !— آپ جا سکتے ہیں — مگر یہ محترمہ کو اندر جانے کی اجازت
ہے" — بولنے والے نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ کیونکہ
ن شکیل نے اندر جانے کا مخصوص کوڈ دوہرا دیا تھا۔

"کیوں — یہ میری فرینڈ ہے — اسے کون روک سکتا ہے"۔
ن شکیل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اندر آپ کو ہر قسم کی فرینڈز مل سکتی ہیں — انہیں لے جانے
ضرورت نہیں ہے" — اسی نے انتہائی خشک لہجے میں
ب دیتے ہوئے کہا۔

جانے دو نادر !— لونڈیا خوبصورت ہے — ہو سکتا ہے
اسے کوئی کمرہ مستقل ہی الاٹ کر دے اور ہمارا اسکوپ بھی بن

جاتے" ——— دوسرے نے بڑے خباثت بھرے لہجے میں مکہ
ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یو شٹ اپ" ——— کیپٹن شکیل نے بھڑک کر مشورہ دینے وا
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی زوردار لونڈیا رکھ کر تم اب ہمیں تو گالیاں دو گے ہی"۔
مشورہ دینے والے نے کمینے پن سے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ مگر د
لمحے اس کی ہنسی ہونٹوں میں ہی دب گئی اور ہال پٹاخے کی زوردا
سے گونج اٹھا۔ جولیا کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ او
لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا تھا۔

دوسرے نے پھرتی سے ریوالور ہولسٹر سے نکالنے کی کوش
مگر کیپٹن شکیل کا ہاتھ گھوما اور وہ چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔ کیپٹن شـ
ریوالور نکال لیا تھا۔

ادھر جولیا کا تھپڑ کھاتے ہی مشورہ دینے والا دیوار سے ٹکـ
پھر اچھل کر اس نے جولیا پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر جولیا
تیزی سے ایک طرف ہٹی اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات نیم
میں گھومی اور اس پر حملہ کرنے والا پہلو پر زوردار ضرب کھا کر بُری
چیخا اور پھر منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔

اسی لمحے ہال میں سے چار افراد دوڑتے ہوئے وہاں پہنچـ

"کیا ہوا ——— کیا ہوا" ——— ؟ ان چاروں نے بیک آواز پو

"انہوں نے میری ساتھی سے گستاخی کی ہے ——— اور اب
بھگت رہے ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے بڑے مطمئن لہجے میں

"نادر اور مارٹن! ——— اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— آنے والوں میں
سے ایک نے جس کے چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں انتہائی سخت
لہجے میں فرش پر پڑے ہوئے دونوں افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ
دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کی آنکھوں میں وحشت تھی
بلکہ چہرے سے لٹکے ہوئے تھے۔

"کیا باس نے تمہیں یہاں اس لئے کھڑا کیا ہے کہ تم ممبروں پر یوں
آوازے کسو ——— یا انہیں اندر جانے دو ——— یا پھر معذرت کر لو۔ یہ
کیا حرکت ہے" ——— ؟ مونچھوں والے نے ان دونوں کو بُری طرح
پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو کچھ نہیں کہا ——— صرف انہیں اندر جانے سے روکا تھا"۔
نادر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں جناب! ——— جب آپ کو بتا دیا گیا کہ ادھر کوئی راستہ نہیں ہے
تو پھر" ——— ؟ مونچھوں والے نے انتہائی سخت لہجے میں کیپٹن شکیل
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے پہلے بھی انہیں بتایا ہے کہ راستہ بن بھی سکتا ہے ——— اور
بنایا بھی جا سکتا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے دوبارہ کوڈ دہراتے ہوئے
جواب دیا۔

"اوہ! ——— جب تمہیں کوڈ بتا دیا گیا تو پھر تم نے کیوں روکا ——— ؟
معافی مانگو ان سے ——— اور آئندہ تم نے اگر ایسی حرکت کی تو باس کے
سامنے پیش کر دوں گا" ——— مونچھوں والا اب دوبارہ ان دونوں پر
چڑھ دوڑا۔

"ہم معافی چاہتے ہیں" ___ ان دونوں نے لٹکے ہوئے چہرو
سے کیپٹن شکیل اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ ھنی! ___ بس کافی ہو گئی ہے ان کے ساتھ" ___ کیپ
شکیل نے مسکراتے ہوئے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھنے لگا۔ جو
بھی مسکرا دی۔ اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے کیپ
شکیل نے آگے چلتے ہوئے جولیا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"سوری مس! ___ اس ماحول میں ایسا کرنا ضروری تھا" ___ کیپٹ
شکیل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں کیپٹن" ___ جولیا نے ہنستے ہوئے جواب دیا
کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا۔

راہداری آگے جا کر دائیں طرف مڑ گئی۔ وہاں ایک بڑا سا درواز
جو بند تھا۔

کیپٹن شکیل نے دروازے پر دستک دی تو دروازے میں ایک
چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور ایک آنکھ نے باہر کی طرف جھانکا۔

"کیا بات ہے" ___ ؟ اندر سے کرخت آواز میں پوچھا گیا۔

"ہم جنت میں جانا چاہتے ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے فوراً جوا
دیتے ہوئے کہا۔

"سوری! ___ یہ جہنم کا دروازہ ہے" ___ اندر سے کرخت
لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی بند کر دی گئی۔

"بڑے عجیب سے کوڈ بنائے گئے ہیں" ___ جولیا نے بھنا
لہجے میں کہا۔

"ہاں! ___ غیر متعلقہ لوگوں کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے ___ میں
نکہ ایک دو بار یہاں آیا ہوں اس لئے مجھے علم ہے" ___ کیپٹن شکیل
جواب دیا۔

ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کہ دروازہ خود بخود کھلتا
گیا۔

"آیئے" ___ دروازے کے اندر کھڑے ہوئے ایک نوجوان نے
دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ اندر
اور شیشے کا دروازہ موجود تھا۔ جو کھلا ہوا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے وہ ایک بڑے سے
میں پہنچ گئے۔ جہاں میزیں لگی ہوئی تھیں۔ اور ان میزوں کے گرد
وہ تر بگڑے ہوئے چہروں کے لوگ براجمان تھے جن میں اکثریت
ملکیوں کی تھی۔ اور غیر ملکی شرابوں کی بو سے پورا ہال گونج رہا تھا۔
ہر قسم کی عورتیں بھی موجود تھیں جو لوگوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی شراب
رہی تھیں۔ اور کھلے عام وہاں فحش حرکات کی جا رہی تھیں۔ یوں لگتا
ا جیسے اس جگہ پر نہ ہی کوئی قانون لاگو ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی
ابطۂ اخلاق۔ دیواروں کے ساتھ غنڈے سٹین گنیں کندھوں سے
ائے کھڑے تھے۔ جب کوئی نشے میں آؤٹ ہو جاتا تو وہ اسے اٹھا کر
طرف کمرے میں لے جا کر پھینک دیتے۔

کیپٹن شکیل دروازے پر کھڑا چند لمحے ماحول کا جائزہ لیتا رہا اور
اس کی نظریں ایک قوی ہیکل غیر ملکی پر جم گئیں جو اکیلا ہی ایک میز
بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ اس کی میز پہ پانچ چھ بوتلیں موجود

تھیں جن میں سے آدھی سے زیادہ خالی تھیں۔

"آؤ جولیا" —— کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر قدم بڑھاتا ہوا وہ اُس کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ لمبا تڑنگا غیر ملکی اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں" —— کیپٹن شکیل نے قریب جاکر سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

غیر ملکی نے چونک کر سر اٹھایا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے کے آثار نمایاں ہوئے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ نہیں کہنے والا ہو۔ مگر دو لمحے اس کی نظریں جولیا پر پڑیں اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آ

"اوہ! —— بیٹھو بیٹھو" —— غیر ملکی نے مسکرا کر سر ہلاتے

"میرا نام شکیل ہے —— اور یہ میری فرینڈ جولیا ہے" —— کیپٹ نے تعارف کراتے ہوئے اصل نام بتا دیئے۔

"رابرٹ میکنارے" —— غیر ملکی نے اپنا نام بتایا اور پھر وہ وہاں بیٹھ گئے۔

"آپ کیا پئیں گے" —— ؟ غیر ملکی نے اخلاقاً پوچھا۔ جولیا کر اس کے دانت نکلے جا رہے تھے۔

"جو آپ منگوا لیں" —— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا

"آپ کہیں گونگی تو نہیں ہیں" —— ؟ غیر ملکی نے جولیا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! —— ایسی کوئی بات نہیں —— البتہ آپکی وجا دیکھ کر بولنے کی ہی ہمت نہ ہو رہی تھی" —— جولیا نے مسکرا ہوئے جواب دیا۔

"اوہ شکریہ! —— تعریف کا شکریہ! —— ویسے آپ جیسی خوبصورت لڑکی بہت کم میری نظروں سے گزری ہے" —— غیر ملکی نے ریشہ خطمی ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو" —— جولیا نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا اور غیر ملکی نے اسی لمحے زور سے میز پر مکہ مارا تو ایک ویٹر تیزی سے اس کے قریب آیا۔

"سب سے قیمتی وہسکی کی دو بوتلیں لاؤ —— رابرٹ کے مہمان عام شراب نہیں پی سکتے" —— غیر ملکی نے ویٹر سے مخاطب ہوکر کہا۔ اور ویٹر سر ہلاتے ہوئے واپس چلا گیا۔

جولیا اور کیپٹن شکیل نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ شاید شراب پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ شراب نہ پیتے تھے لیکن اس ماحول میں انکار بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ ورنہ آنے کا جواز ہی ختم ہو جاتا اور وہ مشکوک گردانے جاتے۔

"مسٹر شکیل! —— آپ کا شغل کیا ہے" —— ؟ رابرٹ نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہوکر کہا۔

"شغل کیا ہونا ہے مسٹر رابرٹ! —— بس آوارہ گردی کرتا ہوں —— کبھی کبھار اونچا ہاتھ مار لیتا ہوں —— زندگی آرام سے گزر رہی ہے" —— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ! —— تو یہ بات ہے —— مگر مس جولیا! —— آپ تو شاید سیاحت کے لئے یہاں آئی ہوں گی" —— رابرٹ نے چونک کر کہا۔

"ارے نہیں —— میں تو یہیں رہتی ہوں —— میرا بھی دھندہ یہی ہے —— بس اسی دھندے کی وجہ سے گزشتہ روز شکیل صاحب

سے ملاقات ہو گئی تو دوستی ہو گئی" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہو
جواب دیا۔

"آپ لوگ کس لائن پر کام کرتے ہیں" ـــــ ؟ رابرٹ نے کچھ
سوچنے کے بعد سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"چھوڑیں مسٹر رابرٹ! ـــ ہم یہاں صرف تفریح کے لئے آتے ہ
یہ دھندے تو ہوتے ہی رہتے ہیں" ـــــ جولیا نے فوراً ہی جواب د
ہوتے کہا۔

اسی لمحے ویٹر نے میز پر دو بوتلیں اور دو گلاس لا کر رکھ د
پھر واپس مڑ گیا۔

"ویٹر کی موجودگی میں بات کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا ـــ ہ
ہم ایسے کاموں میں ہاتھ ڈالتے ہیں جو بین الاقوامی نوعیت کے ہوں
کھیل" ـــــ جولیا نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ تمہارا یہ محتاط پن مجھے پسند آیا ہے ـــ خوب ـ
تو ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہوئے" ـــــ رابرٹ نے ہنستے
جواب دیا۔

"اچھا آپ بھی" ـــــ جولیا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
کیپٹن شکیل خاموش تھا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ رابرٹ
میں دلچسپی لے رہا ہے۔ اور یہ اس کے نقطہ نظر سے اچھی بات تھ

"ہاں! ـــ میرا تعلق ایک ایسی تنظیم سے ہے جو بین الاقوامی ا
ہے" ـــــ رابرٹ نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ـــ آپ تو اس کے مستقل ممبر ہوں گے ـــ ہم تو ل

ے پر کام کرتے ہیں" ـــــ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو میں اپنے باس سے بات کر سکتا ہوں ـــ مگر
بل صاحب کے لئے مجبوری ہے" ـــــ رابرٹ نے کہا۔

"اوہ! ـــ میری فکر نہ کریں ـــ میں تو بس ایسے ہی خوش ہوں۔
ن جولیا! ـــ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے ایک دوست سے مل
ں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ہاں ـــ کیوں نہیں ـــ ضرور مل لو ـــ مس جولیا کو بھلا کیا
تراض ہو سکتا ہے ـــ کیوں مس جولیا" ـــــ جولیا کی بجائے رابرٹ
ے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل
ٹھ کر ایک اور میز کی طرف بڑھ گیا جہاں دو مقامی غنڈے موجود تھے
پٹن شکیل کا وہاں کھلے دل سے استقبال کیا گیا۔ وہ شاید پہلے سے
ی واقف تھے۔

"مس جولیا! ـــ یہ آپ نے اپنے ساتھ کیا پخ لگا رکھی ہے ـــ
و نہ مقامی آدمی ـــ انہیں منہ نہ لگایا کریں" ـــــ کیپٹن شکیل کے
ھتے ہی رابرٹ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے مسٹر رابرٹ! ـــ یہ تو بس یوں ہی ہے ـــ پیچھے لگ
یا تھا ـــ بہر حال اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ میں یہاں آئی تو آپ
یسی شخصیت سے ملاقات ہو گئی" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے
واب دیا۔

"کیا واقعی آپ سنجیدگی سے کام کرنا چاہتی ہیں" ـــــ رابرٹ نے

آگے کی طرف جھک کر کہا۔

" ہاں! ـــ کرنا تو چاہتی ہوں مگر کوئی اونچا کام ـــ تھرڈ کلاس
کی تنظیم کے لئے نہیں ـــ بلکہ ایسی تنظیم کہ جس کا نام لیتے ہی لو
کے دہشت سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں" ـــ جولیا نے سنجید
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ ویری گڈ! ـــ ویری گڈ! ـــ ایسی ہی تنظیم آپ کو مل
ہے ـــ لیکن اس کے لئے آپ کو اپنی اہلیت ثابت کرنی ہوگی
رابرٹ نے کہا۔

" میں تیار ہوں" ـــ جولیا نے فوراً ہی بااعتماد لہجے میں جواب

" آجکل آپ نے دیکھا ہے کہ شہر میں کس طرح دہشت کا راج
یہ تنظیم کیسی رہے گی ـــ یقین کریں مس جولیا! ـــ آپ ساری عمر
کریں گی" ـــ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ رابن ہڈ! ـــ ویری گڈ! ـــ ویری گڈ! ـــ مسٹر راب
میں تمام عمر آپ کی ممنون رہوں گی" ـــ جولیا نے خوشی سے باچھ
پھیلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھ
رابرٹ کا ہاتھ دبا دیا اور رابرٹ خوشی سے کھل اٹھا

" ادہو ـ نام نہ لیجئے ـــ نام لینا جرم ہے ـــ آپ چونکہ ہمارے
ملک کی رہنے والی ہیں اس لئے میں نے بات بھی کر دی ہے۔ و
تو ہمارے لئے اشارہ کرنا بھی جرم ہے" ـــ رابرٹ نے جوا
دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے ـــ میں سمجھتی ہوں" ـــ ج

ے سہلاتے ہوئے کہا۔

" میں نے ابھی ایک آدمی سے ملنے جانا ہے۔ چونکہ اس کے
اتھ وقت مقرر ہے اس لئے وقت گذارنے کے لئے یہاں بیٹھ گیا
تھا ـــ وہ آدمی میری بات مانتا ہے ـــ میں کوشش کروں گا
آپ کی سفارش وہ باس سے کر دے۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط
دگی" ـــ رابرٹ نے کہا۔

" شرط کیا" ـــ ؟ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

" آپ کو میری عورت بن کر رہنا ہوگا" ـــ رابرٹ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" یہ تو میرے لئے قابل فخر بات ہوگی ـــ لیکن اس وقت
ب میں باقاعدہ ممبر بن جاؤں گی" ـــ جولیا نے مسکراتے ہوئے
واب دیا اور رابرٹ کا سینہ خوشی سے مزید پھول گیا۔

" ہاں ہاں ـــ بالکل ـــ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور سفارش کرے
گا اور اس کی سفارش کبھی بے کار نہیں جاتی ـــ وہ ایسا ہی آدمی
ہے" ـــ رابرٹ نے کہا اور پھر اس نے چونک کر گھڑی دیکھی اور
پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" اوہ وقت ہو گیا ہے ـــ آؤ چلیں ـــ مگر آپ کا ساتھی" ـــ
رابرٹ نے چونک کر کہا۔

" اس کو چھوڑو ـــ مجھے اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے" ـــ جولیا
نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے آپ نے تو کچھ پیا ہی نہیں ـــ بوتل تو ویسے ہی پڑی

ہے" ـــ رابرٹ کی نظر اُسی وقت بوتل پر پڑی تھی۔

"چھوڑیں ـــ بستر میں ہی پیئں گے" ـــ جولیا نے مسکرا
ہوئے کہا اور رابرٹ یوں اُچھلا جیسے اُسے برقی کرنٹ لگ گیا ہو۔

اوہ ـ اوہ مس جولیا! ـــ آپ واقعی اچھی دوست ثابت
گی ـــ ٹھیک ہے آیئے" ـــ رابرٹ نے کہا اور پھر اس نے
میں سے غیر ملکی کرنسی کے دو بڑے نوٹ نکال کر میز پر پھینکے اور
کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جولیا مجبوری کے تحت سب کچھ برداشت کر رہی تھی ورنہ ا
کا جی چاہ رہا تھا کہ رابرٹ کی بتیسی نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دے
اُسے خوشی دراصل اس بات پر ہو رہی تھی کہ یہاں آنے سے اُ
مقصد حل ہو گیا تھا اور نہ صرف مشکوک آدمی ملا بلکہ اصل آدمی ہی
گیا تھا۔ اور یہ اس کی نظروں میں بہت بڑی کامیابی تھی۔ اور پھر ا
وہ اپنے کسی اہم ترین آدمی سے ملانے لئے جا رہا تھا۔

کلب سے باہر آکر وہ دونوں پارکنگ شیڈ میں کھڑی ہوئی ایک
بڑی سی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہ کار رابرٹ کی تھی۔

جولیا نے اپنی کار کا ذکر تک نہیں کیا تھا۔ کیونکہ اس کے خیا
کے مطابق اس کی کیپٹن شکیل کو ضرورت ہوگی۔ کیونکہ بہرحال کیپٹن شکی
نے تعاقب تو کرنا تھا۔

رابرٹ نے جولیا کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور دوسرے لمحے وہ ک
چلاتا ہوا سڑک پر آیا اور پھر اس کا رُخ شہر کی طرف موڑ لیا۔

"مس جولیا! ـــ جس آدمی سے ہم ملنے جا رہے ہیں وہ اہم تر

دمی ہے ـــ ہو سکتا ہے وہ آپ کا امتحان لے ـــ آپ گھبرایئں
ہیں" ـــ رابرٹ نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو رابرٹ! ـــ وہ جس طرح مرضی آئے امتحان لے
لے ـــ وہ مجھے منتخب کرنے پر مجبور ہو جائے گا ـــ ابھی تم نے
یری صلاحیتیں نہیں دیکھیں" ـــ جولیا نے جواب دیا۔ اس نے
ب تکلف چھوڑ دیا تھا۔

"گڈ شو! ـــ اب مجھے یقین ہے کہ تم میری اچھی ساتھی بنو گی" ـــ
ابرٹ نے بھی بے تکلفی سے جواب دیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی آخر کار ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ
یں مڑ گئی۔ یہ ہوٹل الف تھا۔ ایک نیا فور سٹار ہوٹل۔ رابرٹ نے کار
ارکنگ شیڈ میں روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــ رابرٹ نے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس
کے پیچھے چل دی۔ جب وہ مین گیٹ میں گھسنے لگے تو جولیا نے مڑ کر
پیچھے کی طرف دیکھا تو اسی لمحے اس نے اپنی کار کو کمپاؤنڈ گیٹ میں
ڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ مسکراتی ہوئی ہال میں داخل ہوتی چلی گئی۔

رابرٹ سیدھا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر لفٹ پر سوار ہو کر وہ
دونوں چوتھی منزل پر اتر گئے۔ رابرٹ کمرہ نمبر تین سو کے دروازے کی
رف بڑھا۔ اس نے دستک دینے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اچانک
ک گیا۔ اس کے اعصاب تن گئے۔ اور اس نے جھک کر کی ہول کا ڈھکن
ٹایا اندر آنکھ لگا دی۔ ساؤنڈ پروف کمرہ ہونے کی وجہ سے کی ہول
ر باقاعدہ ڈھکن لگا ہوا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے

پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"کیا ہوا" ___ ؟ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا مگر رابرٹ نے ہو
پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ رابرٹ کی آنکھوں
اس وقت چیتے کی آنکھوں جیسی چمک ابھر آئی تھی۔

اُسی لمحے اندر سے چٹخنی کھلنے کی آواز سنائی دی اور رابرٹ نے ج
سے ریوالور نکال لیا۔ جولیا رابرٹ کے پیچھے کھڑی تھی۔

اسی لمحے دروازے کے پٹ کھلے اور اس کے ساتھ ہی راب
کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور دروازہ کھولنے والا آ
کر پیچھے جا گرا۔ رابرٹ نے اندر چھلانگ لگائی اور پھر جب جولیا اندر دا
ہوئی تو فرش پر ایک آدمی بیہوش پڑا ہوا تھا۔ رابرٹ نے بڑی پھرتی
اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو ماری تھی۔

جولیا رابرٹ کی چستی اور پھرتی پر حیران رہ گئی لیکن دوسرے
جب اس نے غور سے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے آدمی کو دیکھا
تو وہ چونک پڑی۔ وہ عمران کا ساتھی ٹائیگر تھا۔ ایک کیس میں اس سے
ملاقات ہوئی تھی۔

رابرٹ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے صوفے پر بیٹھے ہوئے
آدمی کو کاندھے سے پکڑ کر ہلانے کی کوشش کی۔ مگر وہ آدمی صو
پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

"دروازہ بند کر دو جولیا ___ یہاں تو خاصا لمبا چکر چلا ہوا نظر آ
رہا ہے ___ ہم وقت پر پہنچے ہیں" ___ رابرٹ نے تیز لہجے میں
سے کہا اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ وہ صوفے پر

دتے آدمی کی پوزیشن دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ اُسے مفلوج کر دیا گیا ہے۔

"فلیپر کو کیا ہوا ___ اس کی آنکھیں تو کھلی ہوئی ہیں مگر ___"
برٹ نے صوفے پر پڑے ہوئے غیر ملکی کو دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑتے
وئے کہا۔ اُسے شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ جب وہ بیہوش بھی نہیں ہے
پھر حرکت کیوں نہیں کر رہا۔

"ٹھہرو رابرٹ ___ میں اسے ٹھیک کر دیتی ہوں ___ اسے
فلوج کر دیا گیا ہے" ___ جولیا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ مفلوج کر دیا گیا ہے" ___ رابرٹ چونک کر سیدھا ہو گیا
ولیا تیزی سے آگے بڑھی اور پھر اس نے غور سے صوفے پر پڑے
دئے غیر ملکی کے جسم کو دیکھنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس نے
ں کے گال پر چٹکی بھری اور اس کے ہاتھ میں ایک باریک سی سوئی
ئی۔ اس نے سوئی باہر نکال لی۔

"اوہ ___ میرا خیال درست نکلا ___ اسے زہریلی سوئی مار کر
فلوج کیا گیا ہے" ___ جولیا نے سوئی رابرٹ کی طرف بڑھاتے
دئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اندرونی جیب سے
ں نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے
یشی صوفے پر پڑے ہوئے غیر ملکی کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد
ں نے شیشی ہٹائی۔ اس کا ڈھکن لگا کر اسے واپس اپنی جیب میں
ال لیا۔

"اوہ ___ آپ یہ سب چیزیں پاس رکھتی ہیں" ___ ؟ رابرٹ نے
یران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! — ایمرجنسی کے لئے میں نے یہ اصول بنایا ہوا ہے — ا
دیکھو یہ وقت پر کام آ ہی گئی نا" —— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
چند لمحوں بعد صوفے پر ڈھیر پڑے ہوئے غیر ملکی کے جسم میں ہلکی سی
حرکت ہونی شروع ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔
"رابرٹ! — یہ کون ہیں" — اس نے کھڑے ہوتے ہی سب سے
پہلے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"اس کے متعلق بعد میں بتاؤں — پہلے آپ بتایئے کہ یہ سب
چکر کیا ہے" — ؟ رابرٹ نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔
"بس بے خیالی میں مار کھا گیا" — فیلپر نے بُرا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔
"اب اس کا کیا کرنا ہے — گولی مار دوں" — رابرٹ نے ہاتھ
میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رُخ فرش پر بیہوش پڑے ہوئے ٹائیگر
کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
"تم ایسا کرو کہ اسے ہیڈکوارٹر پہنچا دو — شاید باس اس سے
کچھ معلومات حاصل کر سکے — مگر تم تو مس — ؟ فیلپر اچانک
بات کرتے کرتے رک گیا۔ وہ شاید بے خیالی میں ہیڈکوارٹر کا لفظ کہہ گیا
تھا۔
"یہ مس جولیا ہیں — بے پناہ صلاحیتوں کی مالک — میں انہیں
یہاں اس لئے لایا ہوں کہ آپ باس سے سفارش کر کے انہیں اپنے
سیکشن میں ممبر بنا دیں" — رابرٹ نے بات کھولتے ہوئے کہا۔
"اوہ! — مگر تم جانتے ہو کہ — " فیلپر نے بُرا سا منہ بنا

ہوتے کہا۔
"میں سب سمجھتا ہوں فیلپر! — مجھے تنظیم کے اصولوں کا بھی علم ہے
لیکن تم بے فکر رہو — رابرٹ نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ مس جولیا
کے روپ میں ہمیں ایک بہترین کارکن مل جائے گا" — رابرٹ نے
پرزور سفارش کرتے ہوئے کہا۔
"ان کی صلاحیتوں کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا — انہوں نے جس
طرح مجھے ٹھیک کیا ہے — ان کا یہی کام میری سفارش کے لئے
کافی ہے — بہرحال ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا — اچھا اب
ایسا کرو کہ اسے اٹھا کر ایمرجنسی فائر سیڑھیوں سے اتر کر نیچے لے جاؤ
اور ہیڈکوارٹر پہنچا دو — اس کے بعد واپس آؤ پھر تم سے کام کی باتیں
کروں گی — مس جولیا کو میرے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں ان کا مکمل انٹرویو
لے لوں" — فیلپر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"خیال رکھنا — ایسا نہ ہو کہ جب میں واپس آؤں تو مس جولیا مجھے
پہچاننے سے ہی انکار کر دیں" — رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ارے ایسی کوئی بات نہیں — تم فکر مت کرو" — فیلپر نے
بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رابرٹ مسکراتا ہوا جھکا اور اس نے فرش پر
بیہوش پڑے ہوئے ٹائیگر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر دروازہ کھول
کر باہر نکل گیا۔
"مس جولیا! — دروازہ بند کر دیجئے اور کپڑے اتار دیجئے" — فیلپر
نے رابرٹ کے باہر نکلتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کپڑے اتار دوں" — ؟ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں مس جولیا! ___ میں عورتوں کا انٹرویو بستر میں کرتا ہوں ان کی صلاحیتوں کا صحیح علم ہوتا ہے" ___ فلیپر نے بڑی ڈھٹائی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ___ بڑا اچھا طریقہ ہے انٹرویو کرنے کا ___ آپ کو مایوس نہیں کروں گی" ___ جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کا ہوئے کہا۔ فلیپر کی بات نے اس کے دل میں غصے کی آگ بھڑکا د تھی۔ اس نے بلاؤز پر ہاتھ ڈالا اور پھر ایک قدم آگے بڑھی۔ دوسر لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور فلیپر جو بڑے اشتیاق آمیز انداز میں اسے دیکھ رہا تھا چیختا ہوا بستر پر جا گرا پھ تو خود بجلی کے روپ میں ڈھل گئی۔ جیسے ہی فلیپر بستر پر گرا۔ جو نے اچھل کر دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے فلیپر کی ٹانگوں کے درمیان مارے اور قلابازی کھا کر سیدھی ہو گئی۔ جولیا کی یہ ضرب خطرناک تھی کہ فلیپر بری طرح تڑپنے لگا اور جولیا نے اسے گریبان پکڑ کر اٹھایا اور دوسرے لمحے پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر د ماری۔ اور فلیپر کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ بیک وقت اوپر نیچے کی ضر کھا کر وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور جولیا اچھل کر زخمی شیر کی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران نے جوزف اور جوانا کو اتارنے کے بعد جیسے ہی کار آگے بڑھائی۔ اس کی نظریں اپنے پیچھے آنے والی کار پر جم گئیں اور عمران اس کار کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔ کیونکہ پیچھے آنے والی کار بالکل اسی ماڈل، ساخت اور رنگ کی تھی جس میں عمران اس وقت سوار تھا۔ اور جو دراصل اس قباچا خان کی کار تھی جو پچھلی نشستوں کے درمیان بیہوش پڑا ہوا تھا۔

عمران کو یقین ہو گیا کہ کار اس گروپ کی ہے اور یقیناً اسی کا تعاقب کر رہی ہو گی اور پھر اس وقت تو اس کا خیال واقعی یقین میں بدل گیا جب اس نے کار کی رفتار کو یکدم تیز ہوتے دیکھا۔ وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا لیکن چونکہ سڑک پر خاصا رش تھا۔ اس لئے اس کا خیال تھا کہ مجرم یہیں اس پر ہاتھ نہ ڈالیں گے اور وہی ہوا۔ کار چند لمحے اس کے ساتھ ساتھ دوڑتی رہی اور عمران نے ان عجیب و غریب لباسوں میں ملبوس غیر ملکیوں

کو اپنی طرف گھورتے دیکھا اور پھر مجرموں کی کار تیزی سے آگے بڑھ
چلی گئی۔

اسی لمحے عمران نے اپنے ذہن میں ایک پلاننگ بنالی اور پھر
سا آگے بڑھتے ہی اس نے کار کو دائیں طرف جانے والی سڑک کی
موڑ دیا۔ اس طرف سڑک کے دونوں اطراف میں دُور تک گھنے در
پھیلے ہوئے تھے اور چونکہ یہ سڑک شہر سے دور واقع ایک پرانے
قصبے میں جاکر ختم ہوتی تھی اس لئے یہاں کوئی ٹریفک بھی موجود نہ

عمران کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ایک مخصوص
پہنچ کر کار روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیزی سے ایک گھنے درخت
چڑھتا چلا گیا۔ درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ اس لئے عمر
اوپر سے بھی آسانی سے ایک سے دوسرے درخت پر پہنچ سکتا تھا۔ وہ ا
ایسی جگہ چھپ کر بیٹھ گیا جہاں وہ اپنی کار کے علاوہ تینوں اطراف میں
سے دیکھ سکتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے تعاقب کرنے وال
کو آتے دیکھا تو وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے لمبی نال کا
نکالا اور اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

تعاقب میں آنے والی کار عمران کی کار سے کافی فاصلے پر پیچھے رک
کار رکتے ہی اس میں سے چار افراد باہر نکلے۔ ان چاروں کے ہاتھوں
مشین گنیں موجود تھیں اور پھر وہ دو اطراف میں پھیل کر عمران کی کار
طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران خاموش بیٹھا ان چاروں کی حرکتیں
رہا تھا۔

وہ چاروں جلد ہی عمران والی کار کے قریب پہنچ گئے اور پھر ا

ں سے ایک نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس میں پڑے ہوئے زخمی
قباچاخان کو گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے بلند آواز میں کہا۔

"اوہ! ـــ اس میں تو قباچاخان موجود ہے ـــ جلدی کرو۔ وہ
جوان نزدیک ہی ہوگا اُسے پکڑو" ـــ بولنے والے کا لہجہ بتا
تھا کہ وہ اس ٹیم کا انچارج ہے اور اس کے تین ساتھی اس کا حکم
سنتے ہی تیزی سے درختوں میں گھستے چلے گئے۔ جبکہ انچارج اب
کار کے پاس اکیلا ہی کھڑا کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

عمران نے اس انچارج کو نظروں میں رکھ لیا۔ قباچاخان کے زخموں کی
حالت اور اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ اس قدر زخمی ہے کہ اگر وہ بچ بھی گیا
کچھ بتانے کے قابل ہونے تک اُسے دو چار روز کا وقفہ چاہیئے۔ اس
لئے اس نے قباچاخان کی بجائے اس انچارج سے پوچھ گچھ کرنے کا
فیصلہ کرلیا۔ اس نے اُدھر نظر ڈالی جدھر وہ تینوں غیر ملکی اب درختوں سے
نکل کر کھیتوں میں دوڑ رہے تھے۔ وہ شائد ان کھیتوں میں عمران کو تلاش
کر رہے تھے۔ عمران نے ریوالور سیدھا کیا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی
سے یکے بعد دیگرے ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ تین زوردار دھماکے ہوئے
اور خالی کھیتوں میں موجود تینوں غیر ملکی منہ کے بل زمین پر گرتے چلے گئے
عمران نے ان پر فائر کرتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور پھر اس
نے پھرتی سے چوتھا فائر کر دیا اور اس بار اس نے کار کے قریب کھڑے
ہوئے غیر ملکی کے اس ہاتھ پر فائر کیا تھا جس میں اس نے مشین گن سنبھال
رکھی تھی۔ اور گولی مشین گن کے دستے پر پڑی اور مشین گن اچھل کر دُور جا گری
عمران کو ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً اس مشین گن کی فائرنگ کا

شکار ہو چکا تھا۔ کیونکہ جس وقت عمران نے فائر کیا تھا اس وقت وہ غیر
مشین گن کا رُخ عمران کی طرف کر چکا تھا۔
فائر ہوتے ہی غیر ملکی دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے حیرت انگیز
سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ مگر عمران پہلے ہی اس سچویشن کے
تیار بیٹھا تھا۔ اس نے اس سے بھی زیادہ پھرتی سے دوسرا فائر کیا اور ا
بار بھی گولی ٹھیک نشانے پر لگی اور اس غیر ملکی کے ہاتھ سے ریوالور نک
چلا گیا۔ مگر غیر ملکی نے تیزی سے چھلانگ لگائی اور ایک بڑی
جھاڑی کی آڑ میں ہو گیا۔

عمران نے ذرا سا اپنا پہلو بدلا اور پھر اُسے جھاڑی کے آڑ میں ریوا
کی ایک جھلک دکھائی دی۔ وہ اگر چاہتا تو اس غیر ملکی کو جھاڑی کی آڑ میں
ہونے کے باوجود بھی ڈھیر کر سکتا تھا مگر اس کا منصوبہ اُسے زندہ
پکڑنے کا تھا تاکہ اس سے پوچھ گچھ کر سکے اس لئے وہ اُسے گولی نہ مار
تھا لیکن جس پوزیشن میں وہ موجود تھا اس پوزیشن میں اُسے نہتا بھی نہ
جا سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے فوراً ہی ایک اور داؤ کھیلنے کا فیصلہ
اور اس نے ریوالور کو جیب میں ڈالا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس
بازو کے فاصلے سے ایک شاخ کو پکڑ کر زور سے ہلایا اور پھر تیزی
اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق جھاڑی کی آڑ سے ف
ہوا اور عمران نے فائر ہوتے ہی زوردار چیخ ماری اور ساتھ ہی ا
نیچے چھلانگ لگا دی۔

درخت کے نیچے چونکہ اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اس لئے عمر
کو ذرا سا بھی خدشہ نہ تھا اور وہ اس انداز میں نیچے گرا جیسے لاش گر

ر پھر جھاڑیوں میں گر کر اس نے ہاتھ پیر سیدھے کر دیئے۔ اُسے
توقع تھی کہ غیر ملکی اس داؤ میں پھنس جائے گا اور اس کی توقع
ثابت ہوئی۔ اس کے نیچے گرتے ہی غیر ملکی تیزی سے جھاڑی کی
ے نکلا اور نعرے مارتا ہوا عمران کی طرف بھاگتا چلا آیا۔ اس کے
ں ریوالور موجود تھا لیکن اس کا انداز ایسا تھا کہ اب اس کے خیال
طابق ریوالور کے استعمال کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

اور پھر جیسے ہی غیر ملکی جھاڑی کے قریب پہنچا جس پر عمران گرا ہوا
مران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی دونوں ٹانگیں
ں کی گردن کے گرد پلاس کی طرح جمتی چلی گئیں اور اس کے ساتھ
ان تیزی سے کروٹ بدل گیا اور غیر ملکی بھی اس کے ساتھ ہی
ہوا زمین پر لڑھکتا چلا گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا
ی عمران چاہتا تھا۔ چنانچہ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھا اور اس
ٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے غیر ملکی پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اب
سنبھل گیا تھا۔ اس نے تیزی سے کروٹ بدل لی اور عمران کو اپنا
زخمی ہونے سے بچانے کے لئے دونوں ہاتھ آگے کرنے پڑے۔

اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا، غیر ملکی نے پوری قوت سے اس
پہلو میں ضرب لگائی اور عمران لڑھکتا چلا گیا۔

غیر ملکی نے اُسے ضرب لگا کر تیزی سے اس جگہ پر چھلانگ لگائی
اس کا ریوالور پڑا ہوا تھا۔ اور پھر جس وقت عمران زمین سے
غیر ملکی ریوالور سنبھال چکا تھا اور ریوالور پکڑتے ہی اس نے انتہائی
سے عمران پر فائر کھول دیا۔ اور عمران فائر ہوتے ہی بجلی کی سی

تیزی سے ایک طرف ہٹا اور نشانہ خطا ہو گیا۔ پھر تو غیر ملکی پر جیسے د
گیا ہو۔ وہ مسلسل عمران پر فائرنگ کرتا چلا گیا۔ مگر اس کھلی جگہ پر ع
کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرنا کونسا مشکل تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک
گولی اسے نہ چھو سکی اور جب ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی تو غیر ملکی
بوکھلا کر ریوالور پھینک دیا۔

"بس ۔۔۔ یا اور بھی کوئی ریوالور ہے" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے
جگہ رکتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے جیب سے خنجر نکالا اور اس
آنکھوں میں وحشت سی چھا گئی۔ اس کے خنجر پکڑنے کا انداز دیکھ
عمران سمجھ گیا کہ وہ خنجر زنی میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے۔ لیکن عم
طرح اطمینان سے کھڑا تھا۔

غیر ملکی خنجر پکڑتے ہی چیختا ہوا آندھی اور طوفان کی طرح
کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ عمران کے سینے
مار کر ہی دم لے گا۔ لیکن عمران ایسے داؤ سے اچھی طرح واقف
لئے جیسے ہی غیر ملکی نزدیک آیا، عمران تیزی سے دائیں طرف
اس کی توقع کے عین مطابق غیر ملکی کا جسم بھی اس کے ساتھ ہی
طرف جھکتا چلا گیا۔ مگر عمران تیزی سے بائیں طرف ہوا اور اس
ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی طرح اپنی ایڑیوں پر گھومتا چلا گیا۔ غیر ملکی ا
بائیں طرف جھکتے ہی خنجر کا وار کر چکا تھا۔ مگر عمران کے اچانک
جانے کی وجہ سے خنجر عمران کے بالکل قریب سے گزرا۔ اور عمرا
لٹو کی طرح گھومتے ہی غیر ملکی کے تیزی سے سمٹتے ہوئے بازو

ور پھر غیر ملکی کی چیخ سے ماحول گونج اٹھا۔ غیر ملکی عمران کے سر
سے ہوتا ہوا اس کی پشت پر جا گرا تھا۔ عمران نے بازو پکڑ کر اسے
اس انداز میں مروڑ دیا تھا۔ اور اس مروڑنے کے دو نتیجے نکلے
۔ تو غیر ملکی اسی بازو کے زور سے اٹھتا ہوا عمران کے سر کے اوپر
گزرتا چلا گیا۔ دوسرا اس کا بازو کندھے کے جوڑ سے اکھڑ گیا۔ اور
جیسے ہی غیر ملکی نیچے گرا، عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس
دونوں پیر پوری قوت سے غیر ملکی کے سینے پر پڑے۔ غیر ملکی نے
پ کر ایک طرف ہٹنا چاہا۔ مگر اب عمران کھیل ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس
عمران فضا میں ہی مڑ گیا۔ اور اس کی زوردار ضرب سے غیر ملکی
نے کے باوجود نہ بچ سکا اور اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل
۔ عمران ۔۔۔ ضرب لگاتے ہی تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس نے
ی قوت سے غیر ملکی کے پہلو میں ضرب لگا دی اور غیر ملکی مچھلی کی
ح تڑپنے لگا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا وہ ہاتھ
درست تھا اور عمران نے اس کے ہاتھ کو حرکت میں آتے دیکھ
جھپٹ کر اس کا وہ ہاتھ پکڑا اور ہاتھ پکڑے ہوئے وہ اس کے سر
اوپر سے چھلانگ لگا گیا۔ اور ہاتھ کا جوڑ کاندھے سے اکھڑ گیا۔ اور
غیر ملکی بری طرح پھڑکنے لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ بیکار ہو چکے تھے
ر وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر جھک کر غیر ملکی کو اٹھا کر اس
نے کندھے پر ڈالا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اس
یر ملکی کو کار کے اندر پھینکا اور پھر وہ باہر پڑے ہوئے قباچا کی طرف

مڑا۔ وہ اسے بھی اٹھا کر اندر ڈالنا چاہتا تھا۔ مگر اس کے قریب پہنچ
رُک گیا۔ قباچا خاں کی حالت بیحد خراب تھی۔ اس کا سانس اکھڑ چکا تھ
عمران تیزی سے اس پر جھکا اور اس نے اس کی نبض پکڑی۔ مگر دو
لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ قباچا خاں کی نبضیں بالکل
رہی تھیں۔

عمران چند لمحے خاموش کھڑا قباچا خان کو دیکھتا رہا۔ اس کی یہ ح
اس کے جسم سے مسلسل خون بہہ جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اگ
تعاقب کنندگان درمیان میں نہ کود پڑتے تو وہ قباچا خاں کو طبی ام
بروقت پہنچانے میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا
عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے قباچا خان کے سینے کی حرکت ایک زو
جھٹکا کھانے کے بعد ساکت ہو گئی۔ وہ مر چکا تھا۔ اور پھر عمران تیز
مڑا اور اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہی غیر ملکی رہ گیا تھا پوچ
کے لئے۔ اور وہ اسے بھی ہاتھ سے نہ کھونا چاہتا تھا۔ اس
اس نے کار کو ایک جھٹکے سے سٹارٹ کیا اور پھر اسے تیزی سے
ہوا بڑی سڑک کی طرف آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار بھگاتا ہوا د
منزل کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن دیا اور
دانش منزل کا پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ عمران کار کو اندر لیتا چلا گیا۔ جب
نے کار کو پورچ میں روکا تو بلیک زیرو آپریشن رُوم سے نکل کر باہر
میں آگیا تھا۔ اس نے شائد سکرین پر عمران کو کار میں سوار دیکھ لیا

"اسے اٹھا کر گیسٹ روم میں لے چلو طاہر" ——— عمران
کار سے اتر کر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو تیزی

آگے بڑھا اور اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر نارمن کو اٹھایا اور پھر
گیسٹ رُوم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اس دوران آپریشن روم میں گھس گیا تھا۔ آپریشن رُوم
سے ہوتا ہوا وہ ایک خفیہ دروازے سے گزر کر اپنی لیبارٹری میں گھسا
اور اس نے وہاں سے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک شیشی
اٹھائی اور ساتھ ہی انجکشن سرنج بھی اٹھا لی۔ اب چونکہ وہ جلد از جلد
معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے قوت ارادی ماؤف
کر دینے والا محلول اس غیر ملکی کے جسم میں انجیکٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا
تھا۔ تاکہ وہ ہپناٹزم کے ذریعے اس کے ذہن میں سب معلومات
نکال سکے۔ محلول اور سرنج اٹھائے وہ آپریشن روم سے نکل کر گیسٹ روم
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو بلیک زیرو
اسے دروازے کے پاس ہی ملا۔ وہ شائد غیر ملکی کو وہاں ڈال کر واپس
آرہا تھا۔

"یہ کون ہے عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے عمران کو
دیکھتے ہی پوچھا۔

"یہی معلوم کرنے کے لئے تو میں اسے یہاں لے آیا ہوں" ———
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے
غیر ملکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو بھی وہیں رُک گیا۔

غیر ملکی ابھی تک بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس لئے عمران نے پہلے
اس کے لٹکے ہوئے بازو میں قوت ارادی کے خاتمے کا انجکشن لگایا

اور پھر سرنج بلیک زیرو کو پکڑا کر اس نے غیر ملکی کا منہ اور ناک ایک
ہی وقت میں بند کر دیئے۔

چند ہی لمحوں میں غیر ملکی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی غیر ملکی کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنے لگیں۔ اس کی آنکھیں دھواں دھواں ہو رہی تھیں۔ اور چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح بگڑ چکا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ___؟ عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

لیکن غیر ملکی صرف کراہتا رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

عمران سمجھتا تھا کہ محلول کو اثر کرنے میں چند منٹ لگ ہی جائیں گے۔ اس لئے وہ بار بار اس سے اُس کا نام پوچھتا رہا۔ اسے معلو تھا کہ جب وہ نام بتا دے گا تو وہ سمجھ جاتے گا کہ محلول نے اثر کرنا شروع کر دیا ہے۔

غیر ملکی درد کی شدت سے بُری طرح کراہ رہا تھا۔ کیونکہ اس کے دونوں بازو کندھوں سے ٹوٹے ہوئے تھے۔ عمران بار بار اس سے اس کا نام پوچھ رہا تھا۔

"تت ___ تت تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے ___ باس میرا انتقام لے گا ___ میں جا رہا ہوں" ___ غیر ملکی نے اچانک آنکھیں کھولتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے دونوں جبڑوں کو مخصوص انداز میں جھٹکے دیتے اور عمران کسی خیال کے تحت

ی سے اس کی طرف جھپٹا۔ مگر بے سُود۔ غیر ملکی کا جسم یکدم سیدھا
ر اکڑتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر سر مارنا شروع کر دیا۔
چند ہی لمحوں بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کے منہ سے نیلے
ے کے بُلبلے سے نکلنے لگے تھے۔

' اس نے تو خودکشی کر لی ہے ___ اس بار اچھے لوگوں سے
ط پڑا ہے ___ کچھ بتانے سے پہلے سے ہی مر جاتے ہیں"۔
ن نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دروازے کی طرف
یا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ اتنی
ب دوڑ کرنے کے باوجود وہ ابھی تک وہیں تھا جہاں سے چلا تھا
ب کر وقت انتہائی تیزی سے گزرتا چلا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو اس
ہ پیچھے پیچھے تھا۔

جولیا بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دروازے کی طرف لپکی
اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور پھر اچھل کر ایک ط
ہونے لگی۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ کیونکہ درواز
کیپٹن شکیل موجود تھا۔

"خیریت مس جولیا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کمرے کے اندر د
ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں خیریت ہے ـــــ وہ رابرٹ، ٹائیگر کو اٹھائے ای
فائرنگ سیڑھیاں اتر گیا ہے ـــــ وہ ہیڈ کوارٹر جا رہا ہے
کا تعاقب کرو" ـــــ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کی کار کے بمپر کے نیچے ٹیلی میگنم لگا دیا ہے
لئے اُسے تو آسانی سے تلاش کر لیں گے ـــــ میں جب یہا
منزل پر آیا تو میں نے اُسے تیزی سے ایک طرف بڑھتے ہوئے

تھا۔ چونکہ میں اس وقت ستون کی آڑ میں تھا اس لئے وہ مجھے چیک
نہ کر سکا ـــــ جب وہ ایمرجنسی ڈور کھول کر سیڑھیاں اتر گیا تو میں نے
دروازے پر دستک دی ہے ـــــ میں اس کے کندھے پر لٹکے
ہوئے ٹائیگر کو پہچان گیا تھا اس لئے مجھے تمہاری فکر پڑ گئی تھی" ـــــ
کیپٹن شکیل نے وضاحت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ٹھیک ہوں ـــــ یہ غیر ملکی اور رابرٹ دونوں کا تعلق رابن ہڈ سے
ہے ـــــ اور یہ غیر ملکی تو انتہائی اہم حیثیت رکھتا ہے ـــــ میں نے
سے بیہوش کر دیا ہے۔ تم اسے اٹھا کر اسی راستے سے نیچے اپنی کار میں
پلو ـــــ میں کمرے کی تلاشی لیکر آ رہی ہوں۔ اسے بھاگنے نہ دینا۔ اسے
دانش منزل پہنچانا ہے" ـــــ جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر
کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بستر پر بیہوش
پڑے ہوئے فلیپر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر مڑ کر دروازے سے
باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی جولیا نے تیزی سے کمرے کی تلاشی لینی
شروع کر دی۔ مگر اُسے وہاں سے کوئی خاص چیز نہ مل سکی تو وہ تیزی
سے قدم اٹھاتی دروازے سے باہر نکلی اور پھر لفٹ کے ذریعے نیچے
اتر کر ہال میں سے گزرتی ہوئی ہوٹل سے باہر آ گئی۔ اس کی کار پارکنگ
شیڈ میں کھڑی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی
گئی۔ اس نے جیسے ہی کار کا دروازہ کھولا۔ وہ چونک پڑی۔ کیونکہ پچھلی
نشستوں کے درمیان اُسے فلیپر کا جسم پڑا ہوا نظر آیا۔ سٹیرنگ کے
ساتھ ہی ایک پرچہ لٹک رہا تھا۔ جولیا تیزی سے دروازہ کھول کر سیٹ

پر بیٹھی اور اس نے پرچہ جھپٹ لیا۔

"مس جولیا! ___ میں رابرٹ کے پیچھے ایک دوسری کار میں جا رہا ہوں۔ یہ کار یہیں موجود تھی اور اس میں چابیاں بھی لگی ہوئی تھیں آپ اس غیر ملکی کو دانش منزل پہنچا دیں۔"

جولیا نے سر ہلاتے ہوئے پرچہ مروڑ کر جیب میں ڈالا اور پھر کار کو ہوٹل کمپاؤنڈ سے باہر نکال کر اس نے اس کا رخ دانش منزل کی طرف کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ گیٹ پر پہنچتے ہی وہ نیچے اتری اور اس نے کال بیل کے بٹن کو مخصوص انداز میں تین بار دبایا تو گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جولیا کار کو اندر لیتی چلی گئی سامنے پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار پہلے ہی کھڑی تھی جولیا نے کار پہلے والی کار کے قریب روکی اور پھر اس نے نیچے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا اور غیر ملکی کو کھینچ کر باہر فرش پر ڈال دیا۔

"جولیا! ___ یہ کون ہے" ___؟ اچانک ایکسٹو کی تیز آواز برآمدے کے کسی رخنے سے نکل کر اس تک پہنچی۔

"باس! ___ یہ رابن ہڈ تنظیم کا اہم ترین آدمی ہے ___ میں اسے ہوٹل الیف سے اٹھا لائی ہوں جب کہ کیپٹن شکیل ایک اور مجرم کے پیچھے گیا ہے جو عمران کے ساتھی ٹائیگر کو بیہوش کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر پر لے گیا ہے" ___ جولیا نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ" ___ ایکسٹو نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا اور جولیا نے جلدی جلدی جونی کلب سے لیکر اس غیر ملکی کے یہاں پہنچنے

تک تمام تفصیل مختصر الفاظ میں دوہرا دی۔

"گڈ شو! ___ ٹھیک ہے۔ تم کار لے کر واپس اپنے فلیٹ پر چلی جاؤ ___ باقی میں دیکھ لونگا" ___ ایکسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی واپس کار میں بیٹھی اور دوسرے لمحے اس کی کار مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ دانش منزل سے باہر آنے کے بعد وہ سیدھی اپنے فلیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے کار باہر سڑک پر ہی روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپنے فلیٹ میں داخل ہو گئی۔ ڈرائنگ روم سے ملحقہ کمرے میں پہنچ کر اس نے تیزی سے ایک الماری کھولی اور پھر اس میں سے وسیع محیط عمل کا ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اس پر مخصوص فریکونسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا۔ اور دوسرے لمحے اس نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ہیلو ___ جولیا کالنگ شکیل۔ اوور" ___ وہ مسلسل اور بار بار یہی فقرہ دوہراتی چلی گئی۔

"یس شکیل سپیکنگ۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو کیپٹن شکیل! ___ تم کہاں ہو ___ لوکیشن بتاؤ۔ اوور" ___؟ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں اس وقت پکنک پوائنٹ سے جنوبی سمت کالا در کی پہاڑیوں کے عقب میں موجود ہوں ___ یہاں اس غیر ملکی کی کار موجود ہے

جس میں ٹیلی میگنم فٹ تھا۔ لیکن ٹائیگر اور وہ غیر ملکی دونوں غائب ہیں اور میں انہیں تلاش کر رہا ہوں۔ اوور" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوتے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم وہیں رکو۔ میں آ رہی ہوں۔ اوور" ـــــ جولیا نے کہا۔

"کیا آپ دانش منزل ہو آئی ہیں۔ اوور" ـــــ؟ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ـــــ میں اس غیر ملکی کو پہنچا کر واپس فلیٹ میں آئی ہوں اور اب فلیٹ سے ہی تمہیں کال کر رہی ہوں ـــــ میرا انتظار کرنا میں آ رہی ہوں۔ پھر اکھٹے ہی ان کا ہیڈ کوارٹر ڈھونڈیں گے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ جولیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے اُسے واپس الماری میں رکھا اور الماری بند کر کے وہ تیزی سے فلیٹ سے باھر نکلتی چلی آئی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے پکنک پوائنٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

رابن ھڈ کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ آنکھیں سُرخ تھیں ۔۔۔ یک بہت بڑی مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ مشین پر لگے ہوئے ۔۔۔ تیزی سے جل بجھ رہے تھے اور مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین پر ۔۔۔ ت آڑھی ترچھی لکیریں سی دوڑ رہی تھیں۔

"آخر قباچا خان کیوں جواب نہیں دے رہا ـــــ اُسے کیا ہوا؟" ۔۔۔ ن ھڈ نے تیز لہجے میں قریب کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ـــــ میں بھی کتنی دیر سے کوشش کر رہا ہوں۔ مگر ۔۔۔ ن جواب نہیں مل رہا ـــــ ایک بات میرے ذہن میں آ رہی ۔۔۔ ہ" ـــــ اس آدمی نے اچانک چونک کر کہا۔

"تو پھر بکو بھی ـــــ یا میں تمہارے ذہن میں گھس کر وہ بات ۔۔۔ وں" ـــــ رابن ھڈ نے غصے سے چیختے ہوتے جواب دیا۔

"جناب ـــــ آپ لو مقہ ٹرانسمیٹر چیک کریں۔ ہو سکتا ہے کہ۔۔۔"

آدمی بولتے بولتے رُک گیا۔

"اوہ! ____ ایسا نہیں ہوسکتا ____ قباچا خاں اتنی جلدی نہیں مر
اُسے مارنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا" ____ رابن ہڈ نے غصے
شدت سے بھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اُٹھ کر جنوبی دیوار
ساتھ موجود ایک اور مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ مشین کسی بڑے ٹیلیویژن کی طرح بکس کی صورت میں تھی جس
درمیان میں سکرین موجود تھی۔ اس مشین کے ساتھ ایک خود کار کمپیو
نصب تھا جس میں تنظیم کے ہر آدمی کے ٹوتھ ٹرانسمیٹر کا لنک موجود
رابن ہڈ نے اپنی تنظیم کے ہر آدمی کے دانت میں سوراخ کر
اس میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نصب کیا ہوا تھا جس کے اوپر زہریلا
رکھ دیا گیا تھا۔ تنظیم کے عہد کے مطابق کوئی بھی شخص جب یہ دیکھتا
وہ تنظیم کے راز بتانے پر مجبور ہو گیا ہے تو اسے فوری طور پر خودکشی
پڑتی تھی۔ اس کے لئے وہ مخصوص انداز میں اس دانت پر اوپر کا دا
مارتا اور کیپسول نہ صرف ٹوٹ جاتا۔ بلکہ دانت مارنے سے اس
نیچے رکھا ہوا ٹرانسمیٹر بھی دب جاتا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کے دب جانے
اس مشین کو یہ اطلاع ہو جاتی کہ وہ آدمی خودکشی کر گیا ہے۔ اور کمپیو
اس کی فہرست تیار کرتا رہتا تھا۔ رابن ہڈ اس کام کے لئے ساتھ
ہپناٹزم سے بھی کام لیتا تھا۔ وہ جب بھی کسی ممبر کو تنظیم میں شامل
اُسے ہپناٹزم کر کے اس کے لاشعور کو یہ حکم دے دیتا کہ اگر کو
شخص راز بتانے تو دماغ اس کے تمام اعصابی نظام کو خود ہی توڑ پھ
دے۔ اس طرح اگر کوئی شخص خودکشی کرنے کی بجائے اہم راز بتا د

کے جسم کی تمام رگیں خود بخود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگ جاتیں۔
وہ بڑے عبرت ناک انجام سے دوچار ہو جاتا۔ اس کو تنظیم زاد
ن ہڈ کا قہر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اور جب دو چار آدمیوں کا ایسا
ہوا تو تنظیم کا ہر شخص خوفزدہ ہو گیا۔ اب وہ عبرت ناک قسم کے انجام
دوچار ہونے کے خوف سے آخری لمحوں میں خود ہی کیپسول چبا کر
شی کرنے کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ اس طرح آنے والی موت فوری
نی تھی اور مرنے والا دردناک عذاب سے بچ نکلتا تھا۔

رابن ہڈ نے تیزی سے اس کمپیوٹر مشین کا بٹن دبا دیا اور بٹن دبتے
سکرین روشن ہو گئی۔ رابن ہڈ کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا اور پھر اس نے
ھے جھٹکاتے ہوئے کمپیوٹر کے وہ بٹن آن کر دیئے جو مر جانے والوں
رست تیار کرتے تھے۔

بٹن دبتے ہی سب سے پہلے سکرین پر کاپر کی تصویر ابھر آئی اور
ہی وہ وقت اور تاریخ بھی جس وقت اور تاریخ کو وہ مرا تھا۔

"اوہ! ____ تو کاپر نے خودکشی کر لی" ____ رابن ہڈ نے دانت
تے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد منظر بدلا اور سکرین پر نارمن کی تصویر
آئی۔

"ارے نارمن! ____ پینتھر کا انچارج ____ اوہ ____ اوہ ____ یہ
ہو گیا ____ ؟ کیوں ہو گیا" ____ رابن ہڈ نارمن کی تصویر
تے ہی بُری طرح اچھلا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ
ں اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوتی چلی گئی اور رابن ہڈ
ایک طویل سانس لیا۔ اسے کم از کم اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا

کر قباچا خان نے خودکشی نہیں کی۔ لیکن پھر اچانک اس کے ذہن
ایک اور خیال نے بچھو کی طرح ڈنک مارا اور وہ بے اختیار اچھل
اگر قباچا خاں زندہ ہے تو پھر وہ جواب کیوں نہیں دے رہا۔ اور
کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر کمپیوٹر کے بٹنوں پر جھک گیا۔ اسی کمپیو
میں اس نے ایک اور سسٹم بھی رکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی تنظیم
تمام بڑے عہدیداروں کے جسموں میں ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر
کر رکھا تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر انسانی نبض کے ساتھ چلتا تھا اور اس ٹرا
کا تعلق بھی اسی کمپیوٹر کے ساتھ استوار تھا۔ جیسے ہی آدمی مرتا، ٹرانس
خاموش ہو جاتا اور اس کا تعلق کمپیوٹر کے ساتھ ختم ہو جاتا تھا۔ اس
طرح کمپیوٹر اس آدمی کے مرتے ہی اس کی علیحدہ لسٹ مرتب کر لیتا
اس طرح رابن ہڈ جس وقت چاہتا یہ پتہ کر لیتا کہ کتنے افراد نے خود
کی ہے اور کتنے افراد ویسے مارے گئے۔

اب چونکہ خودکشی کرنے والوں میں صرف دو افراد کے نام آئے
یعنی کاپر اور نارمن۔ اس لئے اُسے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں قباچ
دوسری لسٹ میں شامل نہ ہو۔ اگر قباچا خاں کا نام دوسری لسٹ میں
نہیں ہے تو پھر یہ بات یقینی تھی کہ وہ بہرحال زندہ ہے۔ اس لئے
پھر سوچا جا سکتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔

چنانچہ رابن ہڈ نے تیزی سے وہ بٹن دبانے شروع کر دیئے ج
مرنے والوں کی لسٹ سکرین پر لے آتے ہیں۔ اس کے چہرے پر ب
تجسس تھا۔ بٹن دباتے ہی وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور غور سے سکر
کو دیکھنے لگا۔ سکرین بٹن دبتے ہی روشن ہو گئی اور پہلے چند لمحے تو

آڑھی ترچھی لکیریں نمودار ہوتی رہیں۔ لیکن دوسرے لمحے ہی سکرین پر
اچا خان کی تصویر ابھر آئی اور رابن ہڈ اس تصویر کو دیکھتے ہی
طرح اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔

" اوہ! ۔۔۔ اوہ تو قباچا خان مارا گیا ۔۔۔ اوہ یہ کیسے ہو گیا ۔۔۔؟
ر یہ ہو کیسے گیا" ۔۔۔؟ رابن ہڈ نے غصے سے بُری طرح چیختے
ے کہا اور اس کمرے میں موجود دوسرے افراد کے چہرے بھی قباچا
ن کی موت کا سُن کر لٹک گئے۔ کیونکہ بہرحال قباچا خان، رابن ہڈ
ظیم کا اہم ترین آدمی تھا۔ اور اس کی موت کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا
۔ قباچا خان کی تصویر کے بعد دو اور افراد کی تصاویر بھی نمودار ہوئیں
ونوں انہی لوگوں میں شامل تھے جو عمران کے ہنٹروں اور گولیوں
ے قباچا خاں کے اڈے کے تہہ خانے میں مرے تھے۔ ان دو افراد کی
ادیر کے بعد کاپر اور نارمن کی تصاویر بھی ابھریں اور پھر سکرین صاف
ئی۔

رابن ہڈ بُری طرح چیخنے کے بعد اب خاموش کھڑا تھا اور پھر بڑے
بان سے آگے بڑھ کر کمپیوٹر کے بٹن آف کر دیئے۔ اب اس کے
ے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی طاری تھی۔

" میں اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا ۔۔۔ میں اسے
ں نہس کر دوں گا ۔۔۔ میں قباچا خان اور نارمن کا ان سے ایسا
قام لوں گا کہ ان کی نسلیں بھی قبروں میں پڑی بلبلاتی رہیں گی" ۔۔۔
ن ہڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

کمرے میں موجود چار افراد سر جھکائے خاموش کھڑے تھے رابن ہڈ

تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کراس کر کے وہ ایک
راہداری میں سے ہوتا ہوا تیزی سے ایک چھوٹے سے کمرے میں آیا
اس کا مخصوص دفتر تھا۔ جب اس پر کام کا لوڈ سوار ہوتا تو وہ اسی دفتر
آکر بیٹھتا تھا۔

" میکارے کو بلاؤ" ——— رابن ھڈ نے کمرے میں داخل ہوتے ہو
دروازے پر کھڑے مسلح آدمی کو پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور وہ
سر جھکاتا ہوا تیزی سے راہداری کے دائیں طرف دوڑتا چلا گیا۔

" میں تباہ کر دونگا ——— ملیا میٹ کر دونگا ——— میں پورے دارالحکو
کو کھنڈرات میں تبدیل کر دونگا ——— اس پورے ملک کے ایک ا
آدمی کو قتل کر دونگا ——— میں انتقام لونگا ——— بھیانک انتقام"۔
رابن ھڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر زور زور سے مکے مارنے شر
کر دیئے۔

چند لمحوں بعد ایک چھریرے جسم اور درمیانے قد کا نوجوان در
میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ شارک مچھلی جیسا تھا۔ آنکھوں میں سانپ
چمک تھی۔

" میکارے حاضر ہے ماسٹر" ——— نوجوان نے دروازے میں
رکھتے ہی بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

رابن ھڈ چند لمحے بگڑے ہوئے چہرے اور جلتی ہوئی آنکھوں
اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں آہستہ آہستہ نرمی آتی چلی گئی

" بیٹھ جاؤ" ——— رابن ھڈ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر" ——— میکارے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ لیکن

کی آنکھوں میں شدید حیرت ابھر آئی تھی۔ کیونکہ رابن ھڈ کا نرم رویہ اس
کے لئے اجنبی تھا۔

" سنو میکارے! ——— قباچاخان مارا گیا ہے" ——— رابن ھڈ نے
میکارے سے مخاطب ہو کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

" قباچاخان مارا گیا ہے ——— یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماسٹر ——— ؟
یہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— میکارے یہ خبر سنتے ہی اچھل پڑا۔ اس کا
چہرہ حیرت کی شدت سے یکلخت بگڑ گیا تھا۔ اسے شائد اس بات پر
یقین ہی نہ آیا تھا۔

" تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں ——— بکواس کر رہا ہوں ——— مذاق کر
رہا ہوں تمہارے ساتھ" ——— ؟ رابن ھڈ نے یکلخت غصے سے
چیختے ہوئے کہا۔

" سوری باس! ——— میرا یہ مطلب نہیں تھا ——— مجھے تو یہ سن کر حیرت
ہوئی تھی" ——— میکارے نے زرد پڑتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" سب کچھ ممکن ہے ——— اور سنو میری بات غور سے سنو! ——— میں تمہیں
قباچاخان کی جگہ تنظیم کا نمبر دو مقرر کرتا ہوں ——— میں ابھی یہ آرڈر نر
سب کو بتا دونگا ——— لیکن تمہیں اب ہوش میں رہ کر کام کرنا ہوگا"۔
رابن ھڈ نے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

" آپ کا شکریہ ماسٹر! ——— میں پوری کوشش کرونگا کہ اس سیٹ
کا اہل سمجھا جاؤں" ——— میکارے نے جواب دیا۔

" کوشش! ——— تو تم صرف کوشش کرو گے ——— اور کوشش
ناکام بھی ہو سکتی ہے ——— تم نمبر دو نہیں بن سکتے۔ کھڑے ہو جاؤ" ———

رابن ہڈ نے فقرے کا پہلا حصہ بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آخر میں وہ چیز
"مم ___ مم ___ ماسٹر میرا مطلب تھا ___" میکارے بُری
بوکھلا گیا تھا۔

"تو تم کوشش کرو گے ___ ہونہہ! ___ مجھے نفرت ہے اس
سے ___ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ ٹکر مارو اس دیوار کے
پوری قوت سے" ___ رابن ہڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

اور میکارے، رابن ہڈ کا حکم سنتے ہی تیزی سے مڑا اور پھر وہ
قوت سے دوڑتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے ایک زور
دھماکا ہوا اور میکارے نے پوری قوت سے سخت دیوار کے ساتھ سر
دیا۔ ٹکر اتنی زوردار تھی کہ اس کا سر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور
لاش نیچے گر پڑی۔ وہ پھڑک بھی نہ سکا تھا۔

"ہونہہ! ___ میں اس کو نمبر دو بنا رہا تھا اور یہ ابھی کوشش میں
مصروف تھا" ___ رابن ہڈ نے فرش پر پڑی ہوئی میکارے
لاش کو حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے برا سا منہ بناتے ہو
کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"یس ماسٹر" ___ دوسرے لمحے دروازے پر موجود مسلح نوجوان
سے اندر داخل ہوا۔

"میکارے کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو ___
سنو! ___ ٹریگر کو میرے پاس بھیجو ___ جلدی" ___ رابن ہڈ
چیختے ہوئے کہا۔

اور مسلح نوجوان تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی میکارے کی لاش

ف بڑھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے میکارے کی لاش اٹھا کر کاندھے
ڈالی اور اس کے سر کے ٹکڑے اٹھا کر اس نے جیبوں میں منتقل
ئے اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ٹریگر ___ ہاں ٹریگر صحیح آدمی رہے گا ___ اس کی رپورٹ بالکل
ست ہے۔ وہ بات کرنے سے زیادہ گولی چلاتا ہے ___ اس
ے قیاچاخان نے اسے ٹریگر کا نام دے رکھا ہے ___ ٹھیک ہے۔
گر ٹھیک رہے گا" ___ رابن ہڈ نے میز کی دراز کھول کر اس
ں سے شراب کی بوتل نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر بوتل کا ڈھکن کھول
وہ غٹاغٹ شراب حلق میں انڈیلتا چلا گیا۔ جب اس نے بوتل منہ
ے ہٹائی تو دروازے میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس
جسم بھرا بھرا تھا۔ آنکھوں میں مکاری اور خباثت ناچ رہی تھی۔ البتہ
ں کا انداز مؤدبانہ تھا۔

رابن ہڈ نے خالی بوتل پوری قوت سے ٹریگر کے جسم کا نشانہ لیکر
ے ماری۔ ٹریگر ذرا بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور بوتل اس کے جسم
ٹکرا کر اس کے قدموں میں گری اور چکنا چور ہو گئی۔

"گڈ شو ___ تمہارے اعصاب واقعی اچھے ہیں" ___ رابن ہڈ
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر" ___ ٹریگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب
یتے ہوئے کہا۔

"آؤ بیٹھو" ___ رابن ہڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹریگر خاموشی
ے چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں میز کے سامنے

رکھی ہوئی اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ جہاں چند لمحے پہلے میکارے بیٹھا تھا۔
" سنو ٹریگر! ــــ قباچا خان مارا گیا ہے" ــــ رابن ہڈ نے بغور ٹریگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
" یس ماسٹر" ــــ ٹریگر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ذرا بھی حیرت کے تاثرات نہ ابھرے تھے۔ چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔
" کیا تمہیں یہ خبر سن کر حیرت نہیں ہوئی" ــــ ؟ رابن ہڈ نے سخت لہجے میں کہا۔
" ماسٹر! ــــ حیرت غلط خبر پر ہوتی ہے ــــ اور آپ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حیرت کا کوئی سوال ہی نہیں ہے" ــــ ٹریگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی ٹھوس طور پر مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔
" گڈ شو ــــ واقعی تم صحیح آدمی ہو ــــ سنو! ــــ میں تمہیں قباچا خان کی جگہ پر تنظیم کا نمبر دو مقرر کرتا ہوں" ــــ رابن ہڈ نے کہا۔
" تھینک یو ماسٹر" ــــ ٹریگر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
" بولو ــ کیا تم اس سیٹ کے اہل ہو" ــــ رابن ہڈ نے لہجے میں غصہ پیدا کرتے ہوئے کہا۔
" ماسٹر کبھی غلط آدمی کو مقرر نہیں کر سکتا۔ یہ میرا یقین ہے اس لئے میں یقیناً اس سیٹ کا اہل ہوں" ــــ ٹریگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ویری گڈ! ــــ تم واقعی صحیح آدمی ہو ــــ میکارے مر چکا

کیونکہ اس کے اعصاب پختہ نہ تھے ــــ میں اسے نمبر دو بنا رہا تھا۔ اور وہ مجھے کہنے لگا کہ میں کوشش کروں گا کہ اس سیٹ پر اہل ثابت ہو سکوں۔ کیسی احمقانہ بات ہے" ــــ رابن ہڈ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
ٹریگر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا۔
" سنو ٹریگر! ــــ اب تم نمبر دو ہو ــــ سنو غور سے سنو! ــــ تمہیں میرے اس ملک میں مشن کے بارے میں علم ہے" ــــ ؟ رابن ہڈ نے کہا۔
" نو ماسٹر! ــــ مجھے علم نہیں ہے" ــــ ٹریگر نے جواب دیا۔
" ہو بھی کیسے سکتا ہے ــــ ؟ مشن کا علم تو صرف مجھے اور نمبر دو کو ہوتا ہے ــــ یعنی قباچا خان کو ــــ وہ مارا گیا۔ اب تم نمبر دو ہو ــــ میرے نائب ــــ تو سنو میں بتاتا ہوں کہ میرا اس ملک میں کیا مشن ہے" ــــ رابن ہڈ نے ہونٹوں سے دانت کاٹتے ہوئے کہا۔
" یس ماسٹر" ــــ ٹریگر نے مختصر سا جواب دیا۔
" سنو! ــــ میں اس ملک میں ایک لمبا کھیل کھیلنے آیا ہوں۔ ایک ایسا کھیل کہ جس کی کامیابی کے بعد رابن ہڈ پہلے سے بھی زیادہ گریٹ بن جائے گا ــــ اور وہ کھیل یہ ہے کہ اس ملک پر اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اس ملک میں دنیا کی سب سے قیمتی دھات ایلینم سکس کی کانیں موجود ہیں۔ اس دھات کے متعلق ابھی تک سوائے دو بڑی طاقتوں کے مخصوص سائنسدانوں کے علاوہ اور کسی کو خبر نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے صحرائے اعظم میں اپنا ایک ریسرچ سنٹر بنایا ہوا ہے"۔

ایسا ریسرچ سنٹر جو روسیاہ اور ایکریمیا کے خلائی جہازوں سے اپنے ملکوں
بھیجی جانے والی معلومات راستے میں ہی چوری کرتا ہے اور پھر انہیں ڈی
کر کے اہم ترین معلومات اکٹھی کرتا ہے۔ چنانچہ اسی ریسرچ سنٹر
اطلاع دی ہے کہ دونوں ملکوں کے خلائی جہازوں نے اس ملک
اندر ایسی خفیہ کانوں کا سراغ لگایا ہے جہاں دنیا کی قیمتی ترین دھات
سکس کے بہت بڑے ذخائر ہیں۔ یہ دھات اس وقت تک دریافت
دھاتوں میں سب سے قیمتی دھات سمجھی جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ
کہ اس دھات میں یہ قوت موجود ہے کہ اگر اسے مخصوص طریقے سے اس
کیا جائے تو یہ دھات ایک ایسے ہتھیار کی صورت میں ڈھل سکتی ہے
جس کا توڑ ہزاروں سال تک نہیں تلاش کیا جا سکتا۔ اس دھات کے اس
میں لانے کے بعد پورے شہر کو مع ہر چیز کے جس میں ہر قسم کی دھات
جاندار اور بے جان چیزیں سب کچھ ایک لمحے میں بجلی میں تبدیل ہو کر
میں بکھیرے جا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسے زیادہ طاقت سے استعمال
جائے تو پورا ملک ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں صفحہ ہستی سے
غائب کیا جا سکتا۔ روسیاہ اور ایکریمیا کے سائنسدانوں نے اس دھات
کو کافی عرصہ سے دریافت کیا تھا۔ لیکن یہ دھات انتہائی حقیر پیمانے
چاند کے پتھروں سے نکالی گئی تھی اور پھر اس دھات کی تلاش میں رو
اور ایکریمیا کی حکومتوں نے چاند کا ایک ایک پتھر ٹٹول مارا۔ لیکن وہاں اس
ایک ذرہ تک مزید نہ پایا گیا۔ ان پتھروں میں نجانے وہ کس طرح پیدا ہو گئ
پھر یہ سوچا گیا کہ شاید ان پتھروں کو زمین پر لے آنے سے اس میں کیمیائی
تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اس کے لئے بھی بے پناہ تجربات کئے گئے لیکن

بے سود۔ یہ دھات میسر نہ آ سکی۔ ہمارے ریسرچ سنٹر کو بھی اسکی اطلاع
ں گئی تھی۔ چنانچہ ہم بھی خبردار رہے۔ کیونکہ اگر اس دھات کا پتہ ہمیں
ں جاتے اور ہم اس دھات کو حاصل کر لیں تو ہم اپنی بڑی اور وسیع
بارٹری میں اس سے ہتھیار بنا سکتے ہیں۔ ایسے ہتھیار جو دنیا کے بڑے
سے بڑے ملک کو آناً فاناً غائب کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے اس ہتھیار کے
بعد دنیا کے جوہری۔ ہائیڈروجن گیس سے بنے ہوتے، قاتل جراثیموں سے
بنے ہوئے۔ غرضیکہ موجودہ طاقتور سے طاقتور ہتھیار ایک لمحے کے
روڑھویں حصے میں بیکار کئے جا سکتے ہیں۔ اور جس کے پاس وہ ہتھیار
دل گے اس دنیا کا اصل آقا وہی ہو گا۔ اسی کے نام کا سکہ ہر طرف چل
سکتا ہے۔ اور پھر اچانک یہ معلومات ملیں کہ خلائی جہازوں میں موجود مخصوص
لات نے اس دھات کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا پتہ چلا لیا ہے
ں اطلاع پر ہمارا ریسرچ سنٹر بھی چونک پڑا۔ چنانچہ ہم خبردار ہو گئے اور
ھر یہ بات کنفرم ہو گئی کہ اس دھات کی بڑی کان اس ملک کے شمالی
صے میں موجود ہے۔ جب ایکریمیا اور روسیاہ نے اس بارے میں تحقیقات
مل کر لیں تو انہوں نے اس دھات پر قبضہ کرنے کے لئے پلاننگ شروع
ر دی۔ چونکہ روسیاہ نے اپنے مخصوص کوڈ میں معلومات حاصل کیں۔ ایسا
ڈ جو واقعی ایکریمیا والے ڈی کوڈ نہیں کر سکتے۔ اس لئے روسیاہ یہ سمجھتا ہے کہ
ں دھات کے متعلق صرف اسی کو معلومات حاصل ہیں۔ ادھر ایکریمیا والے
ہ سمجھتے ہیں کہ یہ معلومات صرف انہی کے پاس ہیں کیونکہ انہوں نے بھی
سے ایسے کوڈ میں حاصل کیا ہے جو روسیاہ والے ڈی کوڈ نہیں کر سکے۔ لیکن
مارے ریسرچ سنٹر میں چونکہ ایکریمین اور روسیاہی دونوں سائنسدان موجود

ہیں اور ہم نے ان دونوں کی سب سے بڑی لیبارٹریوں میں تازہ تر
معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنا جال بچھایا ہوا ہے اس لئے ہ
ان دونوں کی معلومات حاصل ہو گئیں اور ان دونوں کے ملنے سے ا
دوسرے کی تصدیق بھی ہو گئی۔ اس طرح ان دونوں کی بے خبری میں
کو بھی اس اہم دریافت کا علم ہو گیا۔ اب روسیاہ والوں نے اپنی پلا
کی ہے۔ ان کی پلاننگ کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ایکریمیا کو
دھات کے قبضے میں آنے تک اس کا علم نہ ہو سکے۔ چنانچہ انہوں۔
سیاسی اور طویل چکر شروع کر دیا۔ پہلے پاکیشیا کے قریبی ملک پر حملہ ک
اس پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ کانیں اس ملک کی سرحد کے پاس واقع
اب ان کی کوشش ہے کہ سیاسی طور پر ایک طویل چکر چلا کر ملک
اس حصے کو اپنے مقبوضہ ملک میں شامل کرا دیں اور اس طرح ان کا
پر قابض ہو جائیں۔

ادھر ایکریمیا والے دوسرے چکر میں ہیں۔ انہوں نے اس ملک ک
سے زیادہ امداد اور روسیاہی حملے سے تحفظ دینے کی بنا پر بے پناہ
دینی شروع کر دی ہے اور اس کے بدلے میں وہ یہاں اپنے اڈے
کرنا چاہتے ہیں اور ان اڈوں کی آڑ میں وہ اس دھات پر قبضہ ک
کی فکر میں ہیں۔ لیکن یہاں کی حکومت بے حد ہوشیار ہے وہ نہ ہی
داؤ میں آتی ہے اور اس نے اڈے دینے سے انکار کر دیا ہے ا
وہ روسیاہی داؤ میں آ رہے ہیں۔ اور انہوں نے پوری دنیا کو شور مچ
روسیاہ کے خلاف صف بستہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اب ایکریمیا والوں
نیا پینترہ بدلا ہے۔ وہ اب اس جگہ پر تیل نکالنے کے لئے اجازت

کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں لیکن انہیں یہ اجازت بھی مشکل ہی سے
گی۔ کیونکہ اس طرح روسیاہی حملے کا جواز پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے
معاملہ ابھی تک لیت و لعل میں ہے۔ دونوں سپر پاورز کھل کر سامنے نہیں
ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے سے چھپانے کے لئے داؤ پیچ کا استعمال ہو رہا
ہے۔ چنانچہ میں نے اس دھات کو اڑانے کا پلان بنایا اور اس پلان کے
ت میں یہاں آ گیا۔ تم جانتے ہو کہ ہمارا طریقہ کار مجرمانہ ہے۔ چنانچہ میں
ٹیکو ریز کے ذریعے دارالحکومت میں دہشت پھیلا دی اور پھر عوام کو
مت کے خلاف بغاوت پر اکسا دیا۔ اس کے بعد مزید دہشت پھیلاؤں گا
آخر کار حکومت کے اعصاب جواب دے جائیں گے اور عوام میرے ساتھ
جائیں گے اور حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اب چونکہ حکومت
راست کوئی مجرم تنظیم نہیں کر سکتی۔ اس لئے میں اس وقت اپوزیشن کے
یوں کو خرید وں گا۔ ان میں سے چند کو میں پہلے ہی ہموار کر چکا ہوں۔
اس طرح اپوزیشن اس ملک پر قانونی طور پر قابض ہو جائے گی اور میں
دہشت گردی یکلخت ختم کر کے صرف وہ علاقہ اپنے لئے ریزرو کروا لوں گا
ں یہ کان موجود ہے۔ پھر میرے سائنسدان اور ورکرز انتہائی تیزی
اور خفیہ طریقے سے وہ دھات یہاں سے صحرائے اعظم ریسرچ سنٹر
منتقل کر دیں گے۔ اور اس کے بعد ہماری دلچسپی اس ملک سے ختم
جائے گی“ ــــــ رابن ہڈ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنا مشن
گر کو بتاتے ہوئے کہا۔

”بڑی اچھی پلاننگ ہے ماسٹر ــــــ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا
ہم اس حکومت کو ہی خرید لیں“ ــــــ ٹریگر نے جواب دیا۔

"گڈ! — اچھی ذہانت کا سوال ہے — میں نے پہلے ہی کوشش
کی تھی — تمہیں علم ہے کہ ہم براہِ راست ایسی بات نہیں کر سکتے۔
اس لئے بالواسطہ طور پر ایسا کیا گیا لیکن یہ حکومت اپنے خیالات میں ا
راسخ ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی لچک نہیں ہے — اس
ہمارا یہ مشن ناکام ہوگیا۔ اس کی ناکامی کے بعد ہی یہ اقدام اٹھایا گیا ہ
رابن ہڈ نے خلافِ معمول مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اپوزیشن بھی بعد میں انکاری ہو سکتی ہے ماسٹر — اس
متعلق آپ نے کیا سوچا ہے" — ؟ ٹریگر نے کہا۔

"نہیں! — ان سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے — اپوزیش
جس وقت حکومت دی جائے گی اس وقت وزیرِ اعظم ہمارے آدمیوں
خفیہ تحویل میں رہے گا — ہم نے اس کے متعلق ایسا بلیک میلنگ
قبضے میں کر لیا ہے کہ وہ کسی طور پر بھی ہم سے غداری نہیں کر سکتا۔
ایک تو وہ پوری دنیا میں بدنام ہو سکتا ہے دوسرا اس کا خاتمہ ایک لمحے
کیا جا سکتا ہے اور ہم نے انہیں اس دھات کے بارے میں ہوا
لگنے دی کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ روسیاہ اور ایکریمیا کو اس بات کا
چلے کہ ہم بھی اس سے واقف ہیں۔ ورنہ وہ ساری سیاسی پلاننگ
کر یہاں براہِ راست حملہ کر دیں گے اس لئے ہم نے ان سے صرف
کہا ہے کہ ہم اس علاقے پر اس لئے قبضہ کرنا چاہتے ہیں کہ اپنی تن
کا مستقل ہیڈ کوارٹر قائم کریں اور روسیاہ کے راز چوری کر سکیں، چونکہ
اپوزیشن کے بڑے لیڈر بھی روسیاہ کے مخالف ہیں اس لئے وہ مان
رابن ہڈ نے جواب دیا۔

"بالکل درست ہے ماسٹر" — ٹریگر نے جواب دیا۔

"اب سنو کہ یہاں کیا چکر چل پڑا ہے اور جس چکر میں قباچا خاں بھی مارا
ہے اور پینتھرز کا انچارج نارمن بھی — اور اس کے ساتھ کئی اور لوگ
ی مر چکے ہیں — وہ چکر ہے یہاں کی سیکرٹ سروس کا — یہاں
سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات ملی ہیں کہ وہ انتہائی فعال اور
قتور ہے۔ اس کا باس جس کا نام ایکسٹو ہے، اپنے ممبروں سے بھی
یہ رہتا ہے اور اسی طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں بھی کوئی
م نہیں ہے — سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے صدرِ مملکت
ایک سرکاری میٹنگ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دو روز کے اندر رابن ہڈ
ختم کر دے گا اور آج پہلا دن ہے — اس سلسلے میں قباچا خان
ے کام شروع کر دیا تاکہ انہی دو روز میں سیکرٹ سروس کا ہی خاتمہ کر دیا
ئے۔ کیونکہ ایسی سیکرٹ سروس بعد ازاں بھی مسائل اور رکاوٹیں پیدا کر سکتی
ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایک احمق شخص جس کا نام علی عمران ہے ٹریس
دا — اس کا فلیٹ کنگ روڈ پر واقع ہے اور نمبر دو سو ہے۔ اُسے
رٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل ہیں — چنانچہ قباچا خاں
پنے آدمیوں کو لیکر اس پر چڑھ دوڑا۔ وہاں دو حبشی موجود تھے جن سے
ائی ہوئی اور قباچا خاں کے تین آدمی مارے گئے اور قباچا خاں کو
لحتاً وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ اس کے بعد قباچا خاں نے بیہوش کر کے
ہیں اغوا کرنے کا پروگرام بنایا۔ میں نے پینتھرز کو ان کی نگرانی کا کام
ونپ دیا تھا — لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ قباچا خاں مارا جا چکا
ہے اور نارمن بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ باقی لوگوں کا پتہ نہیں۔ اور اب

قباچا خاں کی جگہ تم نے کام سنبھالنا ہے ۔۔۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری
کہ تم اس شخص علی عمران کو پکڑو اور اس سے سیکرٹ سروس کا پتہ لگاؤ۔ ا
پھر سیکرٹ سروس کا فوری طور پر خاتمہ کر دو ۔۔۔ لیکن اس کے لئے تمہا
پاس صرف ایک روز مزید ہے ۔۔۔ ایک دن میں تمہیں یہ کام ہر صو
میں نپٹانا ہے" ۔۔۔ رابن ہڈ نے ٹریگر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے ماسٹر! ۔۔۔ میں یہ کام چند گھنٹوں میں مکمل کر لونگا۔ لیک
مجھے تازہ ترین صورت حال کا علم ہونا چاہیئے کہ اس وقت پوزیشن کیا۔
ٹریگر نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ سیون تھرٹی نائن سکس فریکوئنسی
پینتھرز سے بات کرو۔ وہ تمہیں پوری سچوئیشن بتا سکتے ہیں" ۔۔۔ رابن
نے جواب دیا۔
" او کے ماسٹر" ۔۔۔ ٹریگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
" ٹھہرو! ۔۔۔ میں خود معلوم کرتا ہوں۔ مجھے بھی علم ہونا چاہیئے
موجودہ پوزیشن کیا ہے" ۔۔۔ رابن ہڈ نے کہا اور ٹریگر دوبا
کرسی پر بیٹھ گیا۔
رابن ہڈ نے میز کی دراز سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر پینتھ
کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس
اس فریکوئنسی پر کالنگ شروع کر دی۔ لیکن کافی دیر تک کالنگ کے با
دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔
" اوہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ پینتھرز کا پورا گروپ ختم ہو چکا
ورنہ کوئی نہ کوئی ضرور جواب دیتا ۔۔۔ اب صورت حال کا کیسے پتہ چلا

لئے" ۔۔۔ رابن ہڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے خاموش
یٹھا رہا۔ پھر اچانک بری طرح چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔
" آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ رابن ہڈ نے تیزی سے دروازے کی طرف
ڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا پہلے والے کمرے میں پہنچ گیا۔
ہاں وہ کمپیوٹر موجود تھا۔ ٹریگر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر ایک بڑی سی
ین کے سامنے بیٹھ کر اس نے تیزی سے اس کے بٹن دبانے شروع
ر دیئے۔
مختلف بٹن دبانے کے بعد سامنے لگی ہوئی سکرین پر روشنی سی
ئی اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑی سی عمارت کا اندرونی حصہ نظر آنے
ا۔ یہ ایک برآمدہ اور صحن تھا۔ جس میں اس وقت قباچا خاں کی کار
جود تھی۔
" ارے یہ قباچا خاں کی کار یہاں کیسے پہنچ گئی" ۔۔۔ رابن ہڈ
اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چند اور بٹن دبا دیئے
کرین پر عمارت کا منظر پھیلتا چلا گیا۔ اور اسی لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔
ب اس نے کار کے سامنے برآمدے میں دو آدمیوں کو پہلو بہ پہلو
ٹھے دیکھا۔ ان میں سے ایک کے چہرے پر حماقتیں ناچ رہی تھیں رابن ہڈ
تیزی سے ایک اور بٹن دبا دیا اور چونکہ وہ دونوں آدمی اس وقت کار
قریب پہنچ چکے تھے۔ اس لئے ان کی آوازیں مائیک نے رابن ہڈ
لے کمرے میں نشر کرنی شروع کر دیں۔
" عمران صاحب! ۔۔۔ آپ خود ہی سارا کام کئے جا رہے ہیں۔ کچھ
بھی بتلایئے۔ میں بھی ممبران کو کام پر لگا دوں" ۔۔۔ ایک نے دوسرے

سے جس کے چہرے پر حماقتیں جلوہ گر نظر آ رہی تھیں، مودبانہ انداز میں مخا
ہو کر کہا۔

"تم نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو کیا ہدایات دی ہیں" ـــــ جسے
عمران کہہ کر پکارا گیا تھا، نے سنجیدہ لہجے میں دوسرے سے مخاطب ہو کر پو

"بس شہر میں گردش کرتے رہو ـــــ اور مشکوک افراد کی تلاش ہ
رکھو ـــــ اور میں کہہ بھی کیا سکتا ہوں" ـــــ دوسرے نے جواب دیا۔

اب چونکہ وہ کار سے کافی فاصلے پر پہنچ چکے تھے اس لئے دو
کی آواز مدھم پڑ گئی تھی۔ لیکن ابھی تک تھی رینج میں۔

"ظاہر ہے اب ایکسٹو اور کہہ بھی کیا سکتا ہے" ـــــ عمران نے جو
دیا اور اس کے ساتھ ہی آواز مدھم پڑتے پڑتے ختم ہو گئی، اور وہ دونو
ایک دروازے میں گھس کر سکرین سے غائب ہو گئے۔

رابن ہڈ نے بڑی تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور
پر عمارت چھوٹی ہوتی چلی گئی۔ رابن ہڈ تیزی سے مختلف بٹن دباتا چلا
اس کے بٹن دباتے ہی سکرین پر شہر کا نقشہ نظر آنے لگا۔ اور وہ عمار
چھوٹی ہوتی ہوتی ایک پوائنٹ کی صورت اختیار کر گئی۔ اور پھر وہ پوا
سکرین پر بنے ہوئے نقشے پر حرکت کرتا ہوا ایک جگہ جا کر رک گیا۔ ا
پھر وہ پوائنٹ یوں چمکنے لگا جیسے بلب جل بجھ رہا ہو۔

رابن ہڈ نے تیزی سے مختلف بٹن دبائے اور چند لمحوں میں ا
پھیلتا چلا گیا۔ جس جگہ عمارت کا پوائنٹ چمک رہا تھا وہ جگہ واضح
چلی گئی اور پھر صرف وہ پوائنٹ ہی سکرین پر رہ گیا۔ اب اس پوائ
سی جگہ ایک قلعہ نما عمارت نظر آ رہی تھی اور ارد گرد کی سڑکیں صاف

دکھائی دے رہی تھیں۔ رابن ہڈ نے تیزی سے قریب کھڑے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نقشہ لے آؤ شہر کا ـــــ جلدی" ـــــ رابن ہڈ کا لہجہ انتہائی سخت تھا اور سامنے کھڑا ہوا آدمی جس نے آپریٹروں کی طرز کا کوٹ پہنا ہوا تھا، بھاگتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک رول کیا ہوا نقشہ نکالا اور لا کر رابن ہڈ کے حوالے کر دیا۔

رابن ہڈ نے وہیں مشین کے اوپر نقشہ پھیلایا اور پھر اس پر جھک گیا چند لمحوں بعد ہی اس نے وہ سڑکیں اور عمارت نقشے میں تلاش کر لیں اور جیب سے پنسل نکال کر اس عمارت کے گرد دائرہ لگا دیا۔ دائرہ لگا کر اس نے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ ٹریگر خاموشی سے پیچھے کھڑا تھا۔ ویسے اس کی آنکھیں بھی چمک رہی تھیں۔

"آؤ ٹریگر! ـــــ اب مسئلہ حل ہو گیا ہے" ـــــ رابن ہڈ نے نقشے سمیت کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسی انداز میں تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے مخصوص دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دفتر کی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے نقشہ میز پر پھیلا دیا۔

"دیکھی میری پلاننگ ـــــ میں نے کار میں ٹائیم پوائنٹ فٹ کیا ہوا ہے ـــــ بس مجھے اس کا اچانک ہی خیال آ گیا اور دیکھو کس طرح صرف اس کی مدد سے اہم معلومات حاصل ہو گئیں ـــــ اب تمہارا کام صرف اتنا رہ گیا ہے کہ پوری تنظیم کو لے جاؤ اور اس عمارت میں گھس جاؤ۔ یہ عمارت یقیناً سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ عمران بھی وہیں موجود ہے

ویسے اب عمران ثانوی حیثیت اختیار کر گیا ہے ___ دوسرا آدمی یقیناً
سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے ___ بس تم اُسے زندہ پکڑ کر میرے پاس
لے آؤ۔ تاکہ میں یہاں کی حکومت کے سامنے اس کی نمائش کر سکوں کہ
یہ ہے تمہارا وہ ایکسٹو ___ جسے تم نے خفیہ بنا رکھا ہے۔ اور پھر ا
عبرتناک موت مار سکوں۔ اور پوری عمارت تباہ کر دو ___ اس ایک
سے ہی سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کا بھی پتہ چل جائے گا اور پھر ا
بھی ہم ختم کر سکیں گے" ___ رابن ہڈ نے ٹریگر سے مخاطب
کر کہا۔ اس کا لہجہ خوشی، مسرت اور کامیابی سے بھرپور تھا۔

"آپ کا خیال درست ہے ماسٹر! ___ مگر جس طرح اس ایک
نے عمران سے بات کی ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک
عمران کا ماتحت ہے ___ ہو سکتا ہے اصل سربراہ یہی عمران ہو
اس نے اس آدمی کو ڈمی بنا کر سامنے رکھا ہوا ہو" ___ ٹریگر
رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! ___ یہ احمق آدمی دراصل بے حد خطرناک ہوتے ہ
بہرحال ایکسٹو کے قابو آتے سے سب کچھ پتہ چل جائے گا ___ مگر
اس ایکسٹو کو زندہ مجھ تک پہنچنا چاہیئے یہ مرنے نہ پائے۔ اور اگر عمرا
تمہارے ریڈ کے وقت اس عمارت میں موجود ہو تو اُسے بھی گرفتار کر
اور عمارت کو مکمل طور پر تباہ ہو جانا چاہیئے" ___ رابن ہڈ نے ہدایا
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر! ___ یہ شخص ایک گھنٹے بعد آپ کے سامنے
لیکن آپ میری تقرری کے متعلق تنظیم کو اطلاع کر دیں تاکہ میں تیزی

بھرپور انداز سے کام کر سکوں" ___ ٹریگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ___ یہ ضروری ہے" ___ رابن ہڈ نے چونکتے ہوئے
کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ماسٹر" ___ بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔ یہ ایلیا تھی جو تنظیم اور رابن ہڈ کے درمیان رابطے کا کام
سرانجام دیتی تھی۔

"ایلیا! ___ فوراً تنظیم کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ ٹریگر کو تنظیم کا نمبر ٹو
بنا دیا گیا ہے۔ اب اس کے ہر حکم کی تعمیل ایسے ہی فرض ہے جیسے
باباخاں کی تھی" ___ رابن ہڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔ لہجہ انتہائی سرد تھا۔

"او۔کے ماسٹر" ___ ایلیا نے بغیر کسی حیرت کا اظہار کئے جواب دیا۔
اور رابن ہڈ نے رسیور واپس رکھ دیا۔

"ماسٹر! ___ ایک بات اور ___ اب چونکہ میں نمبر ٹو ہوں اس لئے مجھے
یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ تنظیم کے دوسرے ورکرز جو فیلڈ میں ہیں۔ وہ
کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں" ___ ٹریگر نے بڑے بااعتماد لہجے
میں کہا۔

"گڈ! ___ تم میں واقعی کام کرنے کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اس وقت
پینتھرز کے علاوہ صرف ایک اور گروپ کام کر رہا ہے ___ پینتھرز تو
ختم ہو گیا۔ اب صرف وہی گروپ ہے ___ یہ ہماری تنظیم کا پولیٹیکل
گروپ ہے اس کا انچارج فلیپر ہے۔ وہ اہم آدمی ہے۔ ہوٹل ایف
کے کمرہ نمبر تین سو، چوتھی منزل میں رہتا ہے۔ اس کے ذمے اپوزیشن

کے آدمیوں کو کور کرنا ہے ۔۔۔۔ اس کا اپنا ایک گروپ ہے ۔ بہرحا
تمہارا فی الحال اس سے کوئی تعلق نہیں ۔۔۔۔ وہ براہِ راست میرے
انڈر ہے اور میرے سامنے ہی جواب دہ ہے ۔۔۔۔ میں نے تمہیں
صرف اس لئے بتایا ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں علم رہے" ۔۔۔
رابن ہڈ نے جواب دیا ۔

" او کے ماسٹر !۔۔۔ اب مجھے اجازت ۔ تاکہ میں اپنی کارروائی شرو
کرسکوں" ۔۔۔۔ ٹریگر نے سر جھکاتے ہوئے کہا ۔

" ہاں جاؤ اور سنو !۔۔۔ لفظ ناکامی سے مجھے سخت نفرت ہے
میں صرف کامیابی کا لفظ سننا چاہتا ہوں ۔ اس بات کا دھیان رہے
گٹ آؤٹ" ۔۔۔۔ رابن ہڈ نے پہلا فقرہ تو نرم لہجے میں کہا ۔ لیکن
آخری الفاظ ایک بار پھر چیختے ہوئے کہے ۔ شاید اس پر دوبارہ پہلے
والا موڈ سوار ہو گیا تھا ۔ اور ٹریگر گٹ آؤٹ کا لفظ سنتے ہی تیزی سے مڑ
اور پھر بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا ۔ کیونکہ اسے بھی علم تھا کہ اب
باس کا موڈ بدلنے لگا ہے اور کسی بھی وقت اس موڈ میں کوئی بھی سزا د
سکتا ہے ۔ اس لئے بہتر یہی تھا کہ اسکی نظروں سے فوراً دور ہو جائے ا
ویسے بھی اسے مشن کے لئے فوری طور پر حرکت میں آنا تھا ۔ وہ چاہتا تھا کہ
اس عمارت پر اس انداز میں فوری اور بھرپور حملہ کرے کہ کسی صورت بھی
ناکامی کا کوئی امکان باقی نہ رہے ۔ کیونکہ یہ بات بھی وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ
باس صرف مکمل کامیابی کا طلب گار ہے ۔ ادھوری کامیابی بھی اس کی نظروں
میں ناکامی ہوتی ہے اور ناکامی کا انجام ٹریگر تو کیا تنظیم کا ہر فرد اچھی طرح
جانتا تھا ۔

ٹائیگر کو جیسے ہی ہوش آیا ۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہی یہ محسوس
یا کہ وہ کسی کار میں سوار ہے اور کار تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی ہے
یگر پچھلی نشستوں کے درمیان لیٹا ہوا تھا ۔ اس کے ہاتھ پیر بھی کھلے ہوئے
ے ۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کی بیہوشی کے متعلق غلط اندازہ لگایا گیا ہے ۔ ورنہ
از کم اسے باندھ ضرور دیا جاتا ۔ اس نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع
ر دیا ۔ اسے صرف بیک مرر سے خطرہ لگ رہا تھا ۔ جیسے ہی اس کا سر
ٹ سے بلند ہوتا ، کار کے اندر لگا ہوا بیک مرر اس کی نشاندہی کر سکتا
ا ۔ اس لئے وہ احتیاط سے اوپر اٹھتا چلا گیا ۔
مڑا اور پھر اس
اور پھر جیسے ہی اس کا سر کار کی پچھلی نشست کے وقت دروازے
نچا ، وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس نے ا بن ریوالور تھا ۔ اس
سے آگے کی طرف بڑھائے ۔ مگر اس کے دونو ہے پکڑ کر کار سے
سے ٹکرا کر رہ گئے ۔ اور ٹائیگر کے منہ سے ایک بس جیسے بیہوش ہو ۔

نے جھپٹ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن دروازہ بھی جام تھا۔ ا
دوسرے دروازے کا بھی یہی حشر تھا۔

اب ٹائیگر کار کی پچھلی نشست پر قید ہو کر رہ گیا تھا۔ ڈرائیونگ سید
پر ایک غیر ملکی موجود تھا اور اس کے ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔ اسی
لمحے ٹائیگر کو غیر ملکی کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" تو تمہیں ہوش آ گیا مسٹر! —— مگر تم میری مرضی کے بغیر یہا
سے نکل نہیں سکتے " —— غیر ملکی کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

" تم کون ہو —— اور مجھے کہاں لے جا رہے ہو" —— ؟ ٹائیگر ۔
نشست پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ واقعی اس ڈب
کی قید سے فوری طور پر نکل نہ سکتا تھا۔

" میں تمہارے سوالوں کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں —— البد
تمہیں میرے سوالوں کے جواب دینے پڑیں گے —— تم فلیپر سے کیسے
جا ٹکرائے اور تم کس تنظیم سے تعلق رکھتے ہو" —— ؟ غیر ملکی نے سخت
لہجے میں کہا۔
،ورکسی ؛

" میں بھی تمہارے کسی ہی تھا کہ جواب دینے کا پابند نہیں ہوں سمجھے
علیتہ اگر تم چاہو تو معلومات کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہو سکتا ہے"
اس عمارت پر ا ہ پُر اعتماد لہجے میں کہا۔
ناکامی کا کوئی امکان باقی ہم بڑی معلوم ہوتے ہو —— میں ابھی تمہار
پاس صرف مکمل کامیابی کا —— تم ابھی طوطے کی طرح ٹیں ٹیں کرنا شروع
میں ناکامی ہوتی ہے اوسکی نے جو رابرٹ تھا، غصے سے دانت پیستے
جا رہا تھا۔

لوگ تو ٹیڑھی دم کا محاورہ بولتے ہیں —— شکر ہے تم نے بڑی تو
ہے" —— ٹائیگر نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

پہلے میرا خیال تھا کہ تمہیں ہیڈ کوارٹر کے سپرد کر دوں۔ وہ خود ہی تم
پوچھتے پھرتے —— لیکن اب چونکہ تمہیں توقع سے پہلے ہوش
ہے اس لئے اب ہیڈ کوارٹر لے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں
—— اب مجھے ہی تمہاری ٹیڑھی ہڈیاں سیدھی کرنی ہوں گی" ——
ٹ نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو دائیں
موڑا۔ اس وقت وہ پکنک پوائنٹ کی عقبی پہاڑیوں کے پیچھے پہنچ
تھا۔

کار کو ایک طرف کرتے ہی اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک
دبایا اور ٹائیگر نے فرش سے سفید رنگ کا دھواں نکلتے دیکھ لیا۔
ب لمحے میں ساری صورت حال سمجھ گیا۔ یقیناً غیر ملکی اُسے بیہوش
چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر سانس روک لیا۔ اور پھر
رے لمحے وہ اس انداز میں لڑکھڑاتا ہوا سیٹ کے درمیان گر گیا جیسے
ک بیہوش ہو کر گرا ہو۔ دھواں چند لمحے پھیلتا رہا۔ پھر تیزی سے
ب ہوتا چلا گیا۔

اب کار بھی رُک چکی تھی۔ غیر ملکی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر اس
آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھول دیا۔ وہ یقیناً اترتے وقت دروازے
ھولنے والا سسٹم آن کر چکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اس
دروازہ کھولا اور پھر آگے بڑھ کر ٹائیگر کو بالوں سے پکڑ کر کار سے
ر گھسیٹ لیا۔ ٹائیگر بالکل اسی طرح گھسٹتا چلا گیا جیسے بیہوش ہو۔

رابرٹ نے ٹائیگر کو گھسیٹ کر اپنے کندھے پر ڈالا اور پھر سڑک سے ہٹ کر پہاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ شاید ہر قسم کی مداخلت سے بچ کر ٹائیگر سے پوچھ گچھ کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا۔

جب وہ سڑک سے ہٹ کر پہاڑیوں میں پہنچا۔ یہ ایسی جگہ تھی جو ہر طرف گھنے درخت تھے تو اس نے ٹائیگر کو اچھال کر نیچے گھاس پھینک دیا۔ اور پھر جیب میں سے کچھ نکالنے لگا اور ایک لمحے کے۔ اس کی توجہ ٹائیگر سے ہٹی اور ٹائیگر کو اسی لمحے کا انتظار تھا۔ وہ نیم آنکھوں سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

رابرٹ کی توجہ ہٹتے ہی ٹائیگر اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے گو کی پتیاں اچانک سپرنگوں میں تبدیل ہو گئی ہوں اور وہ پوری قوت۔ رابرٹ سے ٹکرایا اور رابرٹ کو لیتا ہوا نیچے جا گرا۔ رابرٹ کے حلق۔ اس اچانک دھکے کی وجہ سے چیخ سی نکل گئی۔

نیچے گرتے ہی ٹائیگر نے پوری قوت سے اچھل کر رابرٹ کی پر ٹکر مارنی چاہی۔ مگر رابرٹ انتہائی پھرتی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا اس کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے سمٹیں اور ٹائیگر اس کے سر اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے جا گرا۔ اور پھر وہ دونوں یکساں پھرتی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اچانک ٹکر لگنے سے رابرٹ کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر لمبی لمبی گ میں کہیں گر چکا تھا۔ اس لئے اب وہ بھی ٹائیگر کی طرح خالی ہاتھ ہی رابرٹ کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ جب کہ ٹائیگر مطمئن۔ وہ دونوں پہلوانوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے خم ٹھونکے کھڑ

ھے۔ اور پھر ٹائیگر نے اچانک جھکائی دی اور اس کی توقع کے عین مطابق
رٹ اس جھکائی پر تیزی سے دوسری طرف جھکا اور ٹائیگر نے اسی طرف
لانگ لگا دی۔ اس بار اس نے نیا ہی داؤ کھیلا تھا۔ وہ براہِ راست
رٹ پر پڑنے کے اس کی سائیڈ سے گزرتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس
ے پوری قوت سے رابرٹ کا بازو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ اس کا خیال
اکہ اس زوردار جھٹکے سے وہ رابرٹ کا بازو کندھے سے اکھیڑ دے
مگر رابرٹ نے جھٹکا کھاتے ہی اپنے جسم کو تیزی سے سکوڑا اور دوسرے
ے اس کی دونوں ٹانگیں آگے بڑھتے ہوئے ٹائیگر کی گردن کے گرد
ں اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازیاں کھا گیا۔ اور ٹائیگر اس کے ساتھ ہی
کے بل قلابازی کھاتا چلا گیا۔ البتہ نیچے گرتے ہوئے اس نے اپنی دونوں
گیں اوپر کو اٹھا دیں اور پھر جیسے ہی وہ زمین پر گرا۔ اس کی دونوں
گیں کمان کی صورت میں مڑ کر رابرٹ کی پشت پر پوری قوت سے
ں اور رابرٹ کی ٹانگیں اس کی گردن کے گرد سے علیحدہ ہوتی چلی گئیں
ٹائیگر نے تیزی سے اُسے ایک طرف اچھال دیا۔ اگر وہ اپنی ٹانگیں
قت نہ موڑتا تو یقیناً سر کے بل زمین پر گرتا اور اس کے بعد اس کی
دن کی ہڈی سو فیصد ٹوٹ جاتی۔ ٹائیگر نے بروقت نہ صرف اپنا بچاؤ
یا تھا بلکہ وہ رابرٹ کی گرفت بھی توڑنے میں کامیاب رہا تھا۔ اور پھر
رٹ کو ایک طرف اچھالتے ہی ٹائیگر نے اس بار اٹھ کر کھڑے
نے کی حماقت نہ کی۔ بلکہ وہیں سے ہی جمپ لگا کر وہ اٹھتے ہوئے
بگر سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ بجلی کی سی
ی سے اٹھتے ہوئے رابرٹ کے بازوؤں کے نیچے سے گزار کر اس

کی گردن کی پشت پر باندھے اور ایک بار پھر قلابازی کھا گیا۔ یہ داؤ ا
خطرناک تھا کہ جس کی زد سے بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔ اور وہی ہوا جی
ہی ٹائیگر نے قلابازی کھائی، رابرٹ کا جسم کمان کی طرح ٹیڑھا ہوتا چلا گ
اور پھر رابرٹ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور اس کا جسم یکدم ڈھ
پڑتا چلا گیا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے نہ صرف اپنی جگہ سے
کھسک گئے تھے بلکہ کئی مہرے ٹوٹ بھی گئے تھے۔ اور رابرٹ مفلو
ہو کر گھاس پر پڑا رہ گیا۔ اس کے ہاتھ اور پیروں نے حرکت کرنی ختم
دی تھی۔

"بس ___ یہی دم خم تھا" ___ ٹائیگر نے کھڑے ہو کر زور
سے ہانپتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس خطرناک داؤ میں اسے بھی پوری قو
صرف کرنی پڑی تھی۔

"تت ___ تت ___ تم خطرناک آدمی ہو ___ بیحد خطرناک" ___
رابرٹ نے ایسے چڑھے ہوئے لہجے میں کہا جیسے اس کی جان نکل ر
ہو۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ اور اس کا چہرہ بری طرح بگ
گیا تھا۔

اور اسی لمحے ٹائیگر کو کوئی خیال آیا، تو وہ کسی عقاب کی طرح راب
پر جھپٹا۔ مگر رابرٹ کا جبڑا ایک جھٹکے سے ہلا اور جب تک ٹائیگر اس
کا منہ جکڑتا۔ اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور پھر اس کے م
سے نیلے رنگ کے بلبلے نکلنے لگے، رابرٹ اپنے دانتوں میں موج
کیپسول کو توڑ چکا تھا۔

"اوہ ___ یہ لوگ واقعی اپنی تنظیم سے بیحد وفادار ہیں۔ حیرت ا

ہیں یہ ___ ورنہ ایسے کوئی بھی خودکشی نہیں کرتا" ___ ٹائیگر نے
ل سانس لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے بس ایک لمحے کی دیر ہو گئی تھی اور
ایک لمحے میں رابرٹ خودکشی کر گیا تھا۔

ٹائیگر چند لمحے کھڑا سوچتا رہا کہ اب وہ واپس ہوٹل الیف جائے شاید
فلیپر موجود ہو۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ فلیپر ابھی تک وہاں مفلوج پڑا ہو گا۔
یٹ تو بے کار تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس رابرٹ کی کار کی طرف بڑھا۔
پھر اچانک رک گیا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ مجرموں کی کار استعمال کرنا بھی
ناک ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے منظم مجرم کار میں بھی کوئی نہ کوئی
سٹم رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کار ہی اس سمیت اڑا دی جائے۔ اس لئے
نے کسی ٹیکسی پر واپس جانے کا ارادہ کیا اور پھر وہ کار کی مخالف سمت
جنگل میں ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جنگل کے خاتمے کے
بڑی سڑک پر اسے ٹیکسی مل جائے گی۔ گو اسے فلیپر کے ملنے کی امید کم
کیونکہ ظاہر ہے غیر ملکی اسے اس وقت ہی اٹھا لایا ہو گا۔ جب اس نے
کا بھی کچھ انتظام کیا ہو گا۔ لیکن پھر بھی وہ وہاں جانا چاہتا تھا اور پھر سڑک
پہنچتے پہنچتے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اسے عمران کا پتہ کرنا
ہیئے۔ اگر عمران مجرموں کے قبضہ سے نکل آیا ہے تو اسے پوری اطلاع
ں چاہیئے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی نئی ہدایات دے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ
کہ وہ راستے میں ہی عمران کو فون کرے گا۔ اور اگر عمران نہ ملا تو وہ ایکسٹو
ں بارے میں رپورٹ دے دیگا۔ یہی فیصلہ کر کے وہ جنگل میں آگے
چلا گیا۔

عمران اور بلیک زیرو جیسے ہی گیسٹ رُوم سے باہر نکلے۔
آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے آتے۔ عمران کا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا
"عمران صاحب! ___ آپ خود ہی سارا کام کیے جا رہے ہیں۔
مجھے بھی بتایئے ___ میں بھی ممبران کو کام پر لگا دوں" ___ بلیک ز
نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تم نے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو کیا ہدایات دی ہیں" ___
عمران نے بیحد سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
"بس شہر میں گشت کر رہے ہو ___ اور مشکوک افراد کی تلاش جا
رکھو ___ اور میں کہہ بھی کیا سکتا ہوں" ___ بلیک زیرو ـ
جواب دیا۔
"ظاہر ہے اب ایکسٹو اور کر بھی کیا سکتا ہے ___ سوائے ممبروا
گردش کرانے کے" ___ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

دراصل اس وقت عمران ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا تھا۔ مجرم ہاتھ
نکل جاتے تھے اور وہ وہیں کا وہیں تھا جہاں سے چلا تھا۔
برآمدہ ختم ہوتے ہی وہ دونوں آپریشن رُوم میں داخل ہوئے تو عمران
طرح چونک پڑا۔ سامنے ایک دیوار پر سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے
بجھ رہا تھا۔
اوہ! ___ عمارت کو چیک کیا جا رہا ہے" ___ عمران نے بلب
تے ہی کہا اور پھر وہ بے تحاشا بھاگتا ہوا آپریشن رُوم کراس کر کے اپنی
س لیبارٹری کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ جب کہ بلیک زیرو نے وہیں رُک
اظتی اقدامات کرنے شروع کر دیتے۔ حفاظتی اقدامات کرنے کے
وہ بھی تیزی سے لیبارٹری میں گیا تو عمران ایک بڑی سی مشین پر جھکا ہوا
شین میں زندگی کی لہر دوڑ رہی تھی اور زوں زوں کی تیز آواز سے
ڑی گونج رہی تھی۔
مشین کے درمیان میں ایک بڑی سی سکرین پر شہر کا نقشہ پھیلا ہوا
ور سُرخ رنگ کا ایک نقطہ تیزی سے اس نقشے پر سفر کرتا ہوا
کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔
عمران دانت بھینچے خاموش کھڑا بغور اس نقطے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر
ایک جگہ جا کر رُک گیا۔ اور عمران سکرین پر جھک گیا۔ اس نے اس جگہ
ر سے دیکھا جہاں نقطہ رکا ہوا تھا۔ اور اسی لمحے نقطہ اچانک بجھ
ر عمران ایک طویل سانس لیکر سیدھا ہوا اور پھر اس نے مشین پر
ب مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔
بٹن دبتے ہی مشین کا ایک خانہ کھلتا چلا گیا اور اس میں سے ایک

فوٹوگراف باہر نکل آیا۔

عمران نے فوٹوگراف پکڑا اور پھر مشین کے بٹن آف کر کے وہ واپس آپریشن روم میں آگیا۔ فوٹوگراف پر وہی جگہ نظر آ رہی تھی جہاں وہ سرخ نقطہ رُکا تھا۔

"اس کار میں ٹاکیم پوائنٹ فٹ ہے ---- اور نہ صرف دانش منز مجرموں کی نظر میں آچکی ہے ---- بلکہ ہماری گفتگو بھی جو ہم نے کار قریب کی ہوگی ---- انہوں نے سُن لی ہوگی اور مجھے وہ گفتگو یاد ہے اس گفتگو سے ایکسٹو بھی مجرموں پر ظاہر ہو چکا ہے ---- یہ تو اچھا ہوا ہم عین وقت پر پہنچ گئے اور چیکنگ سسٹم نے اُسے بروقت چیک کر اس طرح اگر وہ دانش منزل کو چیک کر چکے ہیں تو ہم نے بھی ان کے ہیڈ کو ڈھونڈ لیا ہے" ---- عمران نے فوٹوگراف میز پر رکھا اور پھر کی دراز سے شہر کا ایک بڑا نقشہ نکال لیا۔ ابھی وہ نقشہ میز پر پھیلا ہی رہا کہ گیٹ الارم بجنے لگا۔ بلیک زیرو نے چونک کر گیٹ چیکنگ بٹن د دوسرے لمحے سکرین پر گیٹ سے باہر جولیا اپنی کار کے ساتھ کھڑی ن آنے لگی۔

"جولیا کیوں آئی ہے ----؟" بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اسے بھی آنے دو ---- کوئی خاص بات ہو گی" ---- عمران نے اور بلیک زیرو نے گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے گیٹ کھلتا چلا گیا اور پھر جولیا کار سمیت اندر آتی دکھا دی۔ اب سکرین پر اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔

جولیا نے کار مجرموں کی کار کے قریب آ کر روکی اور پھر نیچے اتر کر ا

زی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ایک غیر ملکی کو گھسیٹ کر باہر فرش ینک دیا۔

غیر ملکی کو دیکھتے ہی بلیک زیرو اور عمران دونوں چونک پڑے۔

"جولیا ---- یہ کون ہے" ----؟ عمران نے مائیک کا بٹن دباتے ئے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔

"باس ---- یہ رابن ہڈ تنظیم کا اہم ترین آدمی ہے ---- میں اسے الیف سے اٹھا لائی ہوں۔ جب کہ کیپٹن شکیل ایک اور مجرم کے پیچھے ہے جو عمران کے ساتھی ٹائیگر کو بیہوش کر کے اپنے ہیڈکوارٹر لے ہے" ---- جولیا کی آواز کمرے میں گونجی۔

"تفصیل بتاؤ" ---- عمران نے جولیا کے خاموش ہوتے ہی سخت یں پوچھا اور جولیا نے جونی کلب سے لیکر یہاں پہنچنے تک تمام تفصیل ی۔

"گڈ شو ---- ٹھیک ہے ---- تم کار لیکر واپس اپنے فلیٹ چلی جاؤ میں دیکھ لوں گا" ---- عمران نے اُسے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا اتی ہوئی واپس کار میں بیٹھی اور دوسرے لمحے اس کی کار مڑ کر گیٹ رف بڑھتی چلی گئی۔

بلیک زیرو نے گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا اور جب جولیا کی کار گیٹ ں کر گئی تو گیٹ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

"بلیک زیرو ---- تم اس نقشے کی مدد سے مجرموں کے ہیڈکوارٹر کی ت لوکیشن چیک کرو اور ساتھ ہی تم اپنے تمام ممبروں کو حکم دے دو کہ فوری طور پر دانش منزل کے گرد چھپ کر نگرانی کریں اور دانش منزل کو

اس طرح کیموفلاج کر دو کہ کوئی سائنسی حربہ کارآمد ثابت نہ ہو سکے ۔ البتہ اگ
کچھ افراد اندر آنا چاہیں تو انہیں آنے دو تاکہ انہیں گرفتار کر کے ان ۔
مزید معلومات حاصل کی جا سکیں ـــــ میں جا کر اس غیر ملکی سے پوچھ گ
کروں ـــ یہ واقعی اہم آدمی معلوم ہوتا ہے" ـــــ عمران نے بلیک ز
کو ہدایات دیں اور خود واپس لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ وقت
کم تھا اس لئے وہ اس غیر ملکی پر بھی ہپناٹزم والا حربہ استعمال کرنا چاہتا تھ
اور بلیک زیرو نے عمران کے اٹھتے ہی ٹرانسمیٹر سنبھال لیا تاکہ ممبروں ک
ہدایات دے سکے۔

" سنو! ـــ جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے فلیٹس
رہیں۔ کیونکہ وہ بہرحال مجرموں کی نظروں میں آ گئے ہیں ـــ اور اگر ٹائیگ
کی کال آئے تو اس سے کہانی سن کر اسے بھی واپس اس کے ٹھکان
پر جانے کا حکم دے دینا" ـــــ عمران نے سرنج اٹھاتے ہوئے لیبارٹ
سے واپس آتے ہوئے کہا۔

" مگر ٹائیگر کو تو وہ غیر ملکی ہیڈ کوارٹر لے گیا ہے" ـــــ بلیک زی
نے جولیا سے ملنے والی معلومات کی بنا پر کہا۔

" بکواس ـــ اتنی آسانی سے یہ لوگ کسی کو ہیڈ کوارٹر میں نہیں لے
اور اگر وہ لے بھی گئے ہیں تو وہ کوئی عارضی اور نمائشی ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ بہرحا
ٹائیگر بے حد ذہین اور چالاک آدمی ہے۔ وہ ضرور ان کے پنجے سے نک
آئے گا ـــ اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی معلومات بہم پہنچاتے۔ کیونک
اس فلیپر پر بھی اصل حملہ اسی نے کیا ہے ـــ جولیا اور کیپٹن شکیل
بعد میں پہنچے ہیں" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ سرن

ے آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔
پر ابھی تک برآمدے کے سامنے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ عمران نے سرنج
ی کی بوتل جیب میں ڈالی اور پھر فرش پر پڑے ہوئے بیہوش فلیپر
چلا گیا۔ اس نے سب سے پہلے اس کا منہ کھول کر اس کے دانت
ے شروع کر دیئے۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ فلیپر کے دانت
رد خلا خالی تھا۔ اس میں سے کیپسول پہلے ہی نکال لیا گیا تھا اور
ل ہی دل میں ٹائیگر کی ذہانت کی داد دینے لگا۔ ٹائیگر اب واقعی
یز ہوتا چلا جا رہا تھا۔ یقیناً اسی نے کیپسول نکالا ہو گا اور ٹائیگر کی اس
سے ظاہر تھا کہ اس غیر ملکی سے ٹکرانے سے پہلے وہ کسی اور سے
چکا ہے اور اس کے خودکشی کرنے پر ہی ٹائیگر کو اس بات
لا ہو گا۔

مران نے فلیپر کو اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے گیسٹ روم کی طرف بڑھتا
گیسٹ روم میں ابھی تک نارمن کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

وہ! ـــ یہ شاید قبر کی انتظار میں پڑے ہیں" ـــــ عمران نے
یب طرف ڈالتے ہوئے نارمن کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر اس
ے کی جنوبی دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دیوار میں
ا سا خلا بنتا چلا گیا۔ عمران نے اندر ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا تو خلا
ا کا سا ہوا اور پھر خلا میں تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ یہ برقی بھٹی تھی۔
واپس مڑا اور نارمن کی لاش اٹھا کر اس نے اس خلا میں پھینکی
میں بند کر دیا۔
وبھئی تم تو آرام کرو ـــ خوامخواہ انتظار کی کوفت میں پڑے ہوئے تھے"۔

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ فرش
پڑے ہوئے فلیپر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
عمران نے جیب سے سرنج نکال کر اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ
کی اور پھر دوسری شیشی میں موجود قوتِ ارادی کو ختم کر دینے والا م
اس نے سرنج میں بھرا اور اس کے بعد وہ اطمینان سے فرش پر بے
پڑے ہوئے فلیپر کے بازو کی طرف بڑھا تاکہ اُسے انجکشن لگا کر پھر ا
سے ہپناٹزم کی مدد سے معلومات حاصل کرے۔
مگر جیسے ہی وہ انجکشن لگانے کے لئے پیروں کے بل پر
بیہوش پڑے ہوئے فلیپر کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے
جو بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اچھل کر پیچھے جا گرا۔ سرنج اور م
اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دُور جا گرا تھا اور پھر فلیپر بھوکے د
کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔
عمران نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے کر
بدلی۔ مگر فلیپر کے سر پر تو وحشت سوار تھی۔ وہ بھی ساتھ ہی مڑتا
اور دوسرا لمحہ عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب تیزی
کروٹ بدلنے کے باوجود فلیپر اس پر چھاتا چلا گیا۔ عمران نے ٹانگیں
فلیپر لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے وہ اس کی دونوں ٹانگوں کے د
آکر اس نے انتہائی تیزی سے اپنے جسم کو مخالف سمت میں باز
اور ٹانگوں سمیت سر موڑتا چلا گیا اور عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی کی
سے مخالف اطراف میں پھیلتی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی فلیپ
بم کی طرح اچھلا اور اس کا پورا جسم عمران کے پیٹ کے نچلے حصے

ن کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ دو خوفناک داؤ بیک وقت اس
کھیلے گئے تھے اور عمران کے دماغ پر اندھیرے سے چھاتے چلے گئے
ن نے اپنے سر کو تیزی سے جھنجھوڑا۔ مگر بے سُود۔ اندھیروں کی چادر
ں کی توقع سے کہیں زیادہ دبیز تھی۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے
ی ناکام کوشش جاری رکھی۔ لیکن اس بار اس کی کوئی کوشش بھی
میاب نہ ہو سکی۔

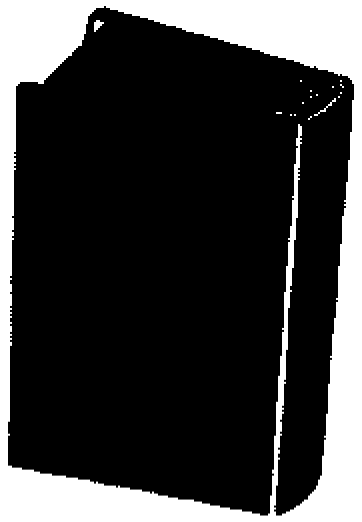

عمران کے جاتے ہی بلیک زیرو ٹرانسمیٹر پر سیکرٹ سروس کے
ممبران کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے فوری طور پر تمام
ممبران کو سوائے جولیا اور کیپٹن شکیل کے دانش منزل میں اکٹھے ہونے کا حکم
دیا اور انہیں کہا کہ وہ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں دانش منزل کے
میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں تاکہ انہیں ہدایات دی جا سکیں۔ اس کا
خیال تھا کہ مجرم دن کے وقت چونکہ دانش منزل پر حملہ کرنے سے گریز کریں
گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ ممبروں کو باقاعدہ پلاننگ کی صورت میں ڈیوٹیاں
دے۔ ادھر عمران بھی فلیپر سے پوچھ گچھ سے فارغ ہو جائے گا اس لئے

ہوسکتا ہے کہ نئی ملنے والی معلومات کے مطابق وہ کوئی نئی ہدایات
پسند کرے۔ اس لئے اس نے تمام ممبروں کو دانش منزل اکٹھے ہونے کا
حکم دے دیا۔ تاکہ عمران کے آنے کے بعد وہ اطمینان سے باقاعدہ
ہدایات دے سکے۔

ممبروں کو ہدایات کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر ایک طرف رکھ
پھر وہ دانش منزل کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے میز کے ایک حصے
لگے ہوئے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھائے تاکہ دانش منزل کو کیموفلا
کر سکے۔ دانش منزل میں ایسا سائنسی سسٹم نصب تھا کہ اسے ہر قسم
حملے سے فوری طور پر کیموفلاج کیا جا سکتا تھا اور کیموفلاج ہونے کے بعد
ہی اس میں کوئی فرد کسی بھی طریقے سے داخل ہو سکتا تھا اور نہ ہی کو
سائنسی حربہ کامیاب ہو سکتا تھا حتیٰ کہ ایٹم بم تک بھی ایسی صورت
دانش منزل میں پھینکا جاتا تو بیکار ہو جاتا۔ لیکن پھر اس نے ہاتھ روک
کیونکہ وہ ممبروں کو دانش منزل کے میٹنگ ہال میں اکٹھے ہونے کا حکم
چکا تھا اور ظاہر ہے کیموفلاج کرنے کے بعد ممبر بھی اندر داخل نہ ہو
سکتے۔ البتہ اس نے چیکنگ نظام آن کر دیا تاکہ اگر کوئی شخص چ
چھپے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے گرفتار کیا جا سکے۔

اسی لمحے گیٹ سکرین روشن ہو گئی اور بلیک زیرو کو سکرین پر گیٹ
باہر تنویر کھڑا ہوا نظر آیا۔ اور بلیک زیرو نے گیٹ کھولنے کا بٹن د
کے ساتھ ساتھ گیسٹ روم کا دروازہ بھی جام کرنے کا بٹن آن کر دیا
اچانک خیال آ گیا تھا کہ کہیں عین اس وقت جب ممبر اندر آ رہے ہ
عمران گیسٹ روم سے باہر نہ آ جائے۔ اس طرح عمران کی دانش من

اس انداز سے موجودگی گڑبڑ کر دے گی اور ایکسٹو کی شناخت کے بارے
ایک بار پھر ممبروں میں شک وشبہ پیدا ہو جائے گا۔ یا کم از کم عمران کی
ثیت اور کردار کو ضرور مشکوک نظروں سے دیکھا جائے گا۔ اس لئے
نے گیسٹ روم کا دروازہ لاک کر دیا تاکہ ممبروں کی آمد کے دوران عمران
بھی نہ آ سکے۔

ایک لمحے کے لئے اسے یہ بھی خیال آیا تھا کہ وہ عمران کو کمرے میں
کے ذریعے اطلاع کر دے کہ وہ ابھی باہر نہ آئے لیکن بلیک زیرو
تھا کہ عمران ہپناٹزم کے ذریعے پوچھ گچھ کر رہا ہو گا۔ اس لئے ایسی
رت میں اس کی توجہ ہٹانا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ اور پھر
تہ آہستہ ممبران دانش منزل میں داخل ہوتے چلے گئے۔

بلیک زیرو نے احتیاطاً سیاہ رنگ کا نقاب منہ پر چڑھا لیا تھا۔ اس
یہ عادت سی بن گئی تھی کہ وہ احتیاط کا کوئی بھی پہلو ہاتھ سے نہ جانے
تھا۔ صفدر بھی ہسپتال سے فارغ ہو کر چونکہ اپنے فلیٹ میں پہنچ
تھا اس لئے اب اسے صفدر کے پہنچنے کی امید تھی۔ اور پھر تھوڑی
بعد اسے دروازے پر صفدر کھڑا نظر آیا تو اس نے گیٹ کھول کر
فدر کو اندر آنے کی اجازت دی۔

جب صفدر میٹنگ روم میں چلا گیا تو بلیک زیرو نے میٹنگ روم کا
وازہ بند کر دیا اور ساتھ ہی اس نے گیسٹ روم کا جام کر دینے والا سسٹم
ی آف کر دیا۔ اب اسے عمران کے واپس آنے کا انتظار تھا۔ اس کے آنے کے
ہی وہ ممبروں کو ہدایات دینا چاہتا تھا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے عمارت

کے اندر بیس پچیس سے بھی زیادہ گول گول چیزوں کو باہر سے آکر گر
دیکھا۔ اور ابھی بلیک زیرو سوچ ہی رہا تھا کہ یہ چیزیں کیا ہیں کہ وہ
کے سارے بیک وقت پھٹ پڑے۔ اور ان سے سُرخ رنگ کا
دھواں نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے چاروں طرف پھیلنا شروع ہو
بلیک زیرو نے پھرتی سے اس دھوئیں کو بے اثر بنانے کا
آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ شل ہوتا چلا گیا
اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم مفلوج ہوتا چلا گیا۔ اب وہ
پر نقاب چڑھائے مفلوج حالت میں بیٹھا صرف دیکھ سکتا تھا اور
کر سکتا تھا۔ نجانے اس دھوئیں میں کیا خاصیت تھی کہ پلک جھپ
میں اندر آپریشن روم میں بیٹھے ہوتے بلیک زیرو کا جسم شل ہوتا چلا
پھر بلیک زیرو نے بڑی بے بسی کے عالم میں پچاس ساٹھ افراد کو دیو
سے کود کر اندر آتے دیکھا۔ ان سب کے جسموں پر پاکیشیا کی سرکاری فوجی
تھی اور ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے دانش منزل پر
فوج نے باقاعدہ حملہ کر دیا ہو۔ ان سب کے چہروں پر گیس ماسک چ
ہوئے تھے۔

اور پھر ان میں سے چند نے دوڑ کر گیٹ کھول دیا اور دوسرے
کئی فوجی گاڑیاں تیزی سے اندر داخل ہوتی چلی گئیں اور فوجی تیز
پوری دانش منزل میں پھیلتے چلے گئے۔ ان کے انداز میں بے
چستی تھی۔ ان کا لیڈر ایک چست و چالاک قسم کا فوجی افسر تھا
کے کاندھے پر مخصوص بیج لگے صاف نظر آرہے تھے۔ اور دانش م
جسے عمران نے ناقابلِ تسخیر بنا کر رکھ دیا تھا۔ بلیک زیرو کی نظروں

سامنے بڑی آسانی سے تسخیر ہو چکی تھی اور دنیا کی طاقتور ترین سیکرٹ
سروس کا چیف ایکسٹو اپنی کرسی پر بڑی بے بسی کے عالم میں بیٹھا یہ
سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ بے بس
تھا۔ قطعی بے بس۔ البتہ اس کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں کہ
کہ آخر یہ سب کیا چکر چل رہا ہے ـــــــــ؟ ملکی فوج نے آخر اس
طرح دانش منزل پر منظم حملہ کیوں کیا ہے؟

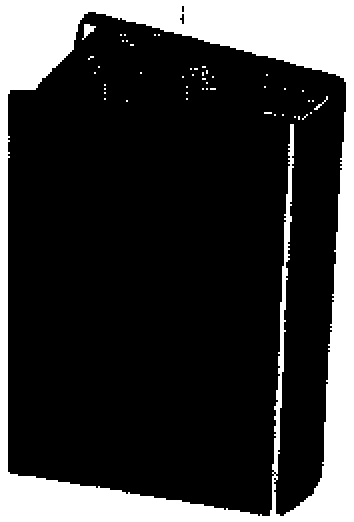

ٹائیگر جیسے ہی سڑک پر پہنچا، اُسے جلد ہی ایک خالی ٹیکسی مل
گئی اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی اس
نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک ٹیلیفون بوتھ
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہوتے ہی
سب سے پہلے سکے ڈال کر عمران کے فلیٹ کا نمبر گھمایا۔ مگر وہاں سے
جب اُسے اطلاع ملی کہ عمران موجود نہیں۔ وہ پیغام نوٹ کرا دے تو
اس نے کریڈل دبا کر اس بار دانش منزل میں ایکسٹو کا نمبر گھمایا۔ لیکن
دوسری طرف سے بھی چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ پھر کسی نے رسیور

اٹھالیا۔

" ہیلو ہیلو ـــــ میں ٹائیگر بول رہا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے را
قائم ہوتے ہی مودبانہ لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھ
حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب دوسری طرف سے جواب د
بغیر رسیور رکھ دیا گیا۔ اور ٹائیگر کا دماغ یکلخت گھوم گیا۔ کیونکہ یہ ا
صدی کی حیرت انگیز بات تھی۔ ایکسٹو موجود ہوتا تو یقیناً یہ پرائیو
فون سنتا۔ اور یہاں بھی یہی سسٹم تھا کہ اگر ایکسٹو موجود نہ ہوتا تو
کمپیوٹر ٹیپ یہ اطلاع دے دیتی کہ ایکسٹو لائن پر نہیں ہے پیغام نو
کرا دیا جائے۔ مگر رسیور اٹھا کر بغیر کوئی بات کئے یا سنے رسیور رکھ دینا ا
ایسا اقدام تھا جس کا کوئی جواز بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ اس نے دوبا
سکے ڈالے اور ایک بار پھر ایکسٹو کا نمبر گھمایا مگر اس بار ادھر
انگیج ٹون سنائی دیتی رہی اور ٹائیگر کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ
بھی ایک عجیب و غریب چیز تھی۔ ایکسٹو کا فون ایسا تھا کہ اسکی بیک ڈ
کئی لائنیں تھیں۔ اگر ایک لائن انگیج ہوتی تو دوسری لائن سپارک کر
اور ایکسٹو اس لائن کو ہی اٹنڈ کر لیتا تھا۔ اور ٹائیگر کے ذہن میں فو
ہی جھماکا سا ہوا کہ دانش منزل میں کوئی شدید قسم کی گڑبڑ ہوئی ہے۔ ا
نے رسیور کریڈل پر پھینکا اور پھر بھاگتا ہوا وہ فون بوتھ سے نکل آیا۔ ا
کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ دانش من
میں کوئی شدید قسم کی گڑبڑ ہو چکی ہے۔

فون بوتھ سے باہر آتے ہی اس نے سرچ لائٹ جیسی نظروں
ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں ایک پانوں والی دکان کے سامن

ے موٹر سائیکل پر پڑیں۔ موٹر سائیکل پر ایک داڑھی والا سوکھا سڑا سا
ان بیٹھا ہوا دکان کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے دوستوں سے
ں مار رہا تھا۔ موٹر سائیکل کا انجن سٹارٹ تھا۔
ٹائیگر تیزی سے اس موٹر سائیکل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جاتے
موٹر سائیکل کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر اس سے پہلے کہ موٹر سائیکل
ار حیرت زدہ انداز میں اس سے کچھ پوچھتا۔ ٹائیگر کا دوسرا ہاتھ بجلی کی
تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ سوکھا سڑا بذات خود ہیرو بنا ہوا نوجوان
گیند کی طرح اچھلتا ہوا دکان کے سامنے کھڑے ہوئے اپنے دوستوں
ٹکرا۔ اور ان سب کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔ مگر ٹائیگر کے پاس
وقت نہیں تھا کہ وہ ان کی حیرت زدہ چیخوں پر کان دھرتا۔ اس
ھے سڑے ہیرو کو اچھالتے ہی وہ اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھا۔ اور
ے لمحے موٹر سائیکل کسی خلائی راکٹ کی طرح آگے دوڑتا چلا گیا۔
یگر نے پیچھے مڑ کر بھی دیکھنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ اس کے ذہن
تو دانش منزل میں ہونے والی گڑبڑ کسی عفریت کی طرح سوار تھی
پھر وہ پوری رفتار سے موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا جلد ہی اس چوک
پہنچ گیا جہاں سے دانش منزل کو سڑک جاتی تھی۔ مگر چوک پر فوجی
ہیوں نے اسے روک لیا۔ انہوں نے پوری سڑک بلاک کر رکھی تھی۔
" ادھر جانا منع ہے ـــــ فوجی کارروائی ہو رہی ہے ـــــ آپ
رے راستے سے جائیں" ـــــ ایک فوجی جوان نے بڑے کرخت
ے میں کہا۔
فوجی کارروائی ـــــ اور اس سڑک پر" ـــــ ؟ ٹائیگر کے ذہن

میں دھمکے ہونے لگے۔ کیونکہ اس سڑک پر دانش منزل کے علاوہ ا
کوئی ایسی عمارت نہ تھی جہاں فوجی کارروائی ہو سکتی۔ اس نے تیزی
موٹر سائیکل موڑا اور پھر وہ دائیں طرف سے ہوتا ہوا ایک بائی روڈ
پہنچ گیا۔ اس بائی روڈ پر کوئی فوجی موجود نہ تھا۔

ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ بائی روڈ دا
منزل سے تھوڑی دور مین روڈ پر جا کر ملتی تھی اور جس وقت وہ مین
کے قریب پہنچا تو اس نے چار پانچ فوجی گاڑیوں کو ایک دوسر
کے پیچھے تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے جنوبی سمت جاتے دی
چار فوجی جیپیں بھی ان کے پیچھے تھیں۔

ٹائیگر تیزی سے مین روڈ پر پہنچا۔ اس وقت سڑک خالی پڑی تھ
وہاں ایک بھی فوجی نظر نہ آ رہا تھا۔ بلکہ رکی ہوئی عام ٹریفک اب چل
لگی تھی۔ لوگوں کے چہروں پر حیرت اور تعجب کے تاثرات تھے۔ ٹا
تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دانش منز
گیٹ پوری طرح کھلا ہوا دیکھا۔ اس نے موٹر سائیکل کو سٹینڈ کیا اور
اچھل کر وہ دانش منزل میں داخل ہو گیا۔ مگر پوری عمارت سنسان
تھی۔ سامنے برآمدے میں ایک دروازہ بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ اور ٹائیگر سر
ہلاتے پیروں ہی واپس لوٹا۔ وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔ اب اُ
خیال آ رہا تھا کہ فوجی سپاہی جس نے اُسے چوک پر روکا تھا اس کا
تو مقامیوں جیسا تھا لیکن آنکھیں ہاں آنکھیں غیر ملکیوں جیسی تھیں
پھر باہر آ کر اس نے پھاٹک کو دھکیل کر بند کر دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھ
پھاٹک کھلے رہنے سے فالتو لوگ اندر داخل ہو سکیں۔

پھاٹک بند کرتے ہی ٹائیگر ایک بار پھر موٹر سائیکل پر سوار ہوا اور اس
نے پوری رفتار سے موٹر سائیکل کو اس طرف دوڑانا شروع کر دیا جدھر
جی گاڑیاں گئی تھیں۔ آگے جا کر چوک پر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور
ھر اس نے سڑک پر نشانات کو غور سے دیکھتے ہوئے موٹر سائیکل کو تیزی
سے بائیں طرف جانے والی ایک سڑک پر موڑا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی
یز رفتاری سے موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک
ور چوک پر پہنچ گیا۔ جس سڑک پر فوجی ٹرک گئے تھے۔ وہ ایک لمبا چکر
اٹ کر اس چوک سے آملتی تھی اور ٹائیگر نے غور سے اس سڑک پہ
ڑکوں کے نشانات دیکھنے شروع کر دیئے چونکہ یہ شہر کا بیرونی علاقہ تھا
اس لئے یہاں سڑک پر گرد ہر وقت پڑی رہتی تھی اور بھاری گاڑیوں کے
شانات صاف دکھائی دیتے تھے۔ دوسرے لمحے اُسے نشانات پکنک
وائنٹ کی طرف مڑتے ہوئے دکھائی دے گئے۔ اور ٹائیگر سر پہ ہاتھ
پھیرتا ہوا تیزی سے اسی سڑک پر موٹر سائیکل دوڑاتا چلا گیا۔ اور پھر پکنک
وائنٹ سے تھوڑا پہلے اس نے فوجی گاڑیوں کے قافلے کو انتہائی تیز
فتاری سے سڑک پر دوڑتے دیکھا۔ یہ کارواں خاصی دور تھا اُسے دیکھتے
ی ٹائیگر نے رفتار نہ صرف آہستہ کر لی بلکہ اس نے سڑک چھوڑ کر درختوں
ی آڑ میں موٹر سائیکل دوڑانا شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ کارواں
یقیناً پکنک پوائنٹ کی طرف مڑے گا۔ لیکن کارواں سیدھا آگے بڑھتا
چلا گیا۔ اب تو ٹائیگر چونک پڑا۔ یہ چکر اس کی سمجھ سے باہر ہو رہا تھا۔
اگر یہ مجرم تھے تو پھر انہیں یقیناً پکنک پوائنٹ کی طرف جانا چاہیئے
تھا۔ کیونکہ رابرٹ بھی اُسے ادھر ہی لے گیا تھا۔ اور ٹائیگر کے اندازے

کے مطابق مجرموں کا ہیڈکوارٹر پہاڑیوں کے آس پاس کہیں ہونا چاہیئے مگر یہ فوجی کارواں تیزی سے آگے ساحل سمندر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ادھر سڑک بھی بالکل سنسان تھی۔ اس سڑک پر مجرموں کا تعاقب کرنا بھی خطرناک تھا۔ اُسے بڑی آسانی سے رائفل کے ذریعے گولی ماری جا سکتی تھی۔

ٹائیگر یہی سوچتا ہوا درختوں کی آڑ لیتا کارواں کا تعاقب کرتا رہا۔ ساحل سمندر پر پہنچ کر کارواں گرین بیچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گرین بیچ جہاں ریت ہی ریت تھی اور شام کو وہاں منچلے جوڑے جو تنہائی کے شوقین تھے کہیں کہیں گھومتے دکھائی دیتے تھے۔

ٹائیگر کو اچانک ایک خیال آگیا۔ اس نے موٹر سائیکل کو ایک طرف سٹینڈ کیا اور پھر بھاگتا ہوا وہ سڑک پر لگے ہوئے فون بوتھ میں گھستا چلا گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے سکے ڈال کر بوتھ آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

" پی۔ اے ٹو سیکرٹری وزارتِ خارجہ " ـــــ دوسری طرف سے مشینی سی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں ـــــ سرسلطان سے بات کراؤ ـــــ جلدی " ـــــ ٹائیگر نے عمران کی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

" ہولڈ آن کریں " ـــــ عمران کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے پی۔ اے نے تیزی سے کہا۔ کیونکہ وہ سب عمران اور سرسلطان کے تعلقات کو اچھی طرح جانتے تھے۔

" عمران بیٹے ! ـــ کیا بات ہے " ـــــ ؟ چند لمحوں بعد ہی دوسری

۔۔ سے سرسلطان کی شفیق اور نرم آواز سنائی دی۔

سرسلطان ! ـــــ میں عمران کا ساتھی ٹائیگر بول رہا ہوں ـــــ میں
مران کا نام اس لئے استعمال کیا تھا تاکہ جلد از جلد آپ سے بات
لے ـــــ عمران صاحب فلیٹ سے غائب ہیں۔ اور ابھی تھوڑی
پہلے ایک فوجی دستے نے دانش منزل پر ریڈ کیا ہے جناب ـــــ
منزل کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اندر
دروازے بھی ٹوٹے ہوتے ہیں ـــــ فوجیوں نے پوری سڑک
کر رکھی تھی ـــــ مجھے شک گزرا تو میں ان کا تعاقب کر رہا
ـــــ ایکسٹو کے ٹیلیفون کا رسیور بھی کریڈل سے اٹھا کر علیحدہ
دیا گیا ہے ـــــ میں نے پھاٹک تو بند کر دیا ہے۔ اور آپ
کر کیا واقعی فوج نے ریڈ کیا ہے " ـــــ ٹائیگر نے تیز تیز
میں کہا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کونسا فقرہ پہلے کہے اور کونسا
یں۔ اس لئے جو منہ میں آیا کہتا چلا گیا۔

اوہ ! ـــ کیا کہہ رہے ہو تم ـــــ ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ ؟
ں کا ریڈ ـــــ یہ ناممکن ہے۔ کیا نام بتایا ہے تم نے " ـــ ؟
لطان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

میرا نام ٹائیگر ہے جناب ـــــ اور میں عمران صاحب کا پرائیویٹ
ہوں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر ـــــ مجھے پہلے ہی
تھا کہ مجرموں نے فوجیوں کی وردی پہن کر دانش منزل پر ریڈ کیا
ـــــ یہ مجرم یقیناً رابن ہڈ تنظیم سے متعلق ہیں ـــــ بہرحال
ن کا پیچھا کر رہا ہوں۔ اس وقت میں ساحل سمندر سے فون کر رہا

ہوں ـــــ یہ فوجی کارواں گرین بیچ کی طرف گیا ہے۔ آپ برائے مہر
عمران صاحب کو ٹریس کر کے انہیں اطلاع کر دیں ـــــ میں بہر حا
اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ مجرموں کے پہنچنے سے دانش
منزل سے اغوا کئے جانے والوں کو چھڑوا سکوں۔ بائی بائی" ـــــ ٹا
نے دوسری طرف سے کوئی بات سُنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ اُ
مجرموں کی طرف سے فکر تھی کہ کہیں وہ ہاتھ سے نہ نکل جائیں او
پھر وہ موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا گرین بیچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
فوجی کارواں نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا اور اب ریت
موٹر سائیکل دوڑانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے پرلنے لا
ہاؤس ٹاور کے احاطے میں موٹر سائیکل موڑی اور پھر نیچے اتر کر تیز
سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ اب یہی ای
صورت تھی جس سے وہ دُور تک مجرموں کی نقل و حرکت کو چیک کر
تھا۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر لائٹ ہاؤس ٹاور کی سب سے اوپر والی
پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے دُور ریت میں رُکے ہو
فوجی کارواں کو دیکھ لیا۔ ان فوجی گاڑیوں کے ساتھ چار بڑی بڑ
کاریں موجود تھیں۔ اور ایک فوجی گاڑی سے کچھ افراد کو اٹھا اٹھ
ان کاروں میں منتقل کیا جا رہا تھا۔
ٹائیگر کی تیز نظریں سب کچھ واضح طور پر دیکھ رہی تھیں اور
سیکرٹ سروس کے ممبران کو پہچانتا تھا اور پھر جب اس نے ایک ا
چڑھے آدمی کو کار میں منتقل ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ سیکرٹ ر

یف ایکسٹو ہے۔ سب کے جسم شل محسوس ہو رہے تھے۔
اُسی لمحے اس کی نظریں عمران پر پڑیں جس کی آنکھیں بند تھیں
گردن ٹوٹ کر لٹک رہی تھی۔ اور ٹائیگر کے ذہن میں دھماکے سے
نے لگے۔ اُسے یوں لگا جیسے اس کے ذہن اور جسم میں کئی ایٹم بم
ہی وقت میں پھٹ پڑے ہوں۔ عمران کو اس انداز میں دیکھتے
اس کا خون فوارے کی طرح اچھلنے لگا۔ اور وہ سیڑھی سے چھلانگیں
ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے ذہن پر وحشت کی سُرخ چادر
ھ گئی تھی۔
مجرموں نے نجانے کیا کیا تھا کہ تقریباً سارے ہی سیکرٹ سروس کے
ران ان کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔
نیچے اترتے ہی وہ موٹر سائیکل پر بیٹھا اور پھر اس نے بے تحاشا
ٹر سائیکل ادھر دوڑانی شروع کر دی۔ مگر تھوڑی ہی دُور آگے جا کر
ٹر سائیکل جھٹکے کھانے لگی اور پھر فوراً ہی بند ہو گئی۔ ٹائیگر نے موٹر
ئیکل کو چیک کرنا بھی گوارہ نہ کیا اور اس نے موٹر سائیکل پھینکی اور
ت پر اندھا دُھند دوڑنا شروع کر دیا۔ اس کا رُخ اس عارضی اور کچی
ک کی طرف تھا جو گرین بیچ کی طرف جاتی تھی۔
کاروں میں منتقل ہونے سے صاف ظاہر تھا کہ مجرم کاروں میں
وار ہو کر اپنے اڈے پر جائیں گے۔ انہوں نے یہ ریتیلا ساحل صرف
جی گاڑیوں کو چھوڑنے کے لئے منتخب کیا ہے۔
ٹائیگر بے تحاشا دوڑتا ہوا سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ ہانپتا کانپتا اس کچی سڑک پر پہنچ گیا۔ سڑک کے اردگرد ریت

کے بڑے بڑے ٹیلے تھے۔
ٹائیگر ایک ٹیلے کی آڑ میں لیٹ کر اپنا سانس برابر کرتا رہا اور پھر اس توقع کے عین مطابق چار کاریں اُسے واپس آتی دکھائی دیں۔ گہری ریت وجہ سے ان کی رفتار خاصی کم تھی۔ ٹائیگر خاموش پڑا رہا۔
تھوڑی دیر بعد پہ [illegible] کار ٹائیگر کے قریب سے گزر گئی۔ اس کے بعد دوسری اور پھر [illegible] جب چوتھی کار ٹیلے کے نزدیک آئی تو ٹائیگر چو ہو گیا۔
پھر جیسے ہی کار ٹیلے کے نیچے سے گزری، ٹائیگر نے آہستہ سے کی چھت پر چھلانگ لگا دی۔ گو اس نے اپنے طور پر احتیاط کی تھی لیکن کے باوجود اندر موجود لوگوں کو کودنے کے دھماکے کا احساس ضرور ہوا اس کے ساتھ ہی کار کے بریک چرچرائے اور وہ رُکتی چلی گئی۔
ٹائیگر نے کار کے آہستہ ہوتے ہی تیزی سے ساتھ والے ٹیلے پر چھ لگائی۔ اب اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کار میں سوائے ڈرائیور اور کوئی نہ تھا اور ڈرائیور کا دروازہ بھی دوسری طرف تھا۔ چنانچہ جیسے ہی رُکی اور ڈرائیور دروازہ کھول کر دوسری طرف سے اترا، ٹائیگر تیزی سے پھسلتا ہوا کار کے نیچے اترتا چلا گیا۔
ڈرائیور نے ادھر آکر اور پھر پیچھے مڑ کر کار کو اچھی طرح دیکھا۔ لیک اُسے نیچے دیکھنے کا خیال تک نہ آیا۔ چنانچہ وہ دوبارہ کار کے درواز کی طرف بڑھا۔ اتنی دیر میں ٹائیگر تیزی سے رینگتا ہوا کار کی ڈگی کے سے نکل آیا۔ وہ پہلے ہی جیب سے ایک تار نکال چکا تھا اور جب تک ڈرائیور کار میں بیٹھ کر دروازہ بند کرتا، ٹائیگر ڈگی کا تالا کھول چکا تھا۔

لمحے کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی تو ڈگی بھی تھوڑی سی کھلتی چلی گئی لیکن چونکہ ٹائیگر نے اُسے پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ زیادہ نہ کھل سکی اور ٹائیگر چکنی مچھلی کی طرح اپنے جسم کے مطابق موجود خلا میں ڈگی میں اترتا چلا گیا اس نے ڈگی کو اندر سے تھام رکھا تھا۔
کار چند لمحے آہستہ آہستہ چلی اور پھر اس کی رفتار تیز ہوتی چلی گئی۔
ٹائیگر اب مطمئن پڑا ہوا تھا۔ اس کا منصوبہ حیرت انگیز طور پر کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو اس ڈرائیور کو آسانی سے مار کر گرا سکتا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ مجرم بے حد ہوشیار ہیں۔ وہ اُسے بھون ڈالتے۔ اور وہ کسی صورت اکیلا ان سب کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اس طرح وہ کم از کم ان کے اڈے کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ بعد میں ہر قسم کی کوشش بھی کی جا سکتی تھی۔
چنانچہ وہ اطمینان سے ڈگی میں سمٹا ہوا کار کے ساتھ ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ درز میں سے وہ باہر کا منظر بھی دیکھ رہا تھا۔ ساحل سمندر سے ہوتی ہوئیں کاریں ایک پہاڑی کے دامن میں ایک لمحے کے لئے رکیں ٹائیگر چونکہ صرف پیچھے کا منظر دیکھ سکتا تھا اس لئے وہ خاموش پڑا رہا۔
چند لمحوں بعد کار ایک بار پھر حرکت میں آئی۔ اس کا رُخ سیدھا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ کیونکہ وہ کار پہاڑی کے اندر گھستی چلی جا رہی تھی۔ پہاڑی کی ایک بہت بڑی چٹان اوپر کو اٹھی ہوئی تھی اور پھر جیسے ہی کار اس چٹان کے نیچے سے گزری چٹان آہستہ آہستہ نیچے ہونا شروع ہو گئی۔ کار ایک موڑ مڑ کر ایک بار پھر رُک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی غیر ملکی آوازوں کا ملا جلا شور اور کاروں

کے دروازے کھلنے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر دم سادھے خاموش پڑا تھا۔ پھر کافی دیر تک وہاں شور سنائی دیتا رہا۔ اور کاروں میں سے کچھ چیزیں منتقل کی جاتی رہیں اور آہستہ آہستہ شور کم ہوتا چلا گیا۔

جب ٹائیگر نے محسوس کیا کہ اب وہاں کسی قسم کا کوئی شور اور کوئی آواز باقی نہیں رہی تو اس نے آہستہ سے ڈگی کو اوپر اٹھایا اور پھر انتہائی احتیاط سے باہر نکل آیا۔ ڈگی کو دوبارہ بند کر کے وہ چند لمحے کار کی اوٹ میں دبکا رہا۔ پھر سیدھا ہوا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ چٹانیں کاٹ کر یہ ایک بڑا سا کمرہ بنایا گیا تھا جس میں وہ چاروں کاریں موجود تھیں سامنے ایک لکڑی کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھولا اور دوسری طرف جھانکنے لگا۔ یہ ایک طویل راہداری بنائی گئی تھی راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔

ٹائیگر دروازہ کھول کر تیزی سے راہداری میں گھسا اور پھر دیوار کے ساتھ لگ کر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پہلے دروازے کے قریب رک کر اس نے اندر کی آہٹ لی۔ اندر خاموشی تھی۔ ٹائیگر پھرتی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں فوجی وردیاں اور اسی قسم کا دوسرا سامان موجود تھا۔ وہاں گیس ماسک بھی پڑے ہوئے تھے۔ اور ساتھ ہی ایک الماری میں جس کے دروازے شیشے کے تھے، مختلف رنگوں کے محلول پڑے ہوئے تھے ٹائیگر نے تیز نظروں سے محلول کی شیشیوں کا جائزہ لیا اور دوسرے لمحے چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں ایک محلول کی شیشی قطار میں سے غائب تھی۔ شیشی

کا دائرہ جو گرد پر بنا ہوا تھا بتا رہا تھا کہ یہاں سے ابھی ابھی شیشی اٹھائی گئی ہے اور پھر ٹائیگر کی نظریں ساتھ والی شیشی پر جم گئیں۔ اس شیشی میں سرخ رنگ کا محلول تھا۔ ٹائیگر اس محلول کی خاصیت جانتا تھا۔ یہ محلول ہر قسم کی گیس کے اثرات ختم کر دیتا تھا۔ ٹائیگر نے الماری کھول کر وہ شیشی اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور باہر کی سن گن لینے لگا، مگر راہداری میں خاموشی تھی۔ وہ تیزی سے دروازے سے نکلا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

ابھی وہ دوسرے کمرے کے دروازے تک نہ پہنچا تھا کہ اسے دور سے قدموں کی تیز آواز سنائی دی اور پھر وہ پھرتی سے دروازے کے قریب رکا۔ اس کے پٹ ـــ کو دھکیلا۔ یہ دروازہ بھی اس کی خوش قسمتی سے کھلا ہوا تھا۔ شاید اپنے اڈے میں مجرموں کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس لئے دروازے لاک کرنے کی انہیں ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی اسی لمحے راہداری کے آخری موڑ پر اسے قدموں کی آوازیں ابھرتی سنائی دیں۔ اور ٹائیگر پھرتی سے دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر گھستا چلا گیا۔ دروازے کو احتیاط سے بند کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ حیرت کے مارے بے اختیار اچھل پڑا۔

رابن ھڈ اپنے مخصوص دفتر میں میز پر شراب کی بوتلیں سجائے مسلسل
شراب پینے میں مصروف تھا۔ آٹھ بوتلوں کی کرچیاں فرش پر بکھری ہوئی تھیں
جب کہ دس کے قریب بوتلیں ابھی تک میز پر بھری ہوئی موجود تھیں۔

"وہ ٹریگر ابھی تک نہیں لوٹا ـــــ دو گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے
اُسے اب تک آجانا چاہیئے" ـــــ رابن ھڈ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے
ہوئے خالی بوتل فرش پر مارتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ دوسری بھری
ہوئی بوتل کی طرف بڑھا۔

اُسی لمحے دروازہ کھُلا اور ٹریگر ـــ ایک اور آدمی کے ساتھ کمرے میں
داخل ہوا۔

"اوہ ٹریگر اور فلپر ـــ تم یہاں کیسے" ـــــ ؟ رابن ھڈ ان دونوں کو
دیکھتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا چہرہ پھڑپھڑا رہا تھا۔

"ماسٹر! ـــ ہم کامیاب لوٹے ہیں" ـــــ ٹریگر نے سر جھکا

ئے کہا۔ اور فلپر کا سر بھی جھکا ہوا تھا۔

"کامیاب ـــ اوہ ویری گڈ! ـــ کیا واقعی تم کامیاب لوٹے ہو" ـــ ؟
ھڈ بے اختیار کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"یس ماسٹر! ـــ پوری سیکرٹ سروس مع ان کے چیف ایکسٹو کے
وقت مفلوج حالت میں اڈے میں آپ کی نظرِ قہر کی منتظر پڑی ہوئی
ہے" ـــــ ٹریگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو ٹریگر ـــ گڈ شو ـــ تم نے واقعی میری نیابت کا حق ادا
کیا ہے ـــ تمہیں انتہائی خطیر انعام سے نوازا جائے گا ـــــ مگر
فلپر" ـــــ ؟ رابن ھڈ نے فلپر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ـــ جب ہم نے سیکرٹ سروس کے ھیڈکوارٹر پر ریڈ
کیا تو یہ ایک کمرے میں مفلوج پڑے ہوئے تھے ـــــ ان کے ساتھ
احمق سا نوجوان بھی مُردہ پڑا ہوا تھا جسے علی عمران کہتے ہیں ـــــ ہم
انہیں بھی اس کے ساتھ لے آئے ـــــ یہاں آکر جب ہم نے گیس
کے اثرات ختم کئے تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہوٹل الیف میں اپنے کمرے
میں موجود تھے کہ اچانک کسی گیس سے انہیں بیہوش کر دیا گیا ـــ پھر
جب ان کی آنکھ کھُلی تو یہ اسی عمارت کے کمرے میں موجود تھے اور وہ
احمق سا آدمی ان پر جھکا ہوا انہیں کوئی انجکشن لگانے کی کوشش کر رہا تھا
یہ اس پر چڑھ دوڑے اور پھر ایک خوفناک لڑائی کے بعد یہ اس احمق
آدمی کی گردن توڑنے میں کامیاب ہو گئے ـــــ اس کے بعد اچانک
مفلوج ہوتے چلے گئے ـــــ انہیں ہم نے دروازہ توڑ کر باہر نکالا
تھا" ـــــ ٹریگر نے فلپر کی جگہ بیان دیتے ہوئے کہا۔

"فلیپر" ــــ رابن ہڈ نے اس بار براہ راست فلیپر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر" ــــ فلیپر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس والے تم تک کیسے پہنچ گئے" ــــ؟ رابن ہ لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"ماسٹر! ــ جہاں تک میں سمجھا ہوں، اس علی عمران کی جیب۔ مجھے وہ کارڈ ملا ہے جو میں نے قباچا خان کو دیا تھا ــــ قباچا خان اس کارڈ کو کاپر کے حوالے کرنا تھا اور کاپر نے اس کارڈ کے ساتھ مـ پاس پہنچنا تھا ــــ مگر کاپر کی بجائے اچانک ہوٹل کے کمرے میں غیر محسوس قسم کی گیس پھیلی اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا ــــ آیا تو میں اس کمرے میں تھا اور وہ علی عمران مجھ پر جھکا مجھے انجکشن لگ کی کوشش کر رہا تھا ــــ مجھے عین موقع پر ہوش آگیا تھا اس لئے اس پر چڑھ دوڑا ــــ وہ زبردست لڑاکا تھا لیکن فلیپر تو آپ کا غلام غلام نے پوری طاقت سے اس کا مقابلہ کیا اور آخر کار اس کی گردن توڑنے میں کامیاب ہو گیا ــــ ابھی میں اس کی جیبوں کی تلا لے رہا تھا کہ اچانک میرا جسم مفلوج ہوتا چلا گیا اور پھر جب دروازہ توڑ ٹرنگیر اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے تو یہ مجھے اسی مفلوج حال میں یہاں لے آئے اور پھر یہاں لا کر جب انہوں نے محلول کی مدد۔ میرا مفلوج پن دور کیا تو میں نے پوری وضاحت کی۔ اور اب آپ حضور حاضر ہوں" ــــ فلیپر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"قباچا خان اس احمق آدمی علی عمران کے متعلق بہت سی باتیں

ا گر یہ دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے ــــ چونکہ تم نے اس کی گردن ی ہے اس لئے تم بھی انعام کے حقدار ہو ــــ ویری گڈ شو" ــــ ن ہڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ ہی اس کے غلاموں ے لئے بہت بڑا انعام تھا۔

"آپ کی نظر کرم ہی ہمارے لئے سب سے بڑا انعام ہے ماسٹر" ــ پر نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ٹرنگیر! ــــ وہ دنیا کی طاقتور ترین سیکرٹ سروس اور اس کا یف کہاں ہے ــــ؟ میں ان کی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں" ــــ ن ہڈ نے میز پر پڑی ہوئی بھری بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"وہ پہلی راہداری کے کمروں میں مفلوج حالت میں پڑے ہوئے ہیں ران کی لاش بھی وہیں موجود ہے ــــ میں نے اس نقاب پوش جو ان کا چیف ہے علیحدہ کمرے میں رکھا ہے اور باقی ممبروں کو علیحدہ روں میں ــــ وہ سب مفلوج پڑے ہیں" ــــ ٹرنگیر نے جواب یتے ہوئے کہا۔

"ان سب کو بڑے ہال میں پہنچا دو ــــ ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں موت کے گھاٹ اتاریں گے۔ اور سنو! اس چیف کا نقاب ت اتارنا ــــ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے ہی ممبروں سے بھی فیہ رہتا ہے ــــ آج ہم اس کے ممبروں کے سامنے اس کی قاب کشائی کریں گے" ــــ رابن ہڈ نے خوشی سے ہنستے ہوئے ا۔ اس کا چہرہ جو ہر وقت غصے سے بگڑا رہتا تھا۔ آج خلافِ توقع وشی سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"بہتر ماسٹر! ۔۔۔ میں ابھی تمام انتظامات مکمل کر کے آپ کو اطلا
کرتا ہوں تاکہ آپ تشریف لا سکیں" ۔۔۔ ٹریگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا
پھر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"بیٹھو فلیپر! ۔۔۔ اب تم آ گئے ہو تو یہ نظارہ بھی دیکھتے جاؤ۔
تم بتاؤ کہ سیاسی مشن کہاں تک پہنچا ہے" ۔۔۔ رابن ہڈ۔
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور فلیپر بھی سامنے رکھی ہوئی کرسی پر مؤدبا
انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ ادب کی وجہ سے جھکا ہوا تھا۔

"ماسٹر! ۔۔۔ میں نے تمام کام ہموار کر لیا ہے ۔۔۔ آخری بات چ
بس ایک دو روز میں مکمل ہو جائے گی" ۔۔۔ فلیپر نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ ویری گڈ! ۔۔۔ بس یہ سیکرٹ سروس کا روڑا درمیا
میں آ گیا تھا جو کہ ٹریگر نے نکال دیا ہے ۔۔۔ اب ہم تیزی س
اپنے مشن پر کام کر سکیں گے" ۔۔۔ رابن ہڈ نے شراب کی بوت
کو منہ کی طرف لے جاتے ہوئے بڑے تکبرانہ انداز میں کہا۔

اور پھر فلیپر خاموش بیٹھا رہا اور رابن ہڈ مسلسل شراب چڑھا
چلا گیا۔ وہ خالی بوتل زور سے فرش پر دے مارتا اور پھر بھری ہو
بوتل اٹھا لیتا۔

تھوڑی دیر بعد ٹریگر دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"سب انتظامات مکمل ہیں ماسٹر!" ۔۔۔ ٹریگر نے اندر داخل
ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ شو! ۔۔۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم نے کیا طریقہ کار اختیار کیا" ۔۔۔
رابن ہڈ نے میز کے پیچھے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھتے

ـ نے کہا۔

فلیپر بھی مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا اور پھر رابن ہڈ آگے آگے
ر ٹریگر اور فلیپر مؤدبانہ انداز میں چلتے ہوئے اس کے پیچھے کمرے سے
ہر نکل آئے۔

ٹریگر بڑے مؤدبانہ انداز میں مختصراً بتا رہا تھا کہ اس نے ہیڈ کوارٹر
ں موجود مقامی فوجی وردیوں کو استعمال کیا اور اپنے آدمیوں کو مقامی
جیوں کے روپ میں تیار کر کے لے گیا۔ ان کا باقاعدہ میک اپ کیا
ا تھا۔ ایک ممبر نے ساحل سمندر پر چار فوجی گاڑیوں کے موجود ہونے
ی اطلاع دی تھی۔ کچھ فوجی ان گاڑیوں میں سوار ہو کر پکنک منانے آئے
ـئے تھے۔ چنانچہ ہم وہ گاڑیاں لے اڑے۔ ان فوجیوں کو ہلاک
ر دیا گیا۔ اس طرح مقامی فوجیوں کے روپ میں ہم نے اس عمارت
و گھیر لیا۔ سڑک بلاک کر دی گئی۔ پھر میں نے ریڈ لائن گیس کے شیل
ندر پھینکے اور بعد ازاں گیس ماسک چڑھا کر ہم اندر داخل ہو گئے
ڈ لائن گیس نے آناً فاناً عمارت میں موجود ہر شخص کو مفلوج کر
ا۔ اتفاق سے ایک کمرے میں سے ہمیں بہت سے آدمی مفلوج ہوتے
لے۔ ایک نقاب پوش ملا۔ اور پھر ایک کمرے کا دروازہ توڑا تو فلیپر اور عمران
ی لاش ملی۔ باقی پوری عمارت خالی تھی۔ چونکہ ہمیں کسی بھی وقت ٹریس کیا
سکتا تھا اس لئے ہم نے عمارت کو تباہ نہیں کیا بلکہ فوری طور پر واپس
گئے۔ ویسے بھی اس عمارت میں کوئی ایسی بات نہ تھی کہ اسے تباہ
رنے سے کوئی فائدہ اٹھایا جا سکتا۔ ساحل سمندر پر ہماری کاریں موجود
یں۔ وہاں سے ان سب لوگوں کو کاروں میں منتقل کیا گیا فوجی گاڑیوں

کو وہیں چھوڑا گیا۔ اور اس طرح ہم ان سب کو لے کر بغیر کسی تعاقب
اڈے میں پہنچ گئے"۔۔۔ ٹریگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا
"اوہ!۔۔۔ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔
روپ میں کوئی تمہیں کسی کارروائی سے نہ روک سکتا تھا۔ گڈ شو
راابن ہڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک راہداری میں مڑ
ایک دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر ج
کے بعد ٹریگر اور فلیپر بھی اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔ جس میں سیکرٹ سروس کے مم
کو کرسیوں پر اسی مفلوج حالت میں بٹھا دیا گیا تھا۔ ان سب کو ایک
میں بٹھایا گیا تھا۔ جب کہ ان کے سامنے ایک کرسی پر ایکسٹو بیٹھا ہ
چونکہ وہ سب مفلوج حالت میں تھے اس لئے انہیں باندھنے
ضرورت ہی نہ سمجھی گئی تھی۔

"اچھا اس ٹیم میں عورت بھی شامل ہے۔۔۔ مگر یہ تو غیر
ہے"۔۔۔ راابن ہڈ نے کرسیوں کے آخر میں بیٹھی جولیا کی طرف
دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر!۔۔۔ یہ عورت اور اس کے ساتھ والا مرد بھی سیکرٹ
کے ممبران ہیں۔۔۔ انہیں ہیڈ کوارٹر کے قریب گھومتے ہو
مشکوک حالت میں پکڑ لیا گیا اور پھر زیرو میڈم مشین کے ذریعے ان
سب کچھ اگلوا لیا گیا۔۔۔ انہوں نے ہی ہیڈ کوارٹر کے اندرونی حا
کے بارے میں معلومات مہیا کی تھیں اور انہی کی معلومات کی بنا پر
نے اس انداز میں ریڈ کرنے کا فیصلہ کیا تھا"۔۔۔ ٹریگر نے جوا

ں کے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"تو کیا یہ بھی مفلوج ہیں"۔۔۔؟ راابن ہڈ نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر!۔۔۔ زیرو میڈم مشین سے گزرنے کے بعد ان کا مفلوج
نا لازمی تھا"۔۔۔ ٹریگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور راابن ہڈ نے
ات میں سر ہلا دیا۔ شراب کی بوتل ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔
پر اور ٹریگر اس کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے۔

"وہ عمران کی لاش کہاں ہے۔۔۔؟ اس عمران کی جس کی
لفیں قیاپاچاخان کرتا ہوا مر گیا"۔۔۔ راابن ہڈ نے کہا۔

"وہ کرسیوں کے ساتھ پڑی ہوئی ہے ماسٹر"۔۔۔ اس بار فلیپر
جواب دیا اور راابن ہڈ تیزی سے قدم اٹھاتا کرسیوں کے ساتھ پڑی
ئی عمران کی لاش کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راابن ہڈ چند لمحے کھڑا غور سے عمران کی لاش کو دیکھتا رہا اور
سر ہلاتا ہوا پیچھے ہٹ آیا۔

"کیا یہ بہت بڑا لڑاکا تھا"۔۔۔؟ راابن ہڈ نے ہونٹ بھینچتے
ئے کہا۔

"ماسٹر!۔۔۔ واقعی یہ بہت بڑا لڑاکا تھا۔۔۔ اتنا بڑا کہ میں بتا نہیں
۔ بس خوش قسمتی سے یہ میرے ہاتھوں مر گیا ہے"۔۔۔ فلیپر نے
بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فلیپر!۔۔۔ تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی کہ تم راابن ہڈ کے سامنے کسی
ڑا کہہ سکو"۔۔۔ راابن ہڈ نے اچانک غصے سے چیختے ہوئے کہا

اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

فلپر نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش سر جھکائے کھڑا رہا
ساتھ کھڑے ٹریگر نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر فل
آگے سے جواب دیا یا معافی مانگی تو رابن ہڈ کا پارہ اور چڑھ جاتے

"رابن ہڈ کے سامنے کوئی بڑا نہیں ہے ـــــ تم اسے بڑا
رہے ہو۔ اگر یہ میرے سامنے ہوتا تو میں اسے حقیر مچھر کی طرح
مسل دیتا" ـــــ رابن ہڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ماسٹر جب ہاتھوں میں ہاتھ پڑتے ہیں تب پتہ چلتا
اونٹ جب تک پہاڑ کے نیچے نہ آتے۔ وہ بھی اپنے آپ کو س
سے بڑا سمجھتا ہے" ـــــ اس بار فلپر نے سپاٹ لہجے
جواب دیا۔

"اوہ! ـــ تو تم اسے پہاڑ سمجھ رہے ہو ـــ ٹریگر اسے
یہ ٹھیک ہے کہ اس نے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے اور میں آجکل
لئے اسے معافی دے چکا ہوں ـــ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں
ہمارا غلام ہو کر ہماری شان میں ہی گستاخی کرے" ـــ رابن
نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"فلپر! ـــ خاموش رہو ـــ ماسٹر! آپ نے نقاب کشائی
تھی" ـــ ٹریگر نے فلپر کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ بات کا
بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! ـــ ہم نے آج سیکرٹ سروس کے ممبروں کے
ان کے پُراسرار باس کی نقاب کشائی کرنی ہے ـــ مگر یہ تو م

طرح بیٹھے ہیں ـــ میں نقاب کشائی کے وقت ان کے چہروں
کے تاثرات دیکھنا چاہتا ہوں" ـــ رابن ہڈ نے سامنے کرسیوں
قطار کی صورت میں بیٹھے ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو ماسٹر ان کو ٹھیک کر دیا جائے" ـــ ٹریگر نے کہا۔

"ہاں! ـــ انہیں کرسیوں سے کلپڈ کر دو اور ان کی حالت ٹھیک
کر دو" ـــ رابن ہڈ نے کہا اور ٹریگر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے
سرخ رنگ کے محلول کی بوتل نکالی اور پھر اس نے اس کا ڈھکن کھول کر
... کرسی پر بیٹھے ہوئے تنویر کی ناک سے لگا دی۔ ساتھ ہی اس نے
... کے پیچھے پائے پر بوٹ کی ٹو ماری تو کرسی کے بازو میں سے لوہے
... راڈ نے نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو گئے اور اس طرح تنویر
... کے راڈوں کی مدد سے کرسی میں جکڑا گیا۔ ادھر شیشی کے ناک
... لگتے ہی تنویر کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہونے لگے تو ٹریگر
... بڑھ گیا اور پھر اس نے باری باری سب ممبروں کے ساتھ یہی
... کیا اور تھوڑی دیر بعد سب ممبران کرسیوں پر جکڑے ہوئے
... حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اب ان کے چہروں پر بے چینی
... آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ ان کا پُراسرار باس ان کے سامنے ہی
... ج ہوا بیٹھا تھا۔ ویسے تو دل سے ہی چاہتے تھے کہ وہ اصل ایکسٹو
... یکھ سکیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مجرموں کے ہاتھوں یہ
... ب کشائی بھی نہیں چاہتے تھے۔

"اس ایکسٹو کو بھی ٹھیک کر دوں" ـــ ؟ ٹریگر نے کہا۔

"نہیں ـــ یہ ایسے ہی ٹھیک ہے۔ ورنہ یہ اپنا چہرہ بگاڑ
میں اس کی صحیح صورت دیکھنا چاہتا ہوں" ــــ رابن ہڈ نے
اور ٹریگر شیشی کا ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں ڈالتے ہوئے ایک
طرف ہٹ گیا۔

" سنو سیکرٹ سروس کے ممبروں! ــــ تم نے رابن ہڈ کی طاق
دیکھی ــــ رابن ہڈ اور فتح ایک ہی لفظ کے دو معنی ہیں۔ تمہا
سیکرٹ سروس پوری دنیا میں طاقتور سمجھی جاتی ہے اور تمہارا وہ اح
علی عمران جو اب لاش کی صورت میں تمہارے ساتھ پڑا ہے ــــ
کے کارناموں کی پوری دنیا میں دھوم تھی۔ لیکن تم نے دیکھا کہ جب ر
نے چاہا تو تمہارا یہ احمق آدمی بھی اپنی گردن تڑوا بیٹھا اور تمہاری پو
ٹیم بے بسی کے عالم میں یہاں پہنچ گئی ــــ اور تمہارا یہ چیف
جسے ساری دنیا پُراسرار سمجھتی ہے اس وقت کس طرح بے بسی
عالم میں تمہارے سامنے بیٹھا ہے ــــ رابن ہڈ عظیم ـ
رابن ہڈ عظیم تر ہے ــــ رابن ہڈ عظیم ترین ہے ــــ رابن
وقت کا بادشاہ ہے ــــ ساری دنیا رابن ہڈ کی غلام ہے ۔
تمہارے اس چیف نے دو روز کے اندر رابن ہڈ کو گرفتار کر
کا دعویٰ کیا تھا اور دیکھو ابھی ایک روز بھی پورا نہیں گزرا کہ تم ا
چیف سمیت حقیر کیڑوں کی طرح ہمارے سامنے موجود ہو ــــ
تمہیں اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کہ رابن ہڈ کتنی عظیم طاقت کا ما
ہے ــــ اور اب جب میں تمہارے چیف اور تمہاری مسخ
لاشیں تمہاری حکومت اور عوام کے سامنے پھینکوں گا۔ تب انہیں

طرح اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ رابن ہڈ سے ٹکرانے والا
موت کو دعوت دیتا ہے" ــــ رابن ہڈ نے بڑے جوشیلے
میں پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" گڈ ــ گڈ ماسٹر! ــ آپ بڑی اچھی تقریر کرتے ہیں" ــــ
ے فلپر نے زور زور سے تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور رابن ہڈ
ں سے گھوم کر حیرت بھرے انداز میں فلپر کو دیکھنے لگا۔ جواب سر
ئے خاموش کھڑا تھا۔

" فلپر! ــــ اس عظیم کامیابی کے موقع پر میں تمہیں آخری بار
ف کر رہا ہوں ــــ اب اگر تم نے گستاخی کی تو تمہیں مرنا
گا" ــــ رابن ہڈ نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور
گر حیران تھا کہ ماسٹر آخر بار بار فلپر کو کیوں معاف کر رہا ہے اور پھر
ے خیال آگیا کہ فلپر کے ذمہ چونکہ آئندہ اقدامات کے طور پر سیاسی
ں کو ہموار کرنا ہے اور وہ اس سلسلے میں کافی کام بھی کر چکا ہے ۔
ے لئے ماسٹر جان بوجھ کر اسے چھوڑ رہا ہے ۔

" ماسٹر! ــــ میں تو تعریف کر رہا تھا" ــــ فلپر نے دبے
ے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ رابن ہڈ
ی جواب دیتا، اچانک کمرے کے ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون
ھنٹی کرخت آواز سے گونج اٹھی۔

" دیکھو ٹریگر یہ کون اس وقت ٹپک پڑا ہے ــــ اور اسے
ت کی سزا سنا دو" ــــ رابن ہڈ نے اس مداخلت بے جا پر
ے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور ٹریگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر

ٹیلیفون کا رسیور اٹھالیا۔
"یس ___ ٹریگر بول رہا ہوں" ___ ٹریگر نے کرخت آواز میں
دیتے ہوئے کہا۔
"کیا ___ کیا کہہ رہے ہو فوج نے گھیرے میں لے لیا ہے۔
کیا تم نشے میں ہو" ___ ٹریگر نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا
کے ساتھ ہی اس نے رسیور زور سے کریڈل پر پھینک دیا۔
"فوج ___ کیسی فوج" ___ ؟ رابن ھڈ نے چونکتے ہوئے
"بکواس کر رہا تھا ماسٹر! ___ کہہ رہا تھا کہ ھیڈ کوارٹر کو فوج
اچانک گھیرے میں لے لیا ہے" ___ ٹریگر نے جواب دیا۔
"ہونہہ احمق ___ وہ ویسے ہی پہاڑیوں میں راؤنڈ لگا رہے
ہوں گے ___ بیچارے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں رابن ھڈ کو
نادان ___ احمق" ___ رابن ھڈ نے بڑے حقارت آمیز
میں کہا۔
"تو دیکھو! ___ اب میں تمہارے چیف ایکسٹو کی نقاب کشائی
ہوں ___ دیکھو غور سے دیکھو اپنے ایکسٹو کو ___ جو بڑا پُر
بنا ہوا تھا" ___ رابن ھڈ نے بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی
بیٹھے ہوئے ایکسٹو کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"ماسٹر! ___ اچانک فلیپر بول پڑا۔
"کیا بات ہے" ___ ؟ رابن ھڈ نے متفکر کڑکدار لہجے میں
"ماسٹر! ___ یہ آپ کی توھین ہے کہ آپ ایک عام سی سیکرٹ
کے عام سے آدمی کی نقاب کشائی خود اپنے مقدس ہاتھوں سے

اور میں یہ توہین برداشت نہیں کر سکتا" ___ فلیپر نے جواب دیا۔
"اوہ! ___ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ___ واقعی یہ ہماری توہین ہے۔ یہ
ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے" ___ رابن ھڈ نے پیچھے ہٹتے ہوئے
کہا۔
"ٹریگر! ___ یہ کام تم سر انجام دو" ___ پیچھے ہٹتے ہوئے رابن ھڈ نے
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا۔ ٹریگر تیزی سے ایکسٹو کی طرف
بڑھا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کی اشتیاق آمیز نظریں ایکسٹو پر جمی ہوئی
تھیں۔ ان کے دل اتنی تیزی سے دھڑک رہے تھے جیسے ابھی سینہ توڑ
کر باہر آجائیں گے۔ کنپٹیوں میں دھماکے ہو رہے تھے۔ آج وہ پردہ
اٹھنے والا تھا جس کی خواہش میں وہ آج تک صرف بے بسی سے سر
ہلا کر رہ جاتے تھے۔
دوسرے لمحے ٹریگر نے آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے ایکسٹو کے چہرے
سے نقاب کھینچ لیا اور ممبروں کے دل اچھل کر ان کے حلق میں آگئے۔
"ارے ٹائیگر! ___ ٹائیگر ایکسٹو ہے" ___ تمام ممبروں نے حیرت
سے چیخیں مارتے ہوئے کہا۔ کرسی پر ٹائیگر عمران کا ساتھی بڑے اطمینان
سے بیٹھا پلکیں جھپکا رہا تھا۔
"دیکھو یہ ہے تمہارا ایکسٹو ___ اچھی طرح دیکھ لو" ___ رابن ھڈ
نے زوردار قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔
مگر ابھی اس کے قہقہے کی گونج بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ دروازے سے
باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے دروازہ
ایک دھماکے سے کھلا اور پھر ایکسٹو نقاب چڑھائے ہاتھ میں مشین گن

لئے اندر آگیا۔

"خبردار! ــــ اگر کسی نے حرکت کی" ــــ ایکسٹو کی مخصوص آواز کمر
میں گونجی۔ اسی لمحے ٹریگر نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر کر
پربظاہر مفلوج بیٹھا ہوا ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے
وہ ٹریگر کو دھکیلتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ ٹریگر دیوار سے ٹکراتے ہی
طرح تڑپا اور ٹائیگر اچھل کر پیچھے ہٹا۔ مگر پھر اس سے پہلے کہ وہ حر
کرتا۔ ایکسٹو کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نے قہقہہ لگایا اور ٹر
گولیوں کی بوچھاڑ میں موت کا ناچ ناچتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ اس کے جـ
میں گولیوں کے سینکڑوں سوراخ ہو چکے تھے۔

رابن ہڈ حیرت سے آنکھیں پھاڑے کسی بت کی طرح کھڑا تھا۔ شا
جو کچھ ہوا تھا اور جو کچھ ہو رہا تھا وہ اس کی کھوپڑی میں کسی طرح بھی فِـ
نہ ہو رہا تھا۔ اس نے تو ایکسٹو کی نقاب کشائی کی تھی اور ایکسٹو ہاتھ میں
مشین گن لئے یوں اندر آگیا تھا جیسے یہ اسی کا ہیڈ کوارٹر ہو۔

اور پھر جیسے ہی رابن ہڈ مڑا اسے بھی ہوش آگیا۔ اس نے اچانک
اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ وہ شاید دیوار کے پیچھے موجود دروازے میں
گھسنا چاہتا تھا۔ مگر ساتھ کھڑے فلیپر نے تیزی سے ٹانگ آگے کر دی او
رابن ہڈ چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر جا گرا۔

"ارے ارے مجھ سے تو ہاتھ ملاتے جاؤ ــــ آخر میں تمہار
غلام ہوں چاہے وقتی ہی سہی" ــــ فلیپر نے کہا اور اس بار ایکسٹو
کے ساتھ ساتھ سارے ممبران بھی بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ یہ
آواز عمران کی تھی۔ اس عمران کی جو ان کی کرسیوں کے ساتھ گردن تڑوا

ـا ہوا تھا۔

نیچے گرتے ہی رابن ہڈ تیزی سے اچھلا اور پھر اس نے انتہائی
ـرتی سے عمران کے پہلو میں لات مارنی چاہی۔ مگر عمران کو اس کی
ـت چھو جاتی تو وہ عمران کہاں رہ جاتا، فلیپر نہ بن جاتا۔ عمران نے نہ صرف
ـزی سے پہلو بچایا بلکہ دوسرے لمحے وہ تیزی سے رابن ہڈ پر جھپٹا
ـر پھر ممبران کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں جب عمران نے
ـں لحیم شحیم اور دیو ہیکل رابن ہڈ کو یوں دونوں ہاتھوں سے سر سے
ـپر اٹھا لیا جیسے رابن ہڈ کی بجائے اس کے ہاتھوں میں کوئی کپڑے
ـا گڈا لیا ہو۔

"عظیم لڑاکے صاحب! ــــ میں نے کہا نہیں تھا کہ جب ہاتھوں
ـں ہاتھ پڑتے ہیں تب پتہ چلتا ہے" ــــ عمران نے مضحکہ اڑانے
ـے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں تڑپتے
ـوئے عظیم رابن ہڈ کو پوری قوت سے سر کے بل فرش پہ دے مارا۔
ـبن ہڈ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ مگر عمران نے اسے چھوڑا نہیں
ـر نیچے گرتے ہوئے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور پھر دوسرے
ـلمحے رابن ہڈ اس کے ہاتھوں میں لٹو کی طرح گردش کرنے لگا۔ اچھی
ـرح گردش دینے کے بعد عمران نے اچانک چھوڑ دیا اور رابن ہڈ چیختا
ـوا ایک دیوار سے زوردار دھماکے سے جا ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ
ـیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ واقعی وہ زبردست
ـوت برداشت کا مالک تھا۔

"ہٹ جاؤ عمران" ــــ اچانک ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ــــ یہ پوری قوم کا مجرم ہے ــــ اس نے میرے ملک کے لاکھوں بے گناہوں کا خون کیا ہے ــــ میں اسے اتنی آسانی سے مرنے کی اجازت نہیں دے سکتا" ــــ عمران نے بھی غراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں اتنی درندگی تھی کہ کمرے میں موجود ہر شخص کے جسم میں سردی کی لہر دوڑتی چلی گئی۔

رابن ہڈ اٹھتے ہی تیزی سے سیدھا ہوا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے سامنے کھڑے ہوئے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے منہ پھیر لیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے کسی نے بھرپور تھپڑ مار دیا ہو۔

"تمہارا ہپناٹزم مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا رابن ہڈ! ــــ اسی لیے تو میں نے فلیپر کے روپ میں تم سے آنکھیں نہیں ملائی تھیں۔ ورنہ ایک لمحے میں سمجھ جاتے کہ میں اصلی فلیپر نہیں ہوں" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

رابن ہڈ نے جھٹکا کھاتے ہی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا، مگر اس کے ہاتھ باہر نکلنے سے پہلے ہی عمران اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ رابن ہڈ تیزی سے ایک طرف ہٹا مگر عمران نے اس بار ایک نیا داؤ کھیلا۔ وہ سیدھا دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے پھرتی سے دونوں ہاتھ دیوار سے لگائے اور اس کی دونوں ٹانگیں قوس کی صورت میں گھومتی ہوئی ایک طرف ہٹتے ہوئے رابن ہڈ کے پیٹ پر پڑیں اور رابن ہڈ چیخ مارتے ہوئے ذرا نیچے کو جھکا۔ مگر اس نے بھی انتہائی پھرتی سے عمران کو کمر سے پکڑ لیا۔ مگر عمران تو بجلی بنا ہوا تھا جیسے

ہڈ نے عمران کو پکڑا۔ عمران پارے کی طرح تڑپا اور دوسرے اس کی ایک انگلی کسی خنجر کی طرح رابن ہڈ کی ایک آنکھ میں گھستی چلی گئی۔ اور رابن ہڈ نے اتنی زوردار چیخ ماری کہ پورا ہال لرز اٹھا۔ چیخ مارتے ہی اس نے عمران کو خود ہی چھوڑ دیا۔ اس کی آنکھ سے خون اور آنکھ کا ملغوبہ سا بہہ نکلا تھا۔ اور اس کی آنکھ میں گڑھا پڑ گیا تھا۔

"انہی آنکھوں سے تم نے ساروں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا ــــ میں تمہاری آنکھوں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا کہ آئندہ کسی کو غلام بنا سکو" ــــ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

رابن ہڈ نے دونوں ہاتھ اپنی ضائع شدہ آنکھ پر رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ درد کی شدت سے بُری طرح چلا رہا تھا۔ اس کی ساری طاقت ختم ہو چکی تھی۔

دوسرے لمحے عمران نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے رابن ہڈ کے سینے پر پڑیں اور وہ ایک جھٹکے سے پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران قلابازی کھا کر اٹھا اور پھر اس کی ٹانگیں نیچے گرے ہوتے رابن ہڈ کی گردن کے گرد قینچی بنتی چلی گئیں اور دوسرے لمحے عمران نے اپنے جسم کو پوری قوت سے گردش دی۔ اس کے دونوں بازو زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔ اور جسم گردش کر رہا تھا۔ عمران کے جسم میں نجانے اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت بھر دی تھی کہ چکر کھاتے ہی دیو ہیکل رابن ہڈ بھی اس کے جسم کی طرح گردش کھاتا چلا گیا اور اس کا جسم اس کرسی سے جا ٹکرایا جس پر چند لمحے پہلے ٹائیگر بطور ایکسٹو بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے قلابازی کھائی اور پھر رابن ہڈ کے

حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور اس کی گردن عمران کی ٹانگوں ... ساتھ ہی مڑتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور رابن ہڈ فرش پر ... ہوا بری طرح اچھل رہا تھا۔

"اب یہ کبھی سر اٹھا کر نہ چل سکے گا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ... میں کہا اور پھر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اتنی دیر میں ٹائیگر نے سیکرٹ سروس کے ممبران کی کرسیوں کے ... کو ٹھوکریں مار کر انہیں آزاد کرا چکا تھا۔

عمران جیسے ہی پیچھے ہٹا۔ اس نے کمرے میں مسلح افواج کے ... افسروں کو بھی حیرت زدہ انداز میں کھڑے دیکھا۔

"اب آپ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال سکتے ہیں۔۔۔۔ ... نے اسے زندہ صرف اس لئے چھوڑ دیا ہے تاکہ اس بدبخت کو جو ... کے دعوے کرتا پھر رہا تھا، عوام کے سامنے پیش کیا جا سکے"۔۔۔۔ ... نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

رابن ہڈ اب اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اب ... کا سر آگے کو جھکا ہوا تھا۔ وہ کراہتے ہوئے بار بار جھٹکے دے کر سر کو او... کرنا چاہتا تھا۔ لیکن نجانے عمران نے گردن کے مہروں کو کس طرح گھما ... تھا کہ سر کسی صورت بھی اونچا نہ ہو رہا تھا۔ اور اس کی ٹھوڑی سینے ... لگی ہوئی تھی۔

"اچھا جناب!۔۔۔ اب ہمیں اجازت دیجئے اور اپنا کاروبار سنبھا... میں نے ابھی جا کر وہ نسخہ بھی ٹائیگر سے پوچھنا ہے جس کی مدد سے و...

اتنی دیر ایکسٹو بنا رہا۔۔۔۔ چلو کبھی ہمارے بھی کام آ جائے گا۔۔۔۔ اور کچھ نہیں تو مس جولیانا فٹزواٹر تو رعب میں آ ہی جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس دیکھئے۔۔۔۔" جولیا نے گھبرا کر ایکسٹو سے شکایت کرنے والے لہجے میں کہا۔ مگر اتنی دیر میں عمران، ٹائیگر کا ہاتھ پکڑے دروازہ کراس کر چکا تھا۔

دانش منزل کا میٹنگ ہال ایک بار پھر سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھرا ہوا تھا۔ عمران اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں کرسی پر اکڑوں بیٹھا دھوپ میں بیٹھے ہوئے الو کی طرح آنکھیں جھپکا رہا تھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ آپ نے رابن ہڈ کو بڑی خوفناک سزا دی"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔

"توبہ توبہ!۔۔۔ عمران تو اس وقت آدمی ہی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔ مجھے تو خوف سے پھریریاں آ رہی تھیں"۔۔۔۔ جولیا نے

آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کیا آرہی تھیں" ۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا

"پھریریاں" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جولیا کی جگہ جواب دیا۔

"اوہ پھریریاں ۔۔۔ اچھا اچھا پھریریاں ۔۔۔ میں سمجھا تھا لوریاں" ۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لوریاں! ۔۔۔ وہ کیا ہوتی ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"ارے تم لوریاں نہیں جانتے ۔۔۔ بھئی کیسے زاہد خشک قسم کے آدمی ہو ۔۔۔ محبت کو انگریزی میں لَو کہتے ہیں اور جب کسی سے لَو ہو جاتے تو پھر لوریاں ہی آسکتی ہیں ۔۔۔ اور یہ تو مجھے معلوم ہے کہ جولیا کو یقیناً لوریاں آرہی ہونگیں۔ مگر تنویر کے ڈر سے یہ پھریریاں کہہ رہی ہے ۔۔۔ سمجھا کرو نادان زمانے والے"

عمران نے باقاعدہ ہاتھ نچانچا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور آخری الفاظ تو اس نے باقاعدہ لہک کر ادا کئے۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ ذراسی بات کرو تو سر ہی چڑھ جاتے ہو"

جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"لو بھئی اب لوریاں سر تک پہنچ چکی ہیں ۔۔۔ ابھی آنکھ کے راستے باہر نکلیں گی ۔۔۔ اور پھر ہم سب مل کر گنڈیریاں چوسیں گے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ گنڈیریاں چوسنے والوں کو ٹوتھ پیسٹ استعمال نہیں کرنا پڑتا ۔۔۔ اور یار صفدر! ۔۔۔ آج

ٹوتھ پیسٹ ایسے ہیں کہ ٹوتھ پیسٹ بنے ہوئے ہیں ۔۔۔ جیسے برش لگایا اور ٹوتھ پیسٹ میں" ۔۔۔۔ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل نکلی اور قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک کمرے میں سیٹی کی آواز گونجی اور جولیا نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر مائیک کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو! ۔۔۔ کیا سب ممبرز آچکے ہیں" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ سب موجود ہیں" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو جناب! ۔۔۔ کیا مجھے بھی ممبر بنالیا گیا ہے ۔۔۔ واہ۔ واہ۔ اب کم از کم تنخواہ تو ملا کرے گی ۔۔۔ فلیٹ رینٹ اور پٹرول کا خرچہ بھی" ۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھو ۔۔۔ فضول بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔۔ اچانک ایکسٹو نے اُسے بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا

عمران یوں سہم کر اکٹھا ہو گیا جیسے دوسرے لمحے اس کی رُوح پرواز کرنے والی ہو۔

سارے ممبرز ایکسٹو کی جھاڑ کے سامنے عمران جیسے شخص کو یوں ہوا دیکھ کر بے اختیار مسکرا پڑے۔

"سنو! ۔۔۔ میں نے تم لوگوں کو یہاں اس لئے اکٹھا کیا ہے کہ اس کیس میں کچھ ایسی باتیں ہوئی ہیں جو وضاحت طلب ہیں اور جن کے

متعلق تم سب کے ذہنوں میں چند سوالات موجود ہوں گے" ___
ایکسٹو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ___ چند سوالات نہیں بلکہ سوالات کا پورا پرچہ ہے
تین گھنٹے کے وقت والا" ___ عمران ایک بار پھر بول پڑا۔

"میں ان سوالات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ___ تم سب ک
معلوم ہے کہ دارالحکومت کی اونچی اونچی بلڈنگیں اچانک راکھ کا ڈھ
بننا شروع ہو گئیں ___ ہزاروں بے گناہ افراد مارے جانے لگ
شہر میں قیامت برپا ہو گئی ___ چنانچہ میں نے یہ کیس اپنے ہاتھو
میں لیا اور ہم نے اپنے طور پر انتظامات کئے ___ مگر صرف آ
پتہ چلتا کہ آسمان پر جگنو سا کوئی بار چمکتا اور پھر شہر کی کوئی نہ کوئی بڑ
عمارت ملبے کا ڈھیر بن جاتی ___ مجرموں کا کوئی سراغ نہ
رہا تھا ___ ابھی تحقیقات جاری تھیں کہ مجرم نے جو رابن ہڈ
ایک پوسٹر شہر میں بکھیر دیا ___ اس پوسٹر میں عوام کو حکومت
خلاف بغاوت پر اکسایا گیا تھا اور دو دن کا وقفہ دیا گیا تھا۔ اس
صدر مملکت نے ایک ہنگامی میٹنگ بلائی ___ چونکہ حالات
بے حد نازک تھے اس لئے میں نے صدر مملکت کو یقین دلایا کہ می
انہی دو روز کے وقفے میں مجرم کو پکڑ لوں گا ___ اس اعلان کے
بعد ہم نے سرگرمیاں تیز کر دیں۔ میرا اس اعلان یا چیلنج کا خاص مقص
تھا ___ مجھے معلوم تھا کہ ایسے مجرم ایسی میٹنگوں سے پوری طرح با
رہتے ہیں۔ چنانچہ مجھے علم تھا کہ میرا یہ چیلنج مجرم تک پہنچ جائے
اور چونکہ مجرم اپنی عظمت کے احساس برتری کا شکار تھا۔ اس لئے ا

فسیات کے عین مطابق وہ میری طرف متوجہ ہو جائے گا اور اس
رح اس کا کلیو ملنا آسان ہو جائے گا ___ اور پھر وہی ہوا۔ مجھے
و وہ فوری طور پر ٹریس نہ کر سکے۔ البتہ عمران کا انہیں پتہ چل گیا اور
ہ عمران پر چڑھ دوڑے ___ عمران کو اغوا کر لیا گیا۔ عمران کو میں نے
ہلے ہی آگاہ کر دیا تھا چنانچہ عمران نے اپنے ساتھی ٹائیگر کو اپنی نگرانی
لگا دیا ___ میں نے سیکرٹ سروس کو اس نگرانی کے لئے
تعمال نہ کیا کہ اس طرح مجرم سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی آشنا
و جاتے ___ بہرحال عمران کو اس کے دو ساتھیوں جوزف اور
انا سمیت اغوا کیا گیا ___ ٹائیگر نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر وہ ڈاج
یا اور مجرموں نے راستے میں گاڑی تبدیل کر دی ___ ٹائیگر خالی
ی کا تعاقب کرتا ہوا اس کے ڈرائیور کاپر سے ٹکرایا۔ اس نے
سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کاپر نے زہریلا
ول چبا کر خودکشی کر لی ___ ٹائیگر کو کاپر کی جیب سے ایک کارڈ
جس کی مدد سے وہ ہوٹل الیف میں مقیم رابن ہڈ کے ایک
ساتھی فلیپر سے جا ٹکرایا۔ ٹائیگر نے فلیپر کے منہ سے پہلے ہی
ول نکال لیا تھا۔ پھر اس نے فلیپر کو زہریلی سوئی مار کر مفلوج کر دیا
جولیا اور کیپٹن شکیل جونی کلب گئے اور وہاں وہ اتفاق سے
ہڈ کے آدمی رابرٹ سے ٹکرا گئے ___ جولیا نے رابرٹ
ل ڈالا اور رابرٹ اسے لے کر فلیپر کے پاس آ گیا ___ یہاں
ف نے ٹائیگر کو بیہوش کر دیا اور پھر فلیپر کو ٹھیک کر کے اور جولیا
س کے حوالے کر کے وہ خود ٹائیگر کو لے کر اپنے ہیڈکوارٹر کی

طرف لے چلا۔ راستے میں ٹائیگر کو ہوش آگیا اور اس نے رابرٹ ہلاک کر دیا ــــ ادھر جولیا نے فلیپر کو ایک بار پھر بیہوش کر کیپٹن شکیل رابرٹ کے تعاقب میں چلا گیا جب کہ جولیا فلیپر کو دانش منزل پہنچ گئی اور پھر اس کے بعد وہ بھی کیپٹن شکیل پاس پہنچ گئی ــــ اسی دوران میں نے تم سب کو یہ اکٹھا کیا تاکہ تمہیں مزید ہدایات دے سکوں ــــ عمران کو میں بلاکر اسے فلیپر سے پوچھ گچھ کے لئے گیسٹ روم میں بھجوا دیا۔ میں خود کسی صورت اس کے سامنے نہ آسکتا تھا۔ عمران نے تمام معلومات حاصل کر کے اُسے ختم کر دیا اور خود اس کا میک کر لیا ــــ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ فلیپر کے روپ میں ہیڈ میں داخل ہوگا اور اس طرح مجرموں کے خلاف کام کیا جا سکے مجرموں نے بھی سائنسی طریقے سے دانش منزل کا سراغ لگا کیونکہ عمران، جوزف اور جوانا سمیت رابن ہڈ کے نائب قباچا کے ہتھے چڑھ گیا تھا ــــ قباچا خان نے عمران پر تشدد چاہا، مگر عمران نے پانسہ بدل دیا اور وہ قباچا خان کے ساتھیوں ہلاک کر کے قباچا خان سمیت اس کی کار لے اڑا ــــ

رابن ہڈ نے قباچا خان کی نگرانی میں اپنے خاص آدمی لگا تھے۔ وہ واپسی میں عمران سے ٹکرا گئے ــــ عمران سب کو ختم کر دیا اور اس دوران قباچا خان جو عمران کے ہاتھ شدید زخمی ہو چکا تھا، مر گیا اور عمران وہی کار لے کر واپس دا آگیا۔ اس کار میں ایسا سسٹم نصب تھا کہ اس سے لوکیشن ٹر

جا سکتی تھی ــــ چنانچہ رابن ہڈ نے اسی کار کی وجہ سے دانش منزل کو ٹریس کر لیا۔ اس وقت عمران فلیپر کا خاتمہ کر کے اس کا روپ دھار چکا تھا اور اس نے فلیپر پر اپنا میک اپ کر دیا تھا ــــ مجھے مجرموں کے دھاوے کی بروقت اطلاع مل گئی۔ میں یہ چاہتا تھا کہ مجرم یہاں سے کامیاب لوٹیں تاکہ سیکرٹ سروس ان کے ہیڈ کوارٹر کے اندر پہنچ جائے اور اس طرح اپنے دعوے کے مطابق میں رابن ہڈ کا وقت کے اندر قلع قمع کر سکوں ــــ چنانچہ میں نے ٹائیگر کو فوری طور پر دانش منزل بلایا۔ جوانا، جوزف میرے روپ میں نہ آسکتے تھے اور وہ ویسے بھی مجرموں کی نظر میں تھے۔ سلیمان کو میں نے پہلے ایسے موقعوں پر ٹرینڈ کیا ہوا تھا مگر اتفاق سے وہ اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے میں نے فوری طور پر ٹائیگر کو دانش منزل بلایا اور اُسے نقاب پہنا کر آپریشن روم میں بٹھا دیا۔ چنانچہ جب مجرموں نے فوجی وردیاں پہن کر دانش منزل پر ریڈ کیا تو انہوں نے ریڈ لائن گیس استعمال کی۔ جس سے فوری طور پر دانش منزل میں موجود ہر ذی رُوح مفلوج ہو گیا۔ اور وہ اپنی دانست میں سیکرٹ سروس کے ممبران اور ایکسٹو کو لے اڑے۔ عمران چونکہ فلیپر کے رُوپ میں آچکا تھا اس لئے وہ فلیپر کے روپ میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ فلیپر کو جسے عمران کا میک اپ کیا گیا تھا وہ اپنے ساتھ رابن ہڈ کو دکھانے لے گئے۔ میں نے اس قافلے کا تعاقب کیا اور پھر میں انہی کی گاڑی میں چھپ کر ہیڈ کوارٹر کے اندر پہنچ گیا۔ جہاں میں نے ساگو وائرلیس کے ذریعے جسے چیک نہیں کیا جا سکتا

فوج کو طلب کر لیا ـــــ ادھر ٹائیگر بھی مفلوج ہو چکا تھا۔ چونکہ میں جانتا تھا کہ رابن ہڈ ایکسٹو کو فوری طور پر ہلاک کر دے گا۔ اس لئے میں نے ان کے ایک کمرے سے گیس کا اثر ختم کرنے والا محلول اڑا لیا اور ٹائیگر کو انہوں نے ایک علیحدہ کمرے میں رکھا ہوا تھا وہاں جا کر میں نے ٹائیگر کو وہ محلول سونگھا کر درست کر دیا۔ البتہ اُسے ہدایت کی کہ وہ اسی طرح مفلوج رہنے کی اداکاری کرتا رہے تاکہ فوج کے آنے تک مجرموں کو شک نہ ہو سکے۔

فوج کے پہنچنے پر میں نے ہیڈ کوارٹر کا خفیہ گیٹ کھول دیا اور پھر فوج کے تربیت یافتہ جوانوں نے انتہائی پھرتی سے اڈے اور اس کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں پر قبضہ کر لیا۔ رابن ہڈ کے ساتھی مارے گئے ـــــ جب ہیڈ کوارٹر پر قبضہ ہو گیا میں انہیں لئے ہوئے اس ہال میں پہنچا۔ جہاں رابن ہڈ اپنے طور پر ایکسٹو کی نقاب کشائی سے محظوظ ہو رہا تھا اور آپ لوگ ٹائیگر کو ایکسٹو کے رُوپ میں دیکھ کر آنکھیں پھاڑے بیٹھے تھے اس کے بعد جو ہوا، وہ آپ کے سامنے ہے" ـــــ ایکسٹو نے پوری تفصیل سے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔ اور سارے ممبر بُت بنے یہ سب کچھ سُن رہے تھے۔

"کوئی سوال" ـــــ؟ ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"باس! ـــ رابن ہڈ کا مشن کیا تھا" ـــــ؟ صفدر نے پوچھا

"اچھا سوال ہے ـــ رابن ہڈ ایک انتہائی منظم اور خوفناک

بین الاقوامی تنظیم ہے ـــــ اس کے ہیڈ کوارٹر سے جو کاغذات ملے ہیں اور بذاتِ خود رابن ہڈ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق رابن ہڈ نے صحرائے اعظم میں ایک عظیم انتہائی خفیہ سائنسی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جس کے ذریعے وہ خلائی سیاروں سے بھیجی جانے والی معلومات پوری کرتا تھا ـــــ اسی دوران خلائی سیاروں نے پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں ایک ایسی دھات کی کان تلاش کر لی جس کی مدد سے دنیا کا خوفناک ترین ہتھیار تیار کیا جا سکتا تھا ـــ ایسا ہتھیار کہ جس کے بعد وہ پوری دنیا کا بلا شرکت غیرے حاکم بن سکتا تھا ـــــ چنانچہ رابن ہڈ نے یہ منصوبہ بنایا کہ یہاں دہشت پھیلا کر عوام کو حکومت کے خلاف بغاوت پر اکسایا جائے اور پھر حکومت کا تختہ الٹ کر وہ اپوزیشن میں موجود اپنے چند خاص خریدے ہوئے لوگوں کو حکومت دے دیتا اور ان سے معاوضہ کے طور پر وہ علاقہ لے لیتا جہاں وہ کان موجود ہے اور کان سے نکلنے والی اس نایاب ترین دھات کا ذخیرہ آسانی سے اور خفیہ طریقے سے صحرائے اعظم میں موجود اپنی لیبارٹری میں منتقل کر کے وہاں وہ خوفناک ہتھیار تیار کر لیتا۔ اور پھر ہر بڑے مجرم کی طرح پوری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب پورا کرتا" ـــــ ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور کوئی سوال" ـــــ؟ چند لمحوں بعد ایکسٹو نے دوبارہ پوچھا۔

"جناب! ـــ وہ عمارتیں کیسے تباہ کر دیتا تھا" ـــــ؟ اس بار

نعمانی نے پوچھا۔

"اس نے ایسی گیس تیار کی ہوئی تھی جسے وہ آسمان پر بکھیر دیتا ——— اور پھر اُسے اکٹھا کر کے ایک عمارت پر پھینکتا تو وہ گیس کسی خوفناک بم جیسا کام کرتی اور عمارت تباہ ہو جاتی تھی" ——— ایکس نے جواب دیا۔

اب ممبر خاموش ہو گئے تھے۔

"اور کوئی سوال" ——— ؟ ایکسٹو نے ایک بار پھر پوچھا۔

"جناب! ——— سوال تو نہیں ہے البتہ جواب ہے کہ کاش میں اس وقت فلیپر بنتا ——— جب رابرٹ جولیا کو اس کے حوالے کر کے چلا گیا تھا" ——— عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہارا بھی وہی حشر ہوتا جو جولیا نے فلیپر کا کیا تھا۔ آئندہ اپنی ہڈیوں کا بیمہ کرانے کے بعد ایسی خواہش کرنے کی جرأت کرنا" ——— ایکسٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کی لائٹ آف ہو گئی۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے" ——— جولیا نے غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا خیال ہے کراؤں بیمہ" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دروازے سے باہر جا کھڑا ہوا۔ کیونکہ جولیا کی جوتی بندوق کی گولی کی طرح اس پر لپکی تھی۔ اور میٹنگ ہال میں ممبروں کے دبے دبے قہقہے گونجنے لگے۔ عمران میٹنگ ہال سے نکل کر تیزی سے آپریشن روم میں داخل

ہوا۔ تاکہ ممبروں کے نکلنے سے پہلے اندر داخل ہو سکے۔ اور ممبر یہی سمجھیں کہ وہ جولیا کے خوف سے فرار ہو گیا ہے۔

"بھئی بہت خوب! ——— مان گئے۔ بیچارے ٹائیگر کی تمام کارکردگی پر خوب پانی پھیر رکھا ہے ——— بے چارہ تھا جو عمران کا ساتھی"! عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"عمران صاحب! ——— ظاہر ہے ایکسٹو کو تو ڈاؤن نہیں کیا جا سکتا ——— ورنہ حقیقت تو یہی ہے کہ اس بار ٹائیگر ہمت نہ کرتا تو ہم سب بڑی مشکل میں پھنس گئے تھے ——— میری نقاب کشائی تو بہر حال ہو ہی جانی تھی ——— یہ تو اتفاق سے ٹائیگر اس کمرے میں آ گیا جہاں میں مفلوج پڑا ہوا تھا اور اس نے مجھے محلول سونگھا کر ٹھیک کیا اور پھر میں نے فوری طور پر اپنی جیب سے ریزرو رکھا ہوا نقاب اس کے چہرے پر چڑھایا اور اُسے ہدایات دے کر باہر نکلا اور پھر فوج کو بلا کر ہیڈ کوارٹر پر قبضہ ہوا" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں ایکسٹو کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ حضرت ٹائیگر براجمان ہیں ——— ورنہ میں نقاب کشائی ہونے دیتا ——— لاحول ولا ——— لڑکیوں بالیوں کا پردہ اتارنا کوئی شرافت ہے۔ اماں جی کو پتہ چل جاتا تو جوتیوں سے کھوپڑی پلپلی کر دیتیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کس کی لڑکیوں بالیوں کی ——— یا آپ کی" ——— بلیک زیرو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ پوچھنا پڑے گا ۔۔۔ پوچھ آؤں" ۔۔۔ عمران نے
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ آپ بیٹھے رہیں۔ ممران باہر سے گزر
ہیں ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کو آپریشن روم سے نکلتے دیکھ
ہی کھوپڑی پلپلی کر دیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے گھبرائے ہو
میں کہا۔

"اچھا ہے جو گزرتا ہے گزر جانے دو ۔۔۔ سب نے ہ
جانا ہے ۔۔۔ مگر یار بلیک زیرو! ۔۔۔ گزرنے سے پہلے
کام نہیں کر سکتے ۔۔۔ اس جولیا کو کسی طرح منوا دو ۔۔۔ مگر شـ
ہے کہ پیسے کے بغیر" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور تنویر کا کیا کروں" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے مسکرا کر ک

"ہاں یار! ۔۔۔ ایک تو اس تنویر کا بھی بڑا مسئلہ ہے۔ نہ خود ک
ہے اور نہ کسی کو کھیلنے دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے ٹھنڈا سانس
ہوئے کہا۔

"اب آپ کے کھیلنے کے دن گزر گئے ہیں ۔۔۔ منہ دھو ر
بلیک زیرو بھی موڈ میں تھا۔

"بھئی اسی لئے تو کہتا ہوں کہ اب کھلانے کے دن آ گئے ہ
بچے کھلانے کے مگر ۔۔۔ بس اسی مگر نے تو ساری گڑبڑ پھیلا ر
اچھا کبھی تو اس سے پیچھا چھوٹے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ
ریسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو مسکراتا رہ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد ایڈونچر کہانی

مکمل ناول

ایڈونچر مشن

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

✵ تبت کے انتہائی دشوار گزار پہاڑی جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایسا مشن جہاں ہر طرف یقینی اور خوفناک موت کے جبڑے کھلے ہوئے تھے۔

مارسیلا جنگل کوئین ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار۔

✵ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان بدھ بھکشوؤں کے روپ میں جب تبت کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو ۔۔۔ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچوئشنز۔

✵ جولیا کو خوفناک جنگل میں جبراً اغوا کر لیا گیا اور سیکرٹ سروس کے ارکان سر پٹخنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے۔ جولیا کا کیا حشر ہوا ۔۔۔؟

✵ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان اور خوفناک یوگیوں اور بدھ بھکشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر راستہ موت پر ختم ہوتا تھا۔

جوزف جنگلوں کا بادشاہ ایک نئے اور انوکھے روپ میں۔

✵ ایک ایسا مشن جس کے مکمل ہوتے ہی عمران نے سیکرٹ سروس سے بغاوت کر دی اور پھر خوفناک جنگلوں میں عمران اور جولیا دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔ وہ مشن کیا تھا ۔۔۔؟

دلچسپ، حیرت انگیز، تیز رفتار ایکشن اور سنسنی خیز سسپنس

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں خیر و شر کی آویزش پر انتہائی پراسرار اور تحیر خیز ناول

اسپیشل نمبر

شودرمان

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

شودرمان شیطان کے پجاریوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقابل تس
بنا دیا تھا۔

شودرمان کافرستان کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایسی عمارت جہاں مکم
شیطانی قوتوں کا راج تھا۔

کاجلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی مذہب جو خیر و شر کی آویزش میں شر کی قوتو
نمائندگی کرتا تھا۔

مہامہان کاجلا کا سب سے بڑا پجاری، شیطان کا خصوصی پیروکار اور شودرمان کا رکھ
جو انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کاجلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پاکیشیا سے اغوا کر کے اپنے قبضے میں کر ل
کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا ——— یا ——— ؟

✿ وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو ہی شودرمان کی تباہی اور مہامہا
کی ہلاکت کا مشن سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا؟

✿ وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو لے کر شودرمان کی تباہ
اور کاجلا کی سرکوبی کے لئے کافرستان کے قدیم پہاڑی جنگل میں داخل ہو گیا۔
علاقہ جہاں انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا مکمل راج تھا۔

✿ وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خوفناک شکنجے میں جکڑے جانے کے بعد بے بس ہو گئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے شکست کھا گیا ——— یا ——— ؟

✿ کیا عمران شودرمان کو تباہ کرنے اور مہامہان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خود ان کا شکار ہو گیا ——— ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام

✿ کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خوفناک جال کو توڑنے میں کامیاب ہو سکا۔

خیر و شر کے درمیان ہونے والی ایک ایسی آویزش
جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا
پراسرار، حیرت انگیز، منفرد اور دلچسپ واقعات سے بھرپور
ایک ایسا انوکھا ناول جو جاسوسی ادب میں یادگار حیثیت کا حامل ہے

شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد ناول

مثالی دنیا

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

مثالی دنیا کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے

مثالی دنیا جہاں کرہ ارض کی طرح زماں و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پراسرار دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

مثالی دنیا جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کرلیا۔ ایسا طریقہ کہ کرہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پروفیسر نورس جس نے یہ طریقہ چوری کرلیا اور پھر اس نے علی اعلان مثالی دنیا میں آمدورفت شروع کردی۔

فاسٹ گروپ پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کردیا مگر اس طریقے کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

ڈاکٹر رونالڈ جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کردیا۔ یہ خاتون کون تھی؟ کس طرح کی تھی اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا؟

انتہائی پراسرار اور حیرت انگیز سچویشن

پروفیسر اسٹائن ایک یہودی ماہر روحانیت جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ

لارین گرانڈ ماسٹر کا چیف جسے پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے پر موت کی سزا دیدی گئی؟

روجر گرانڈ ماسٹر کا دوسرا چیف جس نے عمران کے کہنے پر خود اپنے ہاتھوں پوری تنظیم کا خاتمہ کردیا۔ کیوں؟

مادام گاربو ہاٹ فیلڈ کے ایسے گروپ کی چیف جس نے گرانڈ ماسٹر روجر کو اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑادیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔

مادام گاربو جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مجرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مجرم دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار کھینچ دیا کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے؟

مادام گاربو ایک ایسا کردار جسے اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ کہیں اس کے ذریعے عمران ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ ہوجائے۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن

لارڈ ہاٹ فیلڈ کا ایک ایسا نمائندہ جو ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی کا چیف تھا اور جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیتے جی تابوتوں میں بند کردیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان تابوتوں سے نجات مل سکی۔ یا؟

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے خونریز جدوجہد کی۔ بے شمار تنظیموں اور گروپوں سے ٹکرانے اور بے پناہ قتل و غارت کے باوجود کیا وہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ جان سکے یا انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔

حیرت انگیز تیز رفتار مسلسل اور بے پناہ ایکشن کا ایک ایسا شاہکار

جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

پاور ایجنٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کاراکاز ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم۔ جس نے پاکیشیا سے ایک سائنسدان کو فارمولے سمیت اغوا کرلیا۔

پاور ایجنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن جسے اکیلے ہی سائنسدان اور فارمولے کو واپس لانے کا مشن سونپا گیا۔

پاور ایجنٹ جو اکیلا ہونے کے باوجود کاراکاز کے سینکڑوں تربیت یافتہ افراد کو روندتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پاور ایجنٹ جس نے اپنے خوفناک اور پاور فل ایکشن سے ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھیر دیں۔

مارسیلا ایک نیا منفرد اور دلچسپ کردار۔ جس نے قدم قدم پر پاور ایجنٹ کی مدد کی۔ لیکن جب اس نے مستقل طور پر ساتھ رہنے کا اظہار کیا تو پاور ایجنٹ نے اسے بھی ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ کیا مارسیلا پاور ایجنٹ کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی۔ یا؟

پاور ایجنٹ جس کی امداد کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی علیحدہ ٹیم بھیجی گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگیاں بھی پاور ایجنٹ کو بچانی پڑیں۔ کیسے اور کیوں ——؟

مارسیلا جو کاراکاز کے اعلیٰ عہدیدار کی بیوی تھی لیکن اس نے پاور ایجنٹ کی قدم قدم پر رہنمائی کی۔ کیوں اور کیسے ——؟

پاور ایجنٹ جو اپنی کارکردگی کے لحاظ سے کاراکاز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوا۔

پاور ایجنٹ کون تھا؟ کیا وہ اپنے بے پناہ ایکشن کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب بھی ہوسکا-----یا-----؟

وہ لمحہ جب پاور ایجنٹ اور مارسیلا دونوں ایک [illegible]ین ہیلی کاپٹر میں محو پرواز تھے لیکن اچانک ہیلی کاپٹر کا تمام نظام جام ہو کر رہ گیا اور ہیلی کاپٹر سیدھا سمندر میں جا گرا۔

انتہائی دلچسپ واقعات

بے پناہ تیز رفتار ایکشن

اعصاب شکن سسپنس

ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے ایک یادگار اور منفرد انداز کا ناول ہے

شائع ہوگیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی شاہکار کہانی

ڈیتھ کوئیک

مصنف ......مظہر کلیم ایم اے

ڈیتھ کوئیک

کافرستان کا ایک ایسا بھیانک سائنسی منصوبہ کہ جس کی تکمیل کے بعد پاکیۂ
کے کروڑوں بے گناہ افراد ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے لیکن
پوری دنیا اسے قدرتی آفت ہی سمجھتی رہتی۔

ڈیتھ کوئیک

جس کا تجربہ پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں کیا گیا اور ہزاروں اف
یکلخت لقمہ اجل بن گئے۔ مگر پاکیشیا اور پوری دنیا کے ماہرین نے اسے قدرتی آفۂ
قرار دے دیا۔ کیوں ؟

ڈیتھ کوئیک

جس کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب میدان میں اتر
تو کافرستان کی چاروں ایجنسیاں عمران کے مقابل آگئیں اور پھر ایک نہ رکنے وا
خوفناک ہنگامے کا آغاز ہوگیا۔
ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو زبردست جدوجہد کے باوجو
ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں ؟

وہ لمحہ

جب عمران اور سیکرٹ سروس کو باوجود سرتوڑ کوششوں کے ناکام پاکیشیا لوٹنا پڑا؟

وہ لمحہ

جب شاگل نے کافرستان کی طرف سے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں ؟
کیا شاگل نے کافرستان سے غداری کر دی ـــ ـــ یا ـــ ـــ ؟
کیا واقعی اس مشن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقدر میں ناکامی لکھ دی گئی تھی ـــ ـــ یا ـــ ـــ ؟
کیا کافرستان اپنے اس بھیانک سائنسی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوگیا ؟

انتہائی دلچسپ اور قطعی منفرد انداز میں لکھا گیا
ایک یادگار ناول
ایکشن اور سسپنس کا حسین امتزاج
شائع ہوگیا ہے
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، ہنگامہ خیز اور ایکشن سے بھرپور ناول

ہاٹ فیلڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا پر اقتدار کی خواہاں تھی لیکن اس کا نام تک کوئی نہ جانتا تھا۔

ہاٹ فیلڈ ایک ایسی تنظیم جس کے تحت پوری دنیا میں سینکڑوں مجرم تنظیمیں اور گروپ کام کر رہے تھے لیکن یہ تنظیمیں اور گروپ ہاٹ فیلڈ کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔

گرانڈ ماسٹر ہاٹ فیلڈ کی ایک ایسی ماتحت تنظیم جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم پر اس وقت فائر کھول دیا جب عمران نے اپنی بہن ثریا کی شادی کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دعوت دے رکھی تھی۔ ایک ایسا حملہ جس کا نشانہ عمران اور پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس تھی۔ کیا حملہ کامیاب رہا ۔۔۔ یا ۔۔۔؟

پی ون گروپ ایکریمیا کا ایک ایسا گروپ جو براہ راست ہاٹ فیلڈ کے تحت تھا اور جس نے پاکیشیا میں تخریب کاری اور خونریزی کی انتہا کر دی۔

پی ون گروپ جس کی وجہ سے پہلی بار عمران نے ہاٹ فیلڈ کا نام سنا اور پھر اس نے ہاٹ فیلڈ کی تلاش شروع کر دی۔ مگر دنیا کی کوئی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی کوئی آدمی ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ تھا۔

• گرانڈ ماسٹر جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر اس وقت اچانک اندھا دھند فائر کھول دیا جب وہ ملک ناڈا کے ایئرپورٹ پر اترے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عمران اور اس کے ساتھی جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور ٹائیگر خون میں لت پت سینکڑوں افراد کے سامنے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے۔ کیا واقعی ایسا ہو گیا؟

لارین گرانڈ ماسٹر کا چیف جسے پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے پر موت کی سزا دیدی گئی؟

روجر گرانڈ ماسٹر کا دوسرا چیف جس نے عمران کے کہنے پر خود اپنے ہاتھوں پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔ کیوں؟

مادام گاربو ہاٹ فیلڈ کے ایسے گروپ کی چیف جس نے گرانڈ ماسٹر روجر کو اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

مادام گاربو جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مجرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مجرم دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار کھینچ دیا کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟

مادام گاربو ایک ایسا کردار جسے اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ کہیں اس کے ذریعے عمران ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ ہو جائے۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن

لارڈ ہاٹ فیلڈ کا ایک ایسا نمائندہ جو ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی کا چیف تھا اور جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیتے جی تابوتوں میں بند کر دیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان تابوتوں سے نجات مل سکی۔ یا؟

• عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے خونریز جدوجہد کی۔ بے شمار تنظیموں اور گروپوں سے ٹکرانے اور بے پناہ قتل وغارت کے باوجود کیا وہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ جان سکے یا انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔

حیرت انگیز، تیز رفتار، مسلسل اور بے پناہ ایکشن کا ایک ایسا شاہکار
جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

HASSAN.

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیر

جوانا ان ایکشن	مکمل
اسٹار ٹریک	اول
اسٹار ٹریک	دوم
ٹل ڈیولز	مکمل
فیس آف ڈیتھ	اول
فیس آف ڈیتھ	دوم
بلیک ڈیتھ	اول
بلیک ڈیتھ	دوم
ہاٹ ناٹ	مکمل
اسپیشل ایجنٹ برونو	مکمل
ریڈ چیف	مکمل
ڈیتھ سرکل	مکمل
ٹرنچ فائر	مکمل
ڈارک کلب	مکمل
شوٹنگ پاور	مکمل
حلقہ موت	اول

حلقہ موت	
وے ٹو ایکشن	ا
وے ٹو ایکشن	
ٹاپ ٹارگٹ	آخری
لانسر فائیو	مک
ایجنٹ فرام پاور لینڈ	مک
روڈ سائیڈ سٹوری	مک
گریٹ فائٹ	مک
ونڈر پلان	او
ونڈر پلان	د
بلیک کالر	مک
ڈیتھ گروپ	مک
ہیکل سلیمانی	او
ہیکل سلیمانی	د
لیڈی سندرتا	مک
چیلنج مشن	مک

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان